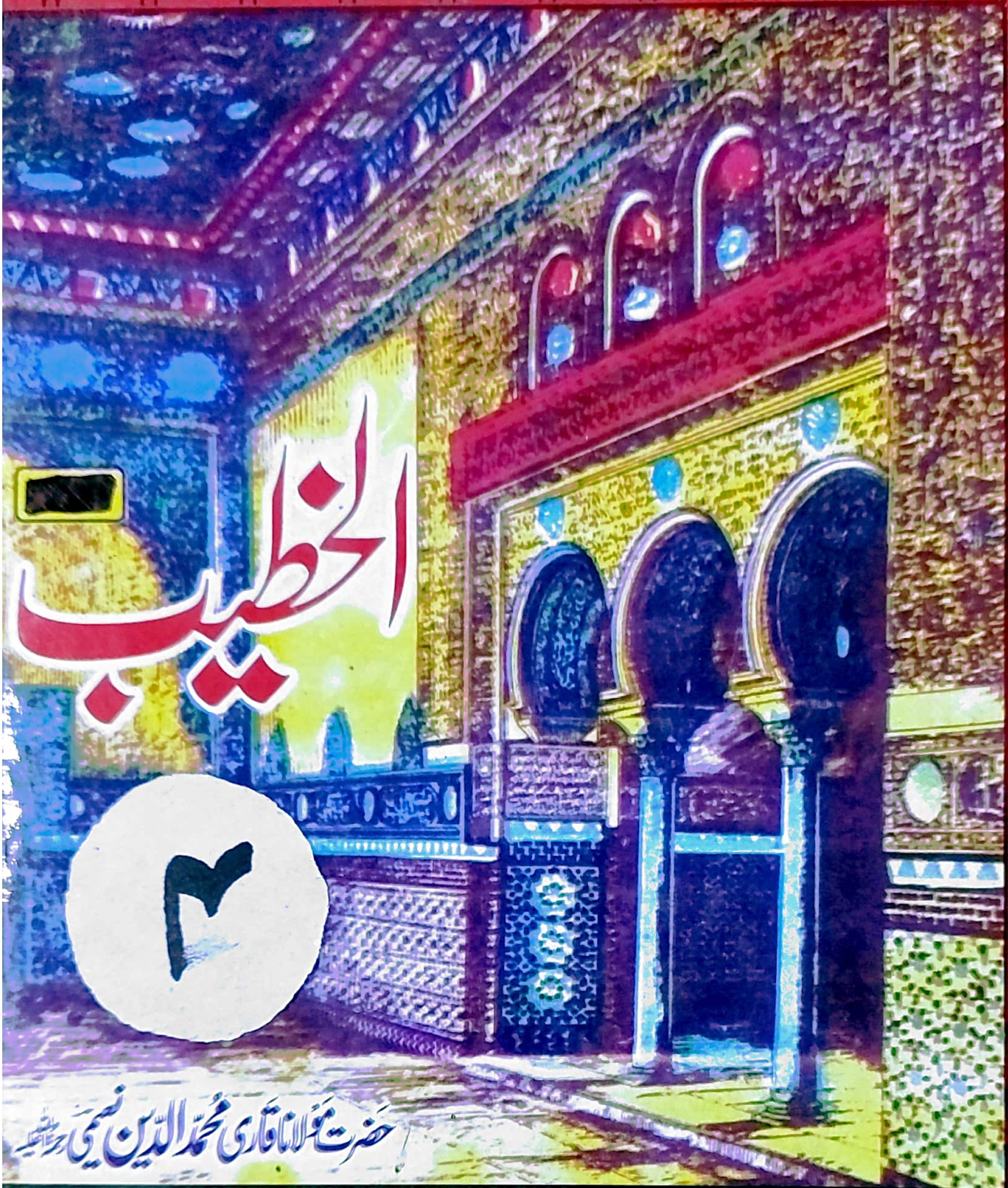

# الخطیب

## ۴

حضرت مولانا قاری محمد الدین نعیمی

مکتبہ نعیمیہ رضویہ
سُنّی رضوی جامع مسجد ○ رضا آباد ○ فیصل آباد فون نمبر ۶۱۲۸۵۳

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

کتاب ——— الخطیب (حصہ چہارم) المعروف خطبات نعیمیہ
مصنف ——— قاری محمد الدین نعیمی
کتابت ——— محمد عاشق حسین ہاشمی، چنیوٹ
ناشر ——— محمد امین الدین نعیمی
سن اشاعت ——— گیارہ جمادی الاول سنہ ١٤٠٨ھ
صفحات ——— ٣٢٠
طباعت ——— مصطفٰے، مرتضٰے، ادریس پریس ٣١٢٢٣٨
تعداد ——— ایک ہزار
سائز ——— ٢٢×١٨
ہدیہ ——— [illegible] روپے

ملنے کے پتے

ٹیلیفون ٦١٢٨٥٣

(١) مکتبہ نعیمیہ رضویہ سنی رضوی جامع مسجد
سٹریٹ ١٢ رضا آباد - فیصل آباد

(٢) ضیاء القرآن، پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ ——— لاہور
(٣) مکتبہ نوریہ رضویہ (بغدادی جامع مسجد) گلبرگ اے - فیصل آباد
(٤) چشتی کتب خانہ، ارشد مارکیٹ، جھنگ بازار - فیصل آباد
(٥) بخاری کتب خانہ، ڈگلس پورہ ——— فیصل آباد



# انتساب

بصد ادب واحترام واکرام، امیر المؤمنین، امام المتقین، خلیفۂ ثالث
سیدنا حضرت عثمانِ غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی عفت مآب عظمتوں کے نام!

# نذرِ عقیدت

بصد خلوص ونیاز بحضور شہزادۂ عالی وقار نقشۂ نقش لاثانی
حضور صاحبزادہ پیر سید عابد حسین شاہ صاحب مد ظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ لاثانیہ حسینیہ علی پور سیداں
(ضلع سیالکوٹ)

"گر قبول افتد زہے عز و شرف"

گدائے کوچہ لاثانی
قاری محمد الدین نعیمی نقشبندی مجددی

یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ (القرآن)

خطباء، مقررین، واعظین اور باذوق حضرات کے لیے
ایک دل کش اور حسین پیشکش۔

مذہبی جلسوں، میلاد شریف کی محفلوں، عُرس کی پُروقار
تقریبوں اور جُمعۃ المبارک کے مقدس اجتماعات میں بیان کی
جانے والی پُرکیف وجد آفریں مدلل تقریروں کا دلکش مجموعہ

# انوارِ خطابت

جس میں قرآن و حدیث، معتبر تفاسیر و کتب سیر و تواریخ سے اخذ شدہ مضامین
کو اُردو، پنجابی، عربی و فارسی اشعار سے مزین کیا گیا ہے۔

عمدہ کتابت، اعلیٰ کاغذ، آفسٹ چھپائی، رنگین و دیدہ زیب ٹائیٹل
صفحات تین سو چار، عنقریب شائع کی جا رہی ہے

مکتبہ النعیمیہ رضویہ سُنی رضوی جامع مسجد رضا آباد فیصل آباد



## فہرست مضامین

۱- فن خطابت ۹
۲- دُرود و سلام ۱۷
۳- بابِ کرم ۴۱
۴- تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ۵۸
۵- ورفعنا لک ذکرک ۷۵
۶- حیات النبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ۹۳
۷- فیضانِ حج ۱۱۹
۸- مدینہ منورہ ۱۳۵
۹- بخشش ۱۵۳
۱۰- عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۱۶۷
۱۱- مقامِ ولایت ۱۸۱
۱۲- وسیلہ ۱۹۷
۱۳- معرفتِ الٰہی ۲۱۳
۱۴- شانِ علماء کرام ۲۲۶
۱۵- حُبِ دُرویشاں ۲۴۰
۱۶- استمداد ۲۵۱
۱۷- رزقِ حلال ۲۵۹
۱۸- دار الفنا ۲۷۳
۱۹- سفرِ آخرت ۲۸۹
۲۰- ایصالِ ثواب ۳۰۶

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# پیش لفظ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ
وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ ط

چشمِ فلک گواہ ہے کہ کفر و اسلام کی جنگ، حق و باطل کی مخاصمت، خیر و شر کی لڑائی، نور و ظلمت کا مقابلہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ ہدایت اور گمراہی دو متضاد راستے ہیں جو دن اور رات کی طرح کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ قرآن حکیم میں ارشادِ ربانی ہے۔

| | |
|---|---|
| وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ | اور اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں |
| وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ | اور نہ ظلمات اور نور (برابر ہیں) |
| وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ط | اور نہ سایہ اور دھوپ (برابر ہیں) |
| وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَاءُ | اور نہ زندے اور مردے |
| وَلَا الْاَمْوَاتُ (پ ۲۲ ع ۱۵) | برابر ہیں۔ |

اندھا اور آنکھوں والا، نور و ظلمت، دھوپ اور سایہ اور زندہ و مردے برابر نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح راہِ ہدایت اور گمراہی بھی برابر نہیں ہو سکتے۔ ہدایت پھول ہے اور گمراہی خار ہے۔ ہدایت نور ہے، گمراہی نار ہے، ہدایت وفا ہے، گمراہی دغا ہے۔ ہدایت لقائے یار ہے، گمراہی راہِ فرار ہے، ہدایت کامیابی ہے، گمراہی بربادی ہے، ہدایت معبود کی بندگی کا اقرار ہے، گمراہی حق سے انکار ہے، ہدایت قربِ رحمانی ہے، گمراہی معیتِ شیطانی ہے، ہدایت انعامِ خداوندی ہے، گمراہی غضبِ الٰہی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے؛

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ ۔ اور اللہ جسے چاہے اُسے ہدایت دیتا ہے۔



ہدایت کرم خداوندی ہے، ہدایت ذریعۂ نجات ہے، ہدایت راہِ جنت ہے۔ مالک الملک جل وعلا نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لیے ہی ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش انبیاءِ کرام کو مبعوث فرمایا —— جنہوں نے مخلوقِ خدا کو درسِ ہدایت دیا۔ دورِ ظلمت میں نور کی شمع کو روشن فرمایا۔ دم توڑتی ہوئی انسانیت کو سہارا دے کر حیات بخشی۔ تاریک دلوں کو نورِ ایمان سے منور کیا۔ بھٹکے ہوئے لوگوں کو درندگی کے غول سے نکال کر صفِ بندگی میں لا کھڑا کیا۔ خونخواری سے نجات دلا کر غم خواری کا جذبہ بخشا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن کریم گواہ ہے کہ مالک الملک کی بھیجی ہوئی جماعت انبیاء کے ہر فرد نے، بزمِ ہدایت کے ہر ستارے نے، اللہ تعالیٰ کے ہر نبی نے اپنے قول و فعل، سیرت و کردار کا اعلیٰ نمونہ پیش کر کے، مخلوقِ خدا کو راہِ ہدایت کی دعوت اور معرفتِ خداوندی کا درس، نیکی کی عظمت، اعمالِ صالحہ کی برکت سے آگاہ فرمایا۔ خوش نصیب لوگوں نے اُن کی دعوت کو دل و جان سے تسلیم کر کے اللہ تعالیٰ رب العالمین جل وعلا کی رضا اور خوشنودی کو پا لیا۔

انبیاءِ کرام علیہم السلام کی آمد آمد اور اُن کی تبلیغ سعید اور فیضانِ نبوت کی تقسیم کا سلسلہ ہمارے آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے تشریف لانے سے قبل تک جاری رہا اور جب آپ کی جلوہ گری ہوئی، تو اللہ رب العالمین نے اعلان فرما دیا؛

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ
رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ
اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (پ ۲۲ ع)

ارشادِ خداوندی کے مطابق تا قیامِ قیامت کوئی نیا نبی نہیں آئے گا اور نہ ہی کوئی آسمانی کتاب نازل ہوگی —— حضور سلطانِ دوجہاں رسولِ مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہی ساری کائنات کے لیے نبی ہیں۔ آپ ہی کے دین اور فرمان کی تابعداری ذریعۂ نجات ہے۔

دینِ اسلام پر عمل پیرا رہنے میں کامیابی کا راز ہے۔ علماء حق نے اسی دینِ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے اپنی زندگیوں کو وقف کر دیا ہے۔ حضور تاجدارِ انبیاء محبوبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت کے علمائے حق، جماعتِ مفسرین و محدثین و فقہاء کرام و مبلغین نے اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعے جو دینِ اسلام کی خدمت فرمائی اس پر انہیں جتنا بھی خراجِ تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔

اس بندۂ ناچیز کو اللہ رب العالمین جل وعلا کے فضل و کرم، اُس کے محبوبِ مکرم حضور تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل اور مُرشدِ ذی وقار کی نظرِ عنایت کے صدقے اس کارِ خیر میں حصہ لیتے ہوئے الخطیب حصہ اوّل، الخطیب حصہ دوم، الخطیب حصہ سوم المعروف تاجدارِ مصر، الخطیب حصہ چہارم المعروف خطباتِ نعیمیہ آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ اللہ رب العزت جل وعلا کے حضور دُعا ہے کہ بوسیلہ سرورِ کونین حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میری اس سعیٔ جمیل کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور میرے لیے میرے والدین کے لیے ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین!

آخر میں اپنے اُن احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے بذریعہ خطوط میری حوصلہ افزائی فرما کر مجھے آگے بڑھنے کا حوصلہ بخشا اور بالخصوص میرے مخلص اور عزیز دوست مُلک کے نامور خوشنویس جناب محمد عاشق حسین ہاشمی کو ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں، جنہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود میری جملہ تصانیف کی کتابت بڑی لگن اور محنت سے فرما کر ان کے حُسن کو دوبالا کر دیا ع اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ!

میں اُمید کرتا ہوں کہ جناب ہاشمی صاحب آئندہ بھی میرے ساتھ اسی طرح دستِ تعاون بڑھاتے رہیں گے (انشاء اللہ تعالیٰ!)

طالبِ دُعا

قاری محمد الدین نعیمی

۱۱ر ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ

بمطابق ۳ر نومبر ۱۹۸۷ء بروز بدھ ——— فیصل آباد

خطابت

# فنِ خطابت

فنِ تقریر ایک مستقل شعبہ کی حیثیت رکھتا ہے، جسے خطیب اپنے زندگی بھر کے تجربہ کے بعد بھی مکمل طور پر نہیں حاصل کر پاتا۔ اللہ رب العزت جل وعلا نے جس انسان کو علمی قوت اور وصفِ گویائی کی سعادت سے بہرہ ور فرمایا ہے، وہ تقریر کے ذریعے سے اپنے دل و دماغ میں آنے والے خیالات دوسرے لوگوں تک پہنچا سکتا ہے، مگر جو مقرر فنِ تقریر کے اصولوں قواعد و ضوابط کو سمجھ جائے تو وہ اہلِ فن کے ارشادات کے مطابق اپنے مافی الضمیر کو سامعین حضرات کو منتقل کرنے کے ساتھ ساتھ وجد آفرینی کی کیفیت بھی پیدا کر سکتا ہے۔

فنِ تقریر کے ماہرین کے اقوال کے مطابق اچھے مقرر، واعظ اور خطیب کے لیے ضروری ہے کہ وہ وجیہہ ہو، صاحبِ علم اور فصاحت و بلاغت کے ساتھ آواز پُر وقار اور اپنے سامعین کی نفسیات کو سمجھنے کا ماہر ہو اور پھر جو بات کہے دل کی گہرائیوں سے کہتا چلا جائے۔ لوگوں کو اچھی بات کی تلقین کرنے سے پہلے خود اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرے۔ اللہ رب العزت جل وعلا کا ارشاد ہے،

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ جو خود نہیں کرتے اُس کا حکم کیوں دیتے ہو؟

ہو سکتا ہے بے عمل واعظ وقتی طور پر اپنے زورِ خطابت، فصاحت و بلاغت کی بدولت کسی کو متاثر کرنے میں کامیاب ہو جائے مگر اس کی تقریر کے دوررس نتائج برآمد نہیں ہو سکتے خطیب کے لیے ضروری ہے کہ جو بیان کرے اُس پر خود بھی عمل کرنے کا مصمم ارادہ رکھے جو کہے دل سے کہے۔ علامہ اقبال قلندرِ لاہوری فرماتے ہیں سہ

Scanned with CamScanner

دِل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پَر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

تقریر صدیوں پُرانا فن ہے۔ جتنی پُرانی تاریخ حضرتِ انسان کی ہے، اتنی ہی قدیم تاریخ تقریر کی ہے۔ تقریر کرنا سنتِ انبیاء کرام علیہم السلام ہے، اس لیے کہ ہر نبی نے اپنی قوم کو دعوتِ الی اللہ تقریری انداز میں ہی ارشاد فرمائی۔

علمِ نفسیات کے ماہرین کا کہنا ہے کہ ہر بات کرنے والے کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اُس کی بات کو پوری توجہ سے سُنا جائے۔ تو پھر جو تقریر کر رہا ہو۔ اُس میں اس خواہش کا تو بدرجہ اولیٰ پایا جانا ضروری ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے خطیب کو لوازماتِ خطابت کا جاننا ضروری ہے۔ اہلِ فن کے نزدیک تقریر کی دو قسمیں ہیں؛

**۱۔ تقریر فی البدیہہ** یعنی مقرر اپنی تقریر کو پہلے سے تیار نہ کرے، بلکہ اپنے سامعین کی نفسیات کو سمجھے اور موقع محل اور وقت کی ضرورت کے مطابق خطاب کرے۔ یہ طریقہ بہت مشکل ہے۔ اس میں وہی مقرر کامیاب ہو سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ رب العزت نے قوتِ حافظہ اور کثرت سے کتب کا مطالعہ کرنے کا شوق بخشا ہو۔

آپ نے مشاہدہ کیا ہوگا بڑے بڑے صاحبِ علم حضرات جب بغیر تیاری کے فی البدیہہ تقریر کرنے کی کوشش کرتے ہیں، تو بات کرتے ہوئے بار بار رُکتے ہیں۔ دورانِ تقریر جب انہیں اپنے مافی الضمیر کے اظہار کے لیے کوئی الفاظ نہیں ملتے، تو پھر آ۔ آ۔ اے۔ اے کرنے لگتے ہیں اور بعض دفعہ اُن کے خطاب کی حالت اُس گم شدہ بچے کی طرح ہو جاتی ہے جسے اپنے گھر کی خبر نہیں رہتی۔ یہ حضرات بھی اپنے مضمون سے ایسے ہی گم ہو جاتے ہیں کہ نہ تو انہیں یہ یاد ہوتا ہے کہ وہ کیا کہہ چکے ہیں اور نہ ہی یہ ذہن میں آتا کہ اب وہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہوتی ہے پھر وہ ایک ہی بات کو بار بار کہنے کی زحمت گوارا کرتے ہیں اور کبھی وہ سامعین



کی بے توجہی کا رونا روتے ہیں۔ کبھی انہیں بے ذوق ہونے کا طعنہ دیتے ہیں۔ بعض دفعہ تو کیفیت یہ ہوتی ہے کہ کہنا کچھ چاہتے ہیں اور مُنہ سے کچھ اور نکل رہا ہوتا ہے۔ بہر حال خلاصۂ کلام یہ ہے کہ فی البدیہہ تقریر کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ یہ طریقہ صرف اُن لوگوں کو اختیار کرنا چاہیئے جو اس کی صلاحیت رکھتے ہوں، وگرنہ اس سے مقرر کے وقار کو ٹھیس پہنچتی ہے اور ندامت بھی اُٹھانا پڑتی ہے۔

**۲۔ تیار شدہ تقریر** یہ طریقہ تقریر فی البدیہہ تقریر سے آسان ہے۔ خطیب تقریر کرنے سے پہلے وقت کی مناسبت سے کوئی موضوع منتخب کرتا ہے اور بیان کرنے سے پہلے اس موضوع پر قرآنی آیات اور احادیثِ مبارکہ، مفسرین اور محدثین کرام کے اقوال جمع کرتا ہے، اُن کو ذہن نشین کر لینے کے بعد اپنے موضوع کے مطابق کسی دلچسپ حکایات اور روایات کو پہلے سے یاد کرتا ہے اور پھر موقع محل کے مطابق اشعار کو چسپاں کرتا ہے۔ پھر ان سب کو ربط و ضبط سے مرتب کر کے ذہن میں محفوظ کر لیتا ہے۔ یہ تیار شدہ تقریر فی البدیہہ تقریر سے زیادہ موثر ہو سکتی ہے۔ ماہرینِ فن کے نزدیک بغیر تیاری کے تقریر کرنا حماقت ہے۔

(نوٹ) بعض مقررین جو تیار شدہ تقریر کرتے ہیں، مگر ان کی عادت ہوتی ہے کہ وہ تقریر کرتے وقت اپنے پاس کاغذ رکھتے ہیں جس پر اُن کی تقریر کے ترتیب وار اشارات لکھے ہوتے ہوتے ہیں۔ دورانِ تقریر سامعین کے سامنے ساتھ اس کاغذ کے ٹکڑے پر نظر رکھتے ہیں۔ اہلِ فن کے قول کے مطابق مقرر کو یہ عادت نہیں ڈالنی چاہیے۔ اس لیے کہ اگر یہ عادت پختہ ہو جائے تو پھر عمر بھر اس کا چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔ پھر دس دس دفعہ بیان کی ہوئی تقریر بھی وہ اس اشارات والے ورق کے بغیر نہیں کر پاتے۔

**کامیابی کا راز** صحیح بات یہ ہے کہ خطیب کا اپنے سامعین پر اثر انداز ہونا اپنے بس کی بات نہیں۔ یہ محض فضلِ خداوندی ہے۔ مشاہدے

Scanned with CamScanner

کی بات ہے ایک نامور مقرر نے ایک مقام پر تقریر فرمائی، تو سامعین پر وجد وحال کی کیفیت طاری ہوگئی۔ اسی مقرر نے دوسرے مقام پر اسی تقریر کو ارشاد کیا، تو سامعین یا تو جلسہ میں بیٹھے بیٹھے سوگئے یا پھر اُٹھ کر چلے گئے ــــــ اسی لیے کہا گیا ہے کہ اسٹیج کسی کا یار نہیں ــــــ بڑے بڑے شاہسوارِ خطابت بھی جب پٹڑی سے اُتر جائیں، تو اُن کا سیدھا ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔

مقرر کو چاہیے کہ دُنیاوی کامیابی یا ناکامی کا تصور کیے بغیر اللہ رب العالمین اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا اور خوشنودی کو پیشِ نظر رکھے اور وہ چند اصول جو اہلِ فن نے اپنے تجربہ سے ہمارے لیے وضع فرمائے ہیں، ان کو ذہن میں رکھے۔

ایک دینی اور مذہبی جلسہ میں خطاب کرنے والے کی وضع قطع سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ہونی چاہیے۔ لباس صاف ستھرا ہو، تھکاوٹ کی حالت میں تقریر نہیں کرنا چاہیئے۔ بعض دفعہ مقررین تقریر سے قبل لوگوں سے گفتگو میں مشغول رہتے ہیں جس کے نتیجہ میں ذہنی تھکاوٹ ہو جاتی ہے اور پھر تقریر کے دوران مضمون کی آمد میں رکاوٹ کا ذریعہ بنتی ہے۔ مقرر کے تقریر کرنے سے پہلے چند لمحات بڑے قیمتی ہوتے ہیں۔ اس لیے اس دورانیہ میں اُس نے اپنے مضمون پر نظرِ ثانی کرنا ہوتی ہے ــــــ اس لیے کوشش کرنی چاہیے کہ اُن کو ضائع نہ ہونے دیا جائے۔

مقرر کو غذا ہلکی پھلکی کھانا چاہیے اور اگر پیٹ بھر کر کھانا ہو تو تقریر اور کھانے کے درمیان اتنا وقفہ ہونا چاہیے جس سے غذا کسی قدر ہضم ہو جائے۔ پیٹ بھر کر کھانے کے فوراً بعد تقریر کرنے والوں کی آواز دورانِ تقریر ہی بیٹھ جاتی ہے۔

مقرر اور سامعین کے درمیان زیادہ خالی جگہ نہیں ہونا چاہیئے۔ مقرر کو چاہیے کہ وہ تقریر کرنے سے پہلے اپنے سامعین کو اپنے قریب مجتمع کرلے۔ اگر سامعین بکھرے ہوئے بیٹھے ہوں، تو محفل میں ذوق پیدا نہیں ہوتا، جو تقریر کی ناکامی کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ بعض مقامات پر مقرر کے آگے میز پر بہت سے گلدان، گلدستے اور ٹیپ ریکارڈر رکھ



دیئے جاتے ہیں جو مقرر اور سامعین کے درمیان ایک حجاب سا کھڑا کر دیتے ہیں، مقرر کو چاہیے کہ اپنے سامنے پڑے میز پر سے غیر ضروری اشیاء کو اٹھوا دے۔

لاؤڈ سپیکر کو اس طریقہ سے لگانے کی ہدایت کی جائے جس کی آواز سامعین کو بھی سنائی دے اور تقریر کرنے والے کے کانوں میں آئے۔ بعض مقام پر یوں ہوتا ہے لاؤڈ سپیکر کی آواز اجتماع میں نہیں آتی۔ مقرر جتنی بھی بلند آواز سے تقریر کرتا ہے، اس کی آواز سامعین پر اثر انداز نہیں ہوتی جس کے نتیجہ میں جلسہ ناکام ہو جاتا ہے، اس لیے مقرر کو سپیکر کے متعلق منتظمین کو پہلے سے آگاہ کرنا چاہیے۔

بعض مقررین کی عادت ہوتی ہے کہ وہ تقریر کو ابتداء ہی میں اس زور سے شروع کرتے ہیں کہ پندرہ بیس منٹ تک اگر کوئی شخص نعرہ بلند کر کے انہیں دم لینے کا موقع فراہم نہ کرے، تو جلد ہی ان کا گلا بیٹھنے لگتا ہے، حتّٰی کہ تقریر کے آخری لمحات بڑے تھکے ہوئے گزارتے ہیں۔

مقرر کو چاہیے اپنے بیان کو آہستہ آواز سے گفتگو کے انداز میں شروع کرے اور پھر جب گلا گرم ہو جائے تو اپنی آواز کو آہستہ آہستہ بلند کرتا جائے اور پھر دورانِ تقریر بھی ایسا انداز رکھے کہ لگاتار ایک آواز میں تقریر کرنے سے احتراز کرے، بلکہ کبھی کوئی زوردار جملہ ہو تو اُس کو جوشیلی آواز میں ادا کرے اور اُس کے بعد آہستہ آواز میں اپنے بیان کو جاری رکھے۔ تقریر کرنے کے فوری بعد پانی نہ پیے ــــــ انشاءاللہ تعالیٰ اس طریقے سے آپ کے گلے کو کافی تحفظ ملے گا اور متعدد بار تقریر کرنے کے باوجود بھی آپ تازہ دم رہیں گے۔

خطیب کو چاہیے کہ شروع کرتے وقت کسی قسم کی گھبراہٹ اور احساسِ کمتری کا شکار نہ ہو اور بالکل مرعوب نہ ہو، خواہ آپ سے قبل ہی کتنے ہی بڑے مقرر کا خطاب کیوں نہ ہو چکا ہو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر پھول کو جدا گانہ رنگ اور خوشبو بخشی ہے۔

Scanned with CamScanner

اسی طرح ہر انسان کا طرزِ تکلم دوسرے سے جُدا ہوتا ہے۔ اس لیے مقرر کو بڑی ثابت قدمی سے رہنا چاہیے اور کسی قسم کا خوف اور کسی کا رُعب خود پر مسلط نہ کرے۔

تقریر کرنے سے پہلے اپنے موضوع کے جُملہ پہلوؤں کو ذہن نشین کر لینا چاہیے اور اگر دورانِ تقریر سامعین کے ذوق کے مطابق کوئی اچھا نکتہ یاد آجائے اور موضوع کے مطابق ہو تو اُس کو بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مقرر کو سامعین کی حوصلہ افزائی کرنا چاہیے۔ اللہ رب العزت کا ارشادِ گرامی ہے؛

وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا — لوگوں سے اچھی باتیں کہو

بعض مقررین اپنے سامعین سے داد حاصل کرنے کے لیے بڑی ناراضگی سے اُن پر برس پڑتے ہیں اور اخلاق سے گری ہوئی باتیں کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے ___ مر گئے ہو ___ مُردے ہو ___ سو گئے ہو ___ بڑے بے ذوق ہو ___ تم تقریر سننے کے قابل نہیں۔ میں نہ جانے کن بے ذوق لوگوں کے بس پڑ گیا ___ خدا جانے سامعین کو کون کون سے خطاب عطا کر دیتے ہیں۔ مقرر کو چاہیے کہ سامعین کو بڑی عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھے، سامعین کی حوصلہ افزائی کرے اور جہاں ضروری سمجھے، اُن سے اپنی بات کا جواب طلب کرے اور پھر جب روحانی کیفیات جلوہ گر ہو جاتی ہیں، تو پھر مقرر کو اپیل کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی کہ اسے داد دی جائے۔ سامعین خود ہی غیر ارادی طور پر مقرر کو داد دینے لگتے ہیں۔

تقریر کے دوران کسی ذاتی مخالف کو نشانہ نہ بنائے۔ خطیب کو بڑے بلند حوصلے کا مالک ہونا چاہیے۔ بعض خطباء کی عادت ہوتی ہے کہ اگر ذرا سی کسی سے مخالفت ہو گئی تو اُس کو کوئی اور یزیدی کے لقب سے نوازنے پر بس نہیں کرتے، بلکہ ابوجہل اور ابولہب کہنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ اشارہ کنایہ سے اُس مسلمان بھائی کو رُسوا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اسی طرح بعض حضرات ذات پات کا نام لے کر لوگوں کی فی سبیل اللہ مخالفت اپنے ذمے لے لیتے ہیں۔ خطیب کو بُرائی کی مخالفت ضرور کرنی چاہیے، مگر اُسے کسی خاص ایک



شخص یا خاص کسی قوم کو نشانہ نہیں بنانا چاہیے، بلکہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع والے خطبہ کے واضح ارشادات کو اپنے لیے مشعل راہ بنانا چاہیے کہ کسی کالے کو گورے پر، کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر فوقیت حاصل نہیں، تم میں سے بہتر وہ ہے جس کے عمل اچھے ہیں۔ اللہ رب العزت کا بھی فرمان ہے؛

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ

بہر حال خطیب کو کسی خاص شخص یا کسی خاص قوم کو اپنا نشانہ نہ بنانا چاہیے، بلکہ مطلق طور پر بُرائی سے نفرت اور نیکی سے محبت کا درس دیا جانا چاہیے۔ ادب کا دامن کسی بھی مرحلہ پر نہ چھوڑنا چاہیے۔ گفتگو کا اوّل سے آخر تک یہ انداز ہو کہ تقریر سامعین کے دل میں اُترتی چلی جائے۔

اہلِ فن نے تقریر کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا؛

**پہلا مرحلہ** مقرر کو سب سے پہلے تمہیدی کلمات سے اپنی تقریر کا آغاز کرنا چاہیے اور یہ تمہید ساری تقریر کی جان ہوتی ہے۔ تمہید زیادہ لمبی نہیں ہونی چاہیے، وگرنہ دیکھا گیا ہے کہ طوالتِ تمہید کے سبب لوگوں کی توجہ اور دلچسپی ختم ہو جاتی ہے۔

بعض مقررین کی عادت ہوتی ہے کہ وہ خطبہ کے بعد سب سے پہلے اپنی صحت کی خرابی اور طبیعت کی ناسازی کا اظہار فرماتے ہوئے کہتے ہیں طبیعت بہت خراب تھی۔ جسم بڑا بوجھل تھا، دن رات مسلسل سفر نے چُور چُور کر رکھا تھا، کئی ماہ سے متواتر تقریریں کرتے کرتے تھک گیا، لیکن حاجی صاحب کا حکم تھا جس کے لیے مجھے آپ کی خدمت میں حاضر ہونا پڑا۔ پھر میں تو کوئی عالم بھی نہیں ہوں۔ نہ علم ہے نہ عمل ہے اور نہ ہی میں تقریر کرنے کے قابل ہوں۔ بس اگر آپ حضرات نے مجھ پر توجہ کی تو ان شاء اللہ میں تقریر کرنے کے قابل ہو جاؤں گا۔

Scanned with CamScanner

اس قسم کی گفتگو سے خطیب اپنے باشعور سامعین کی نظروں میں گر جاتا ہے، اس لیے کہ پہلے تو بیماری، لاچاری اور ناداری کا اظہار ہوتا ہے ۔ پھر چند منٹوں کے بعد وہ اتنی زوردار آواز نکالتے ہیں کہ سامعین پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور وہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ ابھی خطیب صاحب اعلان فرما رہے تھے کہ میں بیمار ہوں ۔ اتنی بلند آواز بیمار آدمی تو نہیں نکال سکتا ۔

پہلے بے علمی کا اظہار، پھر چند منٹوں کے بعد مناظروں اور مباہلوں کے چیلنج کرنے پر اُتر آتے ہیں ۔

**دُوسرا مرحلہ** تمہیدی کلمات کے بعد تقریر کا دوسرا مرحلہ شروع ہوتا ہے ۔ اس میں جہاں تک ہو سکے قرآن و احادیث کو بیان کیا جائے علمی و ادبی کتابوں سے منتخب کیے ہوئے مضامین کو پیش کیا جائے اور پھر موقع محل کے مطابق اشعار بھی پڑھے جائیں ۔

**تیسرا مرحلہ** تقریر کے آخری مرحلہ میں کوئی سبق آموز اور رقت آمیز واقعہ پیش کیا جائے اور پھر اپنی ساری تقریر کا ماحصل چند لفظوں میں دُہرایا جائے اور بڑے احسن اور دل نشین انداز سے تقریر کو اختتام پذیر کیا جائے تاکہ سامعین کرام رُوحانی محفل سے دَردِ عشق، سوز و گداز کی لازوال دولت سمیٹ کر اُٹھیں ۔ آپ کے کہے ہوئے ناصحانہ کلمات عمر بھر کے لئے ذہن نشین ہو جائیں اور وہ دوبارہ آپ کی تقریر دل پذیر سننے کے طالب و تمنائی ہو جائیں ۔

---



# دُرود و سلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَعَلٰی اٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ
الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ صَدَقَ اللّٰهُ
مَوْلٰنَا الْعَظِيْمُ ۝ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ
الْكَرِيْمُ الْاَمِيْنُ ۝

آکر ییے ذکر محمد دا سُن راضی رب دی ذات ہووے
اساں عاصیاں دی اس محفل تے اوہدی رحمت دی برسات ہووے
اوہنوں دو جگ دا سلطان کہواں، اوہنوں عرشاں دا مہمان کہواں
اوہدی ہر گل نوں قرآن کہواں، جہدی بات خدا دی بات ہووے
اوہدے عاشق سَوناں جاندے نئیں، پلکاں نوں ملاوناں جاندے نئیں
ہر ویلے اڈیکاں کردے نیں، بھانویں دن ہووے بھانویں رات ہووے
میں خادم نبی دے یاراں دا، ہاں منگتا پنجاں تے باراں دا
لکھ ہوون سلام محمد نوں، اُوہدی آل تے لکھ صلوات ہووے
اے صائم کراں دُعاواں میں، جدوں شہر مدینے جاواں میں
میرے پلڑے دے وچ ہنجواں دی سجناں دے لئی سوغات ہووے

معزز سامعین کرام! آج میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید و فرقان حمید کے بائیسویں پارے کے چوتھے رکوع کی ایک آیہ مقدسہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں اللہ رب العالمین، احکم الحاکمین جل و علا نے اپنے محبوب مکرم حضور تاجدار انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے؛

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ (پ ۲۲، ع ۴)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر خوب درود و سلام بھیجا کرو۔

سامعین محترم! خداوند قدوس نے قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر اعمال صالحہ کو اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے جیسے ارشاد ہوتا ہے؛

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ۝ پ۱ع

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو، اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

قرآن حکیم میں ارشاد خداوندی ہوتا ہے؛

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ (پ۲، ع ۷)

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے؛

وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۝ (پ ۴ - ع ۱)

اور اللہ کے لیے اس گھر کا حج کرنا لوگوں پر فرض ہے جو اس تک چل سکے۔



## اعلانِ خداوندی

ان ارشادات خداوندی پر غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نماز پڑھنے کا حکم فرمایا ہے، مگر خود نہیں پڑھتا ——— زکوٰۃ ادا کرنے کا ہمیں حکم دیا ہے، مگر خود نہیں دیتا ——— حج کرنے کا حکم ہمیں فرمایا ہے، مگر خود نہیں کرتا ——— مگر قربان جاؤں درود شریف کی عظمت و شان پر کہ جب ہمیں درود پاک پڑھنے کا حکم فرمایا تو پہلے یہ اعلان فرمایا جس کی ترجمانی ایک شاعر نے اس طرح کی ہے ؎

اسیں درود ہمیشہ گھلدے امر کرے رب سائیں
ہور تمام ملائک پڑھسن روز قیامت تائیں
تسیں دی پاک حبیب میرے تے پڑھو درود تمامی
تاں تسیں رحمت کیتے جاسو پادشاہ گرامی

سامعین محترم! اللہ رب العزت جل شانہ نے جملہ عبادات کا حکم فرماتے ہوئے فرمایا کہ تم نماز پڑھو ——— زکوٰۃ ادا کرو ——— روزہ رکھو ——— حج کرو ——— مگر جب یار کے درود کی باری آئی تو فرمایا؛ میں اور میرے فرشتے درود بھیجتے ہیں ——— اے ایمان والو! تم بھی میرے محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں درود و سلام کے نذرانے پیش کیا کرو۔

سامعین محترم! کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم درود نہیں پڑھتے، ہم درود خوانی نہیں کرتے میں کہا کرتا ہوں ——— اللہ تعالیٰ نے درود و سلام پڑھنے کا حکم صرف اور صرف اہل ایمان کو فرمایا ہے ——— اب جو بے ایمان ہے وہ درود پڑھتا نہیں ——— اور جو ایمان والا ہے، وہ درود سلام پڑھنے سے رکتا نہیں ——— شاعر نے خوب کہا ہے ؎

ٹھو ٹھو دیاں ضرباں لاتی جا، جیہویں من دا یار منائی جا
ایہہ ویلا مڑ مڑ کہندا اے، اینویں نہ وقت گنوائی جا

Scanned with CamScanner

کھڑ پین گے پھل مراداں دے، اوہدے نام دی بزم سجائی جا
ایہہ کم نیازی چنگا اے، سوہنے تے درود پوچائی جا

ایک اور شاعر نے بھی کیا خوب کہا ہے ؎

محبوب نوں راضی کریا کر، سُتے ہوئے لیکھ جگایا کر
دن رات مدینے والے تے ہر آن درود پوچایا کر

ہر عاقل بالغ مرد و عورت پر دن میں پانچ مرتبہ نماز کی ادائیگی فرض ہے اور سال میں سے ایک ماہ کے روزے رکھنا فرض ہوتے۔ زکوٰۃ صاحبِ نصاب کو سال میں ایک مرتبہ نکالنا واجب ہے۔ حج صاحبِ استطاعت پر عمر میں ایک مرتبہ فرض ہے ——— مگر دُرود پڑھنے کی کوئی تعداد مقرر نہیں کی گئی نہ وقت، بلکہ جب چاہے پڑھے۔ جتنا چاہے پڑھے ——— دن کے وقت پڑھے ——— رات کے وقت پڑھے۔ —— اذان سے پہلے پڑھے۔ —— اذان کے بعد پڑھے۔ —— نماز سے پہلے پڑھے۔ —— نماز کے بعد پڑھے۔ —— دُعا سے پہلے پڑھے —— بعد میں پڑھے۔ —— کھڑا ہو کر پڑھے۔ —— بیٹھ کر پڑھے —— صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ہ میں مطلق حکم ہے۔ —— ہر گھڑی پڑھ —— ہر آن پڑھ ؎

محبوب نوں راضی کریا کر، سُتے ہوئے لیکھ جگایا کر
دن رات مدینے والے تے ہر آن دُرود پوچایا کر

## بڑا بخیل

صحابیٔ رسول حضرت سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں بتاؤں بخیلوں میں سے سب سے بڑا بخیل کون ہے؟ اور لوگوں میں سے عاجز ترین کون ہے؟

مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ (القول البدیع ص۱۴۷)
کہ جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر دُرود نہ پڑھے۔



سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْبَخِيْلُ الَّذِيْ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ ص۸۷)
بخیل وہ شخص ہے جس کے پاس میرا نام لیا جائے، پھر وہ مجھ پر دُرود نہ پڑھے۔

## دیدار سے محروم

اُم المومنین عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سحری کے وقت کچھ کپڑا سی رہی تھیں کہ اچانک سوئی گر گئی اور چراغ بُجھ گیا اور ادھر نورِ مجسم رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حجرۂ عائشہ میں جلوہ گر ہوئے اور آپ کے چہرۂ انور کی تابانی سے سارا گھر روشن ہو گیا، حتیٰ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی سُوئی مل گئی ——— سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، حضور آپ کا چہرۂ انور کتنا روشن ہے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے عائشہ!

وَيْلٌ لِّمَنْ لَّا يَرَانِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (القول البدیع ص۱۴۷)
خرابی ہے اُس کے لیے جو قیامت کے دن مجھے نہ دیکھ سکے گا۔

عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم وہ کون ہو گا جو قیامت کے روز آپ کے جمالِ جہاں آرا سے محروم رہے گا؟ فرمایا: وہ بخیل ہے۔

عرض کیا، آقا! بخیل کون ہے؟

قَالَ الَّذِيْ لَا يُصَلِّيْ عَلَيَّ اِذَا سَمِعَ بِاسْمِيْ۔ (القول البدیع ص۱۴۷)
فرمایا بخیل وہ ہے جس نے میرا نام سُنا اور مجھ پر درود نہ پڑھا۔

محبوب نوں راضی کریا کر، سُتے ہوئے لیکھ جگایا کر
دن رات مدینے والے تے ہر آن درود پوچھایا کر

## آمین

سیّدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک روز منبر شریف پر جلوہ گر ہوئے۔ جب پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا، آمین ـــــ جب دوسری سیڑھی پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا آمین ـــــ جب تیسری سیڑھی پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا آمین ـــــ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! ہم نے آپ کو تین مرتبہ آمین کہتے ہوئے سنا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو میرے پاس جبریلِ امین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ بدبخت ہے وہ شخص جس نے رمضان شریف کا مہینہ پایا اور (ـــــ اس کا احترام کرکے) وہ بخشا نہ گیا۔ میں نے کہا آمین ـــــ پھر جبریل علیہ السلام نے عرض کیا بدبخت ہے وہ شخص جس نے ماں باپ کا بڑھاپا پایا اور وہ اُن کی خدمت کرکے، جنت حاصل نہ کرسکا۔ میں نے کہا آمین ـــــ تیسری بار پھر جبریل علیہ السلام نے عرض کیا بدبخت ہے وہ ـــــ

ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیْکَ فَقُلْتُ آمِیْن۔

جس کے پاس آپ کا ذکر ہوا اور اُس نے آپ پر درود شریف نہ پڑھا۔ حضور فرماتے ہیں، میں نے کہا آمین!

محبوب نوں راضی کریا کر، سُتے ہوئے لیکھ جگایا کر
دن رات مدینے والے تے ہر آن دُرود پوچایا کر

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔ (مشکوٰۃ ص۸۶)

غبار آلود ہو اس شخص کی ناک جس کے پاس میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پہ دُرود نہ پڑھے۔



## جنّت کا راستہ بھول جائے گا

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ نَسِیَ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ خَطِئَ طَرِیْقَ الْجَنَّۃِ۔ (القول البدیع ص۱۲۵)

جو شخص مجھ پر دُرود شریف پڑھنا بھول گیا، وہ جنت کے راستے سے ہٹ گیا۔

نزہۃ المجالس میں علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت نقل کرتے ہیں، کچھ لوگوں کو روزِ قیامت جنت میں جانے کا حکم ہوگا، لیکن وہ جنت کا راستہ بھول جائیں گے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم وہ کون لوگ ہوں گے؟

قَالَ سَمِعُوْا اِسْمِیْ وَلَمْ یُصَلُّوْا عَلَیَّ۔ (نزھۃ المجالس ج۲ ص۱۱)

فرمایا یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے میرا نام سُنا اور مجھ پر درود شریف نہ پڑھا۔

محبوب نوں راضی کریا کر، سُتے ہوئے لیکھ جگایا کر
دن رات مدینے والے تے ہر آن دُرود پوچایا کر

## دُعاءِ مُعلّق

بندہ جب خداوند قدوس کی بارگاہ میں دُعا کرتا ہے تو وہ دُعا بارگاہِ خداوندی میں پیش ہوتی ہے اور پھر مالک چاہے اسے قبول کرے یا نہ کرے، مگر وہ دُعا جس میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود نہ پڑھا گیا، اُس دُعا کا قبول ہونا تو کجا ـــــ وہ دُعا بارگاہِ خداوندی میں پیش بھی نہیں ہوتی۔

Scanned with CamScanner

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْهُ شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّكَ (ترمذی، مشکوٰۃ ص۸۷)

بے شک دُعا زمین و آسمان کے درمیان روک دی جاتی ہے۔ جب تک تو اپنے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پر دُرود شریف نہ پڑھے۔

سوہنے تے دُرود پڑھائی جا، سوہنے دی خیر منائی جا
منگ صدقہ آلِ محمد دا سب ختم خسارہ ہووے گا
محبوب نوں راضی کریا کر، سُتے ہوئے لیکھ جگایا کر
دن رات مدینے والے تے ہر آن دُرود پوچایا کر

## مقامِ قرب

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ مقدس ہے :

اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَیَّ صَلٰوةً (ترمذی ص۶۴ ج ۱)

روزِ محشر لوگوں میں سے زیادہ قریب وہ ہوگا، جس نے مجھ پر زیادہ دُرود پڑھا ہوگا۔

بہت دُرود جو پڑھدے مومن جد دل بلائے جاسن
سبھ تھیں نیڑے پاس اساڈے قربِ حضوری پاسن

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے :

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ كُنْتُ شَفِیْعَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔ (القول البدیع ص۱۲۱)

جو مجھ پر دُرود شریف پڑھے گا، میں قیامت کے دن اس کا شفیع ہوں گا۔



دُرود پڑھنے والے کی شفاعت سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے
دن رات مدینے والے تے ہر آن دُرود پُچایا کر

## دل کی صفائی

دُرود شریف پڑھنے سے دل کے زنگ اُتر جاتے ہیں اور گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے۔ سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ عَلَیَّ كَفَّارَةٌ لَّكُمْ وَزَكٰوةٌ (القول البدیع ص۱۰۳)

مجھ پر دُرود پڑھو، اس لیے کہ مجھ پر دُرود پڑھنا تمہارے گناہوں کا کفارہ اور تمہارے باطن کی صفائی ہے۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

لِكُلِّ شَیْءٍ طَهَارَةٌ وَّغُسْلٌ وَطَهَارَةُ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنَ الصَّدَاءِ الصَّلٰوةُ۔ (القول البدیع ص۱۳۵)

ہر چیز کے لیے طہارت اور دھونا ہے ـــــ اور مومنوں کے دل سے زنگ اُتارنا مجھ پر دُرود پڑھنا ہے

## بخشش ہو جاتی ہے

"دلائل الخیرات" میں ہے کہ بعض روایت میں آتا ہے کہ ساقِ عرش پر لکھا ہوا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرا چاہنے والا ہے، میں اس پر رحم فرماتا ہوں اور جو مجھ سے مانگتا ہے، اُسے دیتا ہوں اور جو میرے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود بھیج کر میرا قرب چاہے:

غَفَرْتُ لَهٗ ذُنُوْبَهٗ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ (دلائل الخیرات ص۱۳)

میں اس کے گناہ بخش دیتا ہوں خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے :

Scanned with CamScanner

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیَنْظُرُ اِلٰی مَنْ یُّصَلِّیْ عَلَیَّ وَمَنْ نَظَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَیْہِ لَا یُعَذِّبُہٗ اَبَدًا۔ (افضل الصلوات ص۴۰)

بے شک اللہ تعالیٰ نظر فرماتا ہے، اس شخص پر جو مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے اور جس شخص پر اللہ تعالیٰ نظر فرمائے گا اسے کبھی عذاب نہیں دے گا۔

دن رات مدینے والے تے سرآن دُرود پچایا کر

سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ مقدس ہے کہ جس نے اپنی زندگی میں مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھا ہوگا، اس کی موت کے وقت اللہ تعالیٰ اپنی ساری مخلوق سے فرمائے گا کہ اس بندے کے لیے بخشش کی دعائیں کرو (نزہۃ المجالس ص۱۱۱ ج۲)

سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ یَوْمٍ اَلْفَ مَرَّۃٍ لَمْ یَمُتْ حَتّٰی یَرٰی مَقْعَدَہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ (القول البدیع ص۱۲۶)

جو روزانہ مجھ پر ایک ہزار مرتبہ درود پڑھے گا، اسے اس وقت تک موت نہیں آئے گی، جب تک وہ جنت میں اپنا ٹھکانا نہ دیکھ لے گا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ اقدس ہے:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ ثَمَانِیْنَ مَرَّۃً غُفِرَتْ ذُنُوْبُہٗ ثَمَانِیْنَ سَنَۃً۔ (جذب القلوب ص۱۵۷)

جس نے جمعہ کے روز مجھ پر اسّی مرتبہ دُرودِ پاک پڑھا اُس کے اسّی سال کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔

**نور ہی نور** حضور سرکارِ مدینہ سُرورِ سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:



زَیِّنُوْا مَجَالِسَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ عَلَیَّ فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ عَلَیَّ نُوْرٌ لَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ (جامع صغیر ص۲۸ ج۲)

تم اپنی مجلسوں کو دُرود شریف سے مزین کیا کرو، بے شک تمہارا مجھ پر دُرود بھیجنا قیامت کے دن تمہارے لیے نور ہوگا۔

کجھ رونقاں لگیاں ہوئیاں نے
سوہنے دے سوہنے نام دیاں
اوہ محفلاں سب توں چنگیاں نے
جھتھوں واجاں اون سلام دیاں

جو نبی کے قریب ہوتے ہیں — وہ خدا کے حبیب ہوتے ہیں
جو سجاتے ہیں دُرود کی محفل — وہ بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر دُرود شریف پڑھنے والے کے لیے پُل صراط پر نور ہوگا۔

لَمْ یَکُنْ مِنْ اَھْلِ النَّارِ — وہ اہلِ دوزخ سے نہ ہوگا۔ (دلائل الخیرات)

بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا جس مجلس میں حضور سید العالمین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دُرود شریف پڑھا جاتا ہے۔ اس مجلس سے ایک نہایت اچھی خوشبو کو جب فرشتے محسوس کرتے ہیں، تو کہتے ہیں زمین پر کسی مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود شریف پڑھا جا رہا ہے (دلائل الخیرات ص۱۳)

شفا شریف میں قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت نقل فرماتے ہیں کہ حضور تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حوضِ کوثر پر کچھ گروہ آئیں گے جنہیں میں ان کے کثرت سے دُرود شریف پڑھنے کی وجہ سے پہچان لوں گا۔

Scanned with CamScanner

اور دوسری روایت میں ہے : بے شک قیامت کی ہولناکیوں اور دشوار گزار گھاٹیوں سے جلد نجات پانے والا وہ شخص ہوگا جو مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھنے والا ہوگا (شفاء شریف ص۶۱ ج ۲)

دہشت ہَول قیامت کولوں اُس نوں خوف نہ ہووے
ہر طرفوں ای رحمت رب دی تنبوتان کھلووے

اُمّ المؤمنین حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ پسند ہے کہ اسے لقائے الٰہی نصیب ہو اور اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہو :

فَلْیُکْثِرِ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ (القول البدیع ص۱۲۴) چاہیے کہ وہ کثرت سے مجھ پر دُرود شریف پڑھے۔

## عظمتِ دُرود شریف

خداوند قدوس اللہ رب العالمین جل وعلا کا ارشاد گرامی ہے :

فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ ۝ (پ ۲ ع ۲) تم میری یاد کرو، میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔

اس آیۂ مقدسہ میں اللہ تعالیٰ جل وعلا نے فرمایا : اے میرے بندو! تم میرا ذکر کرو، میں تمہارا ذکر کروں گا۔ اس فرمانِ خداوندی پر غور فرمائیے۔ اس میں یہ نہیں کہا گیا کہ تم اگر مجھے ایک مرتبہ یاد کروگے تو میں تمہیں دو مرتبہ یاد کروں گا، بلکہ فرمایا : فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ تم میرا ذکر کرو، میں تمہارا ذکر کروں گا۔ یعنی جب بندہ ایک دفعہ یہ کہے گا — یَارَبِّیْ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا یَا عَبْدِیْ مگر جب باری آئی یار کے ذکر کی — تو تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے :

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا، اللہ



اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا (مسلم، مشکوٰۃ ص۸۶) اُس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کو ایک مرتبہ یاد کرو تو اللہ تعالیٰ بندے کو ایک مرتبہ یاد فرماتا ہے اور جب اُس کے محبوبِ مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایک دفعہ دُرود پڑھا جائے تو اللہ تعالیٰ دُرود خواں پر دس رحمتیں بھیجتا ہے ؎

اس تھیں ہور زیادہ اُس نوں کیہڑی دولت پیاری
دس واری جد اس دے تائیں یاد کرے رب باری

بلکہ دوسری حدیث میں ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحُطَّتْ عَنْہُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ (نسائی، مشکوٰۃ ص۸۶)

جس نے مجھ پر ایک مرتبہ دُرود پڑھ" اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کے دس گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے دس درجے بلند کر دیتا ہے۔

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں،

مَنْ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَمَلٰئِکَتُہٗ سَبْعِیْنَ صَلٰوۃً (مشکوٰۃ ص۸۶)

جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایک مرتبہ دُرود شریف پڑھے، اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ستر رحمتیں بھیجتے ہیں۔

## انعام

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، تین شخص قیامت کے دن عرشِ الٰہی کے سائے کے نیچے ہوں گے جس دن کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ عرض کی گئی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم کہ وہ کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: جو شخص کسی مصیبت زدہ کی حاجت روائی کرے، جو میری سنت کو

زندہ کرے، جو مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھے گا ۔

دل نور و نور دُرود کرے، ہر مشکل دُور دُرود کرے
تیرا دی بُلند زمانے تے اس نال ستارہ ہووے گا
محبوب نوں راضی کریا کر، سُتے ہوئے لیکھ جگایا کر
دن رات مدینے والے تے ہر آن دُرود پُچایا کر

## شہد کی مکھی

ایک روز حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ جہاد کرنے کے لیئے تشریف لے جارہے تھے۔ دورانِ سفر ایک مقام پر استراحت کے لیے رُکے، تو آپ نے کھانا طلب فرمایا۔ آپ کی خدمت میں جَو کی روٹی پیش کی گئی۔ آپ نے فرمایا کچھ سالن بھی موجود ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا ——— نہیں!

صحابہ پاک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شہد کی مکھی اُن کے سروں پر گھوم رہی ہے اور بڑی زور دار آواز سے بھنبھنا رہی ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم یہ مکھی ہمارے سروں پر کیوں اتنا شور کر رہی ہے؟ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ مکھی پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ آپ کے صحابہ بغیر سالن کے روٹی کھا رہے ہیں، جبکہ یہاں قریب ہی ایک پہاڑ میں ہم نے شہد کا چھتہ تیار کر رکھا ہے، مگر اس شہد کو آپ تک پہنچانے کی طاقت نہیں ہے۔ آپ اپنے کسی صحابی کو بھیجیں اور وہ ہمارے چھتے سے شہد نکال لائے۔

چنانچہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیالہ ہاتھ میں لیا اور اُس مکھی کے ساتھ ساتھ چلتے اُس کے شہد کے چھتے تک پہنچے اور وہاں سے نہایت ہی صاف اور عمدہ شہد لے کر واپس حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اس شہد کو اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں تقسیم فرما دیا ——— مگر وہ مکھی ویسے ہی بھنبھنا رہی تھی۔ صحابہ کرام نے اس مکھی کے بھنبھنانے کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا



کہ ہمارے ساتھ عرض و معروض کر رہی ہے۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے اس شہد کی مکھی سے پوچھا کہ تیری خوراک کیا ہے؟ تو اس نے جواب میں کہا: اے اللہ کے رسول! اس پہاڑ اور بیابان میں کڑوے پھول اور بے مزہ پتے چوستی ہوں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے شہد کی مکھی! جب تو کڑوے اور بے مزہ پھول پتوں کا رس چوستی ہے تو پھر یہ صاف اور مصفا اور شیریں شہد کیسے بنتا ہے؟ تو اُس نے کہا ہماری خوراک بے مزہ، کڑوی اور پھیکی ہوتی ہے۔ جب ہم یہ رس چوستی ہیں، تو ساتھ ساتھ دُرود شریف پڑھتی رہتی ہیں، جس سے شہد میٹھا اور صاف ہو جاتا ہے۔ (مقاصد السالکین ص ۶۷)

شہد کی مکھیوں کے کڑوے اور بے مزہ رس دُرود کی برکت سے میٹھے ہو جاتے ہیں، تو انشاء اللہ تعالیٰ دُرود شریف کی برکت سے ہمارے ناقص اور نامکمل اعمال کو بھی درجۂ قبولیت حاصل ہو جائے گا ۔

محبوب نوں راضی کریا کر، ستے ہوئے لیکھ جگایا کر
دن رات مدینے والے تے ہر آن دُرود پچایا کر
پڑھدا رہو درود محمد تے تیرا پارا تارا ہووے گا
اس پاک درود دی برکت تھیں سوہنے دا نظارا ہووے گا

## غنی ہو جاتا ہے

حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے،

قَالَ كَثْرَةُ الذِّكْرِ وَالصَّلٰوةِ عَلَيَّ تَنْفِي الْفَقْرَ (القول البدیع ص ۱۲۹)

فرمایا کثیر ذکر اور دُرود مجھ پر پڑھنے سے فقر دُور ہو جاتا ہے۔

مشکل جو سر پہ آ پڑی، تیرے ہی نام سے ٹلی
مشکل کشا ہے تیرا نام، تجھ پر دُرود اور سلام

Scanned with CamScanner

حضورِ تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ایک صحابی نے تنگیٔ معاش کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، جب تُو اپنے گھر میں داخل ہو تو پہلے السلام علیکم کہہ اور پھر مجھ پر سلام پڑھ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اور تین مرتبہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھ لیا کر۔ چنانچہ اُس صحابی نے ایسا ہی کیا،

فَاَدَرَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ الرِّزْقَ حَتّٰی اَفَاضَ عَلٰی جِیْرَانِہٖ وَقَرَابَتِہٖ (القول البدیع ص۱۲۹)
(سعادت دارین ص۶۳)

تو اللہ تعالیٰ نے اس پر رزق کھول دیا حتّٰی کہ اس کے ہمسائے اور اس کے رشتہ دار بھی اس سے فائدہ حاصل کرنے لگے۔

مشکل کشا ہے تیرا نام، تجھ پر دُرود اور سلام
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا، صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

## قرض سے نجات

شہر بغداد میں ایک بہت بڑا مالدار شخص تھا۔ تجارت میں خسارہ ہونے کی وجہ سے گردشِ ایّام میں گرفتار ہو گیا۔ تنگیٔ معاش کے ساتھ ساتھ قرض کے بوجھ نے اس کی زندگی کا سکون ختم کر دیا۔ قرض خواہ اپنا قرض اس سے طلب کرتے اور یہ ان کی منت و سماجت کرتا ــــ ایک قرض خواہ نے بار بار اُس سے قرض کی ادائیگی کرنے کو کہا، مگر یہ شخص اپنی مجبوری کی وجہ سے قرض نہ ادا کر سکا۔ اس نے قاضی کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔

قاضی نے اس شخص قرض دار کو اپنی عدالت میں طلب کیا اور کہا کہ تم نے اس شخص کا قرض دینا ہے؟ مقروض نے اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اس شخص کا قرض دینا ہے مگر میرے پاس ابھی کوئی چیز نہیں، جو میں اس کو پیش کر سکوں۔ قاضی نے فیصلہ کرتے ہوئے کہا یا تو تم اس کا قرض ادا کر دو یا کوئی ضامن پیش کرو یا پھر جیل میں جانے کے لیے تیار



ہو جاؤ۔ اس مقروض شخص کے پاس نہ ہی تو کوئی سرمایہ تھا جو پیش کرتا اور نہ ہی کوئی شخص اس کے لیے ضمانت دینے کو تیار ہوا۔

قاضی نے مقروض سے کہا کہ تم جیل جانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ مقروض نے قرض خواہ کی بہت منت سماجت کی، لیکن اسے کوئی رحم نہ آیا ــــ آخر مقروض نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے نام پر ایک رات کی مہلت دے دو، میں ایک رات اپنے بچوں میں گزار کر واپس آ جاؤں گا اور تم مجھے جیل میں بند کر لینا۔ قرض لینے والا مان گیا اور کہنے لگا کہ تم مجھے کوئی ضامن دے دو کہ تم صبح حاضر ہو جاؤ گے۔ مقروض نے کہا، میرے ضامن مدینے کے تاجدار، بیکسوں کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں ــ قرض خواہ نے منظور کر لیا ــــ اور وہ مقروض گھر آ گیا۔ بیوی نے اپنے شوہر کو پریشان اور غمزدہ دیکھا تو ماجرا پوچھا ــ اس مقروض نے اپنی رفیقۂ حیات سے یہ سارا واقعہ بیان کر دیا اور کہا کہ میں سلطانِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ضامن دے کر صرف ایک رات کے لیے گھر آیا ہوں۔

نیک بیوی نے شوہر کو تسلی دیتے ہوئے کہا جس کے ضامن سلطانِ مدینہ سرورِ سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہوں تو اُس کو پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے، چنانچہ اُس شخص نے اسی پریشانی کے عالم میں حضورِ تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر دُرود بھیجنا شروع کیا اور پھر ذکرِ محبوبِ دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کرتا ہوا سو گیا، اور اس کے مقدر کا ستارہ چمک اٹھا اور والیٔ بے کساں حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم خواب میں جلوہ گر ہوئے اور فرمایا، میرے اُمتی تو کیوں پریشان ہے؟ فکر مت کرو، تم علی الصبح بادشاہِ وقت کے وزیر کے پاس جانا اور اسے کہنا کہ تمہیں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے سلام کہا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ وہ میری طرف سے تمہارا پانچ صد دینار قرض ادا کر دے اور وزیر کو اس بات کی صداقت کی

یقین دہانی کرانے کے لیے کہنا کہ تم اپنے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں روزانہ ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے اور گزشتہ روز تمہیں غلطی ہوگئی۔ تمہیں شک ہوا کہ پورا ہزار پڑھا گیا ہے یا نہیں، حالانکہ تم نے پورا ہزار پڑھ لیا تھا۔

اس ارشادِ مقدس کے بعد سُلطانِ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے اور مقروض شخص بیدار ہوگیا اور اس کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی ——— علی الصبح وزیر صاحب کی رہائش گاہ پر پہنچا، تو وزیر صاحب دروازے میں کھڑے تھے اور سواری بھی تیار تھی۔ اس مقروض نے وزیر صاحب کو سلام کیا۔ وزیر صاحب نے جواب دینے کے بعد کہا کہو کیسے آئے ہو؟ مقروض نے کہا کہ میں آیا نہیں، بھیجا گیا ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی طرف بھیجا ہے۔ میں ایک مقروض آدمی ہوں سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا کہ تم میرا پانچ صد دینار قرض ادا کر دو، وزیر نے اطمینانِ قلبی کے لیے نشانی طلب کی، تو اُس نے اُس کے درود پاک پڑھنے کے متعلق سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سُنا دیا۔

وزیر یہ سنتے ہی اسے اپنے گھر کے اندر لے گیا اور عزت و تکریم سے بٹھایا اور عرض کیا میرے آقا کا پیغام مجھے دوبارہ سُناؤ ——— وزیر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام سُن کر خوش ہوگیا اور اُس شخص کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا کہ یہ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کر کے آیا ہے۔ پھر وزیر صاحب نے پانچ صد دینار دیئے پھر مزید پانچ صد دینار دیتے ہوئے کہا یہ آپ کے گھر والوں کے لیے ہے۔ پھر اور پانچصد دے کر کہا کہ یہ آپ کے بچوں کے لیے ہے اور مزید پانچ صد دینار دیتے ہوئے کہا یہ آپ کے لیے ہے کہ آپ نے مجھے سچا خواب سُنایا ہے۔

مقروض یہ رقم لے کر خوشی خوشی گھر آیا اور اس میں سے پانچ سو دینار ساتھ لیے اور قرض خواہ کے مکان پر پہنچا اور کہا چلو قاضی صاحب کے سامنے، میں تمہارا قرض ادا کر دوں۔ جب



قاضی کی عدالت میں پہنچے، تو قاضی صاحب اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا رات سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس مقروض کا قرض ادا کر دوں اور قاضی نے اپنے پاس سے قرض خواہ کو پانچ صد دینار ادا کر دیئے اور قرض خواہ کو کہا کہ میں اس مقروض کو معاف کرتا ہوں اور پانچ صد دینار مزید بطورِ نذر پیش کرتا ہوں، اس لیے کہ مجھے بھی حضور سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے ہی حکم دیا ہے۔ (سعادتِ دارین ص ۱۴۷)

محبوب نوں راضی کریا کر، رُتے ہوئے لیکھ جگایا کر
دن رات مدینے والے تے، ہر آن دُرود پچایا کر

## میزانِ عمل

روایات میں آتا ہے کہ روزِ محشر حکمِ خداوندی کے مطابق سیدنا آدم علیہ السلام سبز جوڑا پہنے ہوئے عرشِ الٰہی کے نیچے تشریف لائیں گے اور یہ ملاحظہ فرما رہے ہوں گے کہ اُن کی اولاد میں سے کون جنت کی طرف جا رہا ہے اور کون دوزخ کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ اسی دوران آپ کی نظر ایک ایسے شخص پر پڑے گی جو حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اُمتی ہوگا اور فرشتے اسے دوزخ کی طرف لیے جا رہے ہوں گے۔ سیدنا آدم علیہ السلام اس گناہ گار کو دیکھ کر حضور سید المرسلین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پُکار پکار کر کہیں گے کہ وہ دیکھو آپ کے اُمتی کو فرشتے دوزخ کی طرف لے جا رہے ہیں۔ سرکارِ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی پکار کو سُن کر ان فرشتوں کے پیچھے جلدی جلدی قدم بڑھاتے ہوئے چلیں گے اور ان فرشتوں سے فرمائیں گے ٹھہرو! فرشتے عرض کریں گے یا نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں۔ ہم وہی کچھ کرتے ہیں جس کے کرنے کا حکم بارگاہِ خداوندی سے ملتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرشتوں کے اس جواب کو سُن کر غمگین ہو جائیں گے، اور اپنی ریشِ مبارک پکڑ کر بارگاہِ صمدیت میں عرض کریں گے کہ اے اللہ! تو نے تو میرے ساتھ وعدہ فرما رکھا ہے کہ تجھے تیری اُمت کے بارے میں راضی کرے گا۔ سرکارِ مدینہ سُرورِ سینہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس عرض پر،

فَیَاتِی النِّدَاءُ مِنْ عِنْدِ الْعَرْشِ اَطِیْعُوْا مُحَمَّدًا۔
پس عرشِ الٰہی سے ندا آئے گی کہ اے فرشتو! محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع کرو۔

(القول البدیع ص۱۲۳)

چنانچہ فرشتے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے رُک جائیں گے اور آپ کے حکم کے مطابق اس گناہ گار کو دوبارہ میزانِ عمل پر لایا جائے گا اور اس کے اعمال کا وزن ہوگا، تو اُس کی نیکیوں والے پلڑے میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ایک سفید کاغذ کا ٹکڑا ڈال دیں گے جس سے اس کی نیکیوں کا پلڑا وزنی ہوجائے گا اور ایک آواز بلند ہوگی کہ کامیاب ہوگیا، کامیاب ہوگیا، اس کی نیکیاں وزنی ہوگئیں، اس کو جنت میں لے جاؤ۔

چنانچہ جب فرشتے اسے جنت میں لے جانے لگیں گے تو وہ کہے گا ذرا ٹھہرو جس سرکار نے مجھ پر اتنا کرم کیا ہے مجھے دوزخ سے نکال کر جنت کا حقدار بنایا ہے ذرا اُن سے بھی کچھ عرض کرلوں۔ پھر وہ شخص سرکارِ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کرے گا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوجائیں آپ کا چہرۂ انور کتنا نورانی ہے اور آپ کا خلقِ عظیم کتنا عالی ہے؟ آپ نے میری آہ و فغاں پر ترس کیا اور میرے گناہوں کو معاف کروادیا، فرمائیے آپ کون ہیں؟

فَیَقُوْلُ اَنَا نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ وَهٰذِهٖ صَلَاتُكَ الَّتِیْ كُنْتَ تُصَلِّیْهَا عَلَیَّ
تو آپ فرمائیں گے میں تیرا نبی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) ہوں اور یہ تیرا وہ دُرود شریف تھا جو تو نے مجھ پر پڑھا ہوا تھا۔

(القول البدیع ص۱۲۳)

محبوب نوں راضی کر یا کر، سُتے ہوئے لیکھ جگایا کر
دِن رات مدینے والے تے ہر آن دُرود پُچایا کر

## نُوری تاج

ایک عورت نے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ جناب! میری ایک بیٹی جو فوت ہوچکی ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اسے خواب میں دیکھوں ———— حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم رات کے وقت عشاء کی نماز کے بعد چار رکعت نوافل پڑھنا اور ہر رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ سورۃ الھٰکم التکاثر پڑھنا اور پھر دُرود شریف پڑھتے پڑھتے سوجانا ———— چنانچہ اس عورت نے ایسا ہی کیا۔ رات سوگئی تو اس نے خواب میں اپنی بیٹی کو اس حال میں دیکھا کہ وہ عذابِ خداوندی میں گرفتار ہے، گندھک کا لباس، ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں ہیں — ماں نے اپنی بیٹی کو اس سخت عذاب میں دیکھا تو تڑپ اٹھی اور صبح حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر رات والا سارا قصہ بیان کردیا۔ آپ نے فرمایا کہ جا اپنی بیٹی کے لیے کچھ صدقہ کر، اللہ تعالیٰ اسے معاف کردے گا۔

اس کے چند روز بعد حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک رات سو رہے تھے خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ جنتی باغوں میں سے ایک باغ ہے جس میں ایک مرصع تخت بچھا ہوا ہے اور اس پر ایک لڑکی نورانی تاج پہنے ہوئے بیٹھی ہے۔

فَقَالَتْ یَا حَسَنُ اَتَعْرِفُنِیْ
تو اُس نے کہا کہ حضرت حسن بصری کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟

(القول البدیع ص۱۳۱)

آپ نے فرمایا کہ میں نے تجھے نہیں پہچانا کہ تو کون ہے؟ تو اس نے عرض کی حضور! میں وہی ہوں جس کی ماں کو آپ نے دُرود پڑھنے کا حکم فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا: بیٹی تیری ماں نے ہم سے جو تیری حالت بیان کی تھی، تم تو اس حالت میں نہیں ہو۔

اس پر اس لڑکی نے کہا کہ جناب والا! میری ماں نے جو میری حالت آپ کی خدمت میں بیان کی تھی، وہ بالکل سچ ہے۔ میری ماں نے جب مجھے خواب میں دیکھا تھا، میں

Scanned with CamScanner

واقعی سخت عذاب میں مبتلا تھی۔ آپ نے فرمایا، بیٹی! پھر تجھے عذاب سے کیسے نجات حاصل ہوئی، تو اُس لڑکی نے عرض کیا جس کی ترجمانی ایک شاعر نے یوں کی ہے ؎

تھوڑے دن ہوئے اک مومن چلدا چلدا راہی
قبرستان وچوں سی لنگھیا اوہ مقبول الٰہی
شوقوں پاک دُرود نبی دا پڑھیا اوس زبانوں
جد اس پڑھیا تاں پھر جلدی حکم ہویا رحماںوں
اس مومن محبوب میرے تے پڑھی صلوات گرامی
بخش دتا اساں اس دے پاروں قبرستان تمامی

لڑکی نے عرض کیا حضور اس قبرستان کے قریب سے ایک نیک آدمی کا گزر ہوا اور اُس نے حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس پر درود کا نذرانہ پیش کیا، اس کے درود پڑھنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار وہ لوگ جنہیں عذاب ہو رہا تھا، معاف فرما دیا ہے ؎

محبوب نوں راضی کر یا کر، رُسّے ہوئے لیکھ جگایا کر
دن رات مدینے والے تے اے یار درود پُچایا کر

## نورانی چہرہ

سیدنا حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا تھا، میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہر قدم پر دُرود شریف کا ورد کر رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ یہاں تو تسبیح و تہلیل پڑھنی چاہیے، مگر تم درود پاک پڑھ رہے ہو ــــــ تو اُس نے کہا جناب! میں اور میرا باپ حج کو آرہے تھے کہ دورانِ سفر حجاز میرا باپ فوت ہو گیا، میں اس کی میت کے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہوں ؎

بدل گئی تد اُس دی صورت آیا رنگ سیاہی
خبر نہیں کیا غیرت ہوئی طرفوں ذاتِ الٰہی



میں اپنے باپ کے چہرے کی رنگت متغیر ہونے کی وجہ سے بہت پریشان ہوا۔ اسی پریشانی کے عالم میں مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ خواب میں دیکھتا ہوں ایک مقدس ہستی گھوڑے پر سوار ہے اور اُس نے اپنے چہرے پر نقاب اوڑھ رکھا ہے۔ وہ میرے باپ کی لاش کے پاس پہنچے تو اپنی سواری سے اُترے اور پھر!

فَكَشَفَ الْإِزَارَ عَنْ وَجْهِهٖ وَمَسَحَ عَلٰى وَجْهِهٖ فَصَارَ اَشَدَّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ۔

پس اُس نے میرے باپ کے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور اپنا دستِ مقدس میرے باپ کے چہرے پر پھیرا تو اُس کا چہرہ دُودھ سے بھی زیادہ سفید ہو گیا۔

(روح البیان ص ۱۴۷، ج ۳)

جس دم دستِ مبارک اپنا مُکھ اُس دے تے لایا
حُسنِ مبارک صورت جلوہ نور دنور وکھایا

میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی، میں نے اس مقدس ہستی کے پاؤں پکڑ کر عرض کی: اس مشکل وقت میں میری مدد کرنے والے آپ کون ہیں؟

فَقَالَ اَمَا تَعْرِفُنِیْ اَنَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو انہوں نے کہا کیا تو مجھے نہیں پہچانتا میں محمد اللہ کا رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) ہوں۔

سُن کے عرض رسول پیارے، میں ول نظر اُٹھائی
آکھیں محمد بن عبد اللہ، نرم کلام سُنائی

پھر میرے باپ پر اتنی شفقت کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

كَانَ يُكْثِرُ الصَّلٰوةَ عَلَیَّ۔

تیرا باپ دنیا میں مجھ پر کثرت سے دُرود پڑھا کرتا تھا

اتنی بات سُنا کر پیارے جلدی قدم اُٹھایا
اُگھڑی نیند زلیخا وانگوں یُوسف نظر نہ آیا
اپن چیت چھپایا میں تھیں خوش رخسار نورانی
دل وچہ نقش پیارے والا رہ گیا، یاد نشانی

Scanned with CamScanner

گزر گئی شب قدر وصل دی رہ گیا یاد نظارا
ہر ہر وقت نمانے دل نوں آوے یاد پیارا
ایہو دُرود وظیفہ میرا روون نین نمانے
کراں اُمید جو مشکل اندر ملسن نبی پیارے

### رُخسار چوم لیا

روایات میں ہے محمد بن سعد بن مطرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا معمول تھا کہ رات کو سونے سے قبل حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر دُرود شریف پڑھ کر سوتے۔ ایک رات حسبِ عادت دُرود پڑھ کر سوئے تو خواب میں سلطانِ مدینہ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کی آمد آمد سے سارا گھر روشن اور معطر ہو گیا۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے میرے اُمتی! ذرا اپنا چہرہ میرے نزدیک کر دو تاکہ جس منہ سے تم درود پڑھتے ہو، میں اس کا بوسہ لے لوں۔ محمد بن سعد فرماتے ہیں میں نے اپنا رخسار سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کیا اور آپ نے میرے رخسار پر بوسہ دیا اور واپس تشریف لے گئے اور جب میں بیدار ہوا تو میرا مکان مشک و کستوری کی خوشبو سے معطر تھا اور پورے آٹھ دن میرے رخسار سے خوشبو آتی رہی (جذب القلوب ص۲۴۹، مطالع المسرات ص۵۸)

محبوب نوں راضی کر یا کر، سُتے ہوئے لیکھ جگایا کر
دن مدینے والے تے اے یار دُرود پچایا کر

اللہ ربّ العزت جل وعلا کے حضور دُعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی اور اپنے محبوبِ مکرم رسولِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت نصیب فرمائے۔ ہم اس دنیا میں زندہ رہیں تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام لیوا رہیں اور جب ہماری موت آئے تو کلمہ طیبہ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین



# بابِ کرم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ ۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ ۝

رتبہ کراں بیان کی اُس بے مثال دا
ثانی نہ کوئی آمنہ مائی دے لال دا
رُندے ہوئے یتیماں نوں گل لاون والیا
واقف نہ کوئی بن تیرے دُکھیاں دے حال دا
ایہہ خاکی اوس نور دی تعریف کی کرے
مداح کبریا جیدے حُسن و جمال دا
صدقے ہزار بار ہووے جن اوس توں
چہرہ جے ویکھ لئے میرے بدر کمال دا
اعظم کراں تے کی کراں تعریفِ مصطفیٰ
پرواز اوتھوں تیک نئیں میرے خیال دا

معزز سامعین کرام! اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے اپنے کارخانۂ قدرت میں کوئی چیز عبث اور بیکار نہیں پیدا فرمائی۔ بعض وہ اشیاء جنہیں دیکھ کر انسان سوچتا ہے کہ شاید یہ بیکار چیز ہے مگر وہ بھی حقیقت میں بیکار نہیں ہوتی۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ایک دیوار پر چلتی ہوئی چھپکلی کو دیکھا تو بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا، اے میرے مولا کریم تو نے اس کو کس لیے پیدا فرمایا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ معلیٰ سے جواب ملا، اے پیارے کلیم اللہ! ابھی تھوڑی دیر پہلے اس چھپکلی نے مجھ سے پوچھا ہے کہ اے اللہ کریم! تو نے موسیٰ علیہ السلام کو کس لیے پیدا فرمایا ہے۔ تو پیارے کلیم اللہ! جیسے میں نے تجھے کسی کام کے لیے پیدا فرمایا، اسی طرح اس کو بھی کسی کام کے لیے پیدا فرمایا ہے۔

## وجۂ تخلیق

بزرگو، دوستو! عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ انسان کے ذمے چار کام ہوتے ہیں؛ کمانا، کھانا، رات کو سونا، اور پھر زندگی گذار کر مر جانا۔ غور کر دیہ چاروں کام حیوان بھی کرتے ہیں۔ اگر انسان بھی یہی چار کام کرے، تو انسان اور حیوان میں کیا فرق رہا—؟ ذی ارادہ اور غیر ذی ارادہ میں کوئی تمیز نہ رہی۔ صاحبِ عقل اور بے عقل میں کوئی امتیاز نہ رہا۔ انسان اشرف المخلوقات ہے، یقیناً یہ کسی اشرف کام کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ آؤ بارگاہِ خداوندی میں عرض کریں کہ اے ہمارے خالق یہ تو بیان فرما کہ تو نے ہمیں کس لیے پیدا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ہمارے اس سوال کا جواب ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ — اور میں نے جن و انسان اس لیے بنائے ہیں
اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (پ ۲۷، ع ۲) — کہ میری عبادت کریں۔

سامعینِ محترم! فرمانِ خداوندی سے پتہ چلا کہ ہماری زندگی کا مقصد ہمارا منشورِ حیات ہمارے زندہ رہنے کا حاصل یہ کہ ہم اپنے خالق، اپنے رازق اور اپنے مالک کی بندگی کریں۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

زندگی آمد برائے بندگی — زندگی بے بندگی شرمندگی



"زندگی وہ زندگی ہے جس میں بندگی ہو۔ وہ زندگی، زندگی نہیں جس میں بندگی نہ ہو۔" دیکھئے بندہ جب مر جاتا ہے، تو اس پر کوئی عبادت فرض نہیں رہتی، اس لیے کہ وہ مر گیا ہے، وہ مردہ ہے، تو اب جو شخص زندہ ہو اور عبادت نہ کرے تو پھر وہ خود کو مُردہ ہی تصور کرے۔

## عبادت کی اقسام

ہماری زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ علماء حق فرماتے ہیں عبادت کی دو اقسام ہیں؛ ایک وہ عبادت ہے جس کا تعلق خالق سے ہے، جیسے کلمہ طیبہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور عملِ صالح۔ دوسری وہ عبادت جس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ادا کیے جائیں، تو یہ بھی عبادت میں شمار ہوتے ہیں، یعنی والدین کا حق رشتہ داروں کا عزیز و اقارب کا حق، پیر استاد کا حق ادا کرنا، پہلی قسم کی عبادت کو حقوق اللہ کہتے ہیں۔ دوسری قسم کی عبادت کو حقوق العباد کہا جاتا ہے۔

انسان خطا کا پُتلا ہے، اس لیے نہ تو مالک کی بندگی کا حق ادا ہوتا ہے اور نہ ہی مالک کی مخلوق کے حقوق کا حقّہٗ ادا ہوتے ہیں۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ انسان اگر مخلوق میں کسی کی حق تلفی کرے تو جب تک وہ اُسے معاف نہ کرے، معافی ہرگز نہ ہوگی۔ خدا نہ کرے کہ کوئی شخص اپنے والد کو ناراض کر لے اور پھر مسجد میں چلا جائے اور خداوند قدوس کی بارگاہ میں فریاد کرے اے اللہ! میں نے اپنے والد کا حق غصب کر کے اسے ناراض کر لیا ہے، لہٰذا تو مجھے معافی دے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے آواز آتی ہے: اے بندے تو نے ناراض اپنے باپ کو کیا ہے اور معافی مجھ سے طلب کر رہا ہے۔ جب تک تجھے تیرا باپ معاف نہ کرے، بارگاہِ خداوندی سے بھی تجھے معافی نہیں ملے گی، جا پہلے اپنے والد کو راضی کر، پھر خدا تعالیٰ راضی ہوگا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اگر باپ ناراض ہو تو معافی باپ کے دروازے سے ملے گی۔ اگر بھائی ناراض ہوگا تو معافی بھائی کے دروازے سے ملے گی۔ اگر رشتہ دار ناراض ہو تو معافی رشتہ دار کے دروازے سے ملے گی۔

تواب سوال یہ ہے کہ باپ ناراض ہوا تو اُس کے دروازے پر پہنچ گئے، بھائی ناراض ہوا تو اس کے دروازے پر چلے گئے، رشتہ دار ناراض ہوا تو اُس کے دروازے پر اُسے راضی کرنے کے لیے چلے گئے۔ اگر پروردگار ناراض ہو جائے تو پھر اُسے راضی کرنے کے لیے کس کے دروازے پر جائیں؟ اس لیے کہ اُس کی ذات لامکان ہے۔ جب اُس کا مکان نہیں تو پھر ظاہری دروازہ نہیں ہوگا۔ تو اب اُس کو راضی کرنے کے لیے کہاں جائیں؟ خدا تعالیٰ کا ٹھکانہ کہاں ہے؟ بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا خدا کا ٹھکانا کہاں ہے؟ تو آپ نے فرمایا ؎

جے میں اپنے باہر ڈھونڈاں، میرے اندر کون سماناں
جے میں اپنے اندر ڈھونڈاں، فیر مقید جاناں
سب وچ توں ایں سب کچھ توں ایں، سب تھیں پاک پچھاناں
میں وی توں ایں، توں وی توں ایں، ایتھے بُلھا کون نماناں

فرماتے ہیں اگر یہ کہوں کہ خدا باہر ہے، تو میرے وجود میں کون جلوہ گر ہے۔ اگر یہ کہوں کہ خدا میرے اندر مقید ہے تو یہ بات نہیں بنتی۔ اس لیے کہ اصول یہ ہے کہ مکان بڑا ہوتا ہے اور مکین چھوٹا۔ اگر یہ کہوں کہ خدا تعالیٰ میرے اندر مقید ہے تو معاذ اللہ مطلب یہ بنا کہ میں بڑا ہوں اور خدا چھوٹا ہے۔ فیصلہ یہ کیا ؎

سب وچ توں ایں سب کچھ توں ایں سب تھیں پاک پچھاناں
میں وی توں ایں توں وی توں ایں ایتھے بُلھا کون نماناں

عاشق نے اپنی زبان میں خداوند قدوس کا پتہ بتانے کی کوشش کی لیکن بے لامکان آپ نے علماء کرام سے سنا ہوگا کہ معراج شریف کی رات کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے پاس عرش پر بُلایا۔ تو عاشق اس بلاوے کا ذکر اس طرح کرتا ہے ؎

تینوں اپنے کول میں سدیا نئیں، تینوں تیرا مکان وکھایا اے
میرا تے کوئی مکان نہیوں، میں لامکان سداناں ہاں



سرکارِ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے اس حقیقت کو اس طرح بیان کیا ہے ؎

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے، سرِ عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہیں جن کے ہیں یہ مکاں، وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

سامعین محترم! خدا کی ذات بے صورت اور لامکان اس سے مانگنے کے لیے کہاں جائیں۔ اگر کوئی کہے کہ مسجد خدا کا گھر ہے، میں عرض کروں گا ایک شہر میں چار چار سو مسجدیں ہیں، میں کس مسجد کے دروازے کو پکڑ کر سمجھوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا دروازہ ہے۔

## خُدا سے مانگو

لوگ کہتے ہیں جو مانگنا ہے خدا تعالیٰ سے مانگو، بیٹے اللہ سے مانگو، بیٹیاں اللہ سے مانگو، عزت اللہ سے مانگو، دولت اللہ سے مانگو، رزق اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ میں کہتا ہوں کہ بیٹے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ملتے ہیں، بیٹیاں اللہ کی بارگاہ سے ملتی ہیں۔ عزت وعظمت، دولت وروزی اور رزق سب کچھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ملتا ہے۔ مجھے یہ تو بتاؤ خدا تعالیٰ کہاں سے ملتا ہے۔؟

آئیے ہم قرآن کریم کی بارگاہ میں عرض کریں کہ اے اللہ ــــ کی کتاب ــــ! تو سچی ہے، سُچی ہے اور لاریب ہے۔ منبعِ نور وہدایت ہے، تو مشعلِ راہ، تو مینارۂ نور ہے، تو ہماری رہبر ورہنما ہے، تیرے اندر پوری کائنات کے مسائل کا حل موجود ہے، تو انسان کے لیے ابتداء سے لے کر انتہا تک مہد سے لے کر لحد تک، ماں کی گود سے لے کر قبر کی کوٹھڑی تک، بندے کی زندگی کے ہر مشکل موڑ پر رہنمائی کرتی ہے۔ ہمیں یہ ارشاد فرما کہ خدا تعالیٰ کا ٹھکانا کہاں ہے۔ اگر ہم خدا کو ناراض کرلیں، تو کہاں جا کر فریاد کریں؟

سامعینِ محترم! اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب سے جو جواب ملتا ہے، خداوند قدوس نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اے محبوب! اپنے گناہ گار اُمتیوں سے فرما دے کہ اگر باپ کو راضی کرنا ہو تو باپ کے دروازے پر جائیں ــ اور اگر بھائی کو راضی کرنا ہو تو بھائی کے دروازہ پر جائیں اور اگر رشتہ دار ناراض ہو جائے تو رشتہ دار کے دروازے پر جائیں ــ اور

Scanned with CamScanner

اگر پروردگار کو ناراض کرلیں تو پھر اے محبوب! تیرے دروازے پر آئیں ؛

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ — اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں تو اے محبوب
جَآءُوْکَ (پ ۵ - ع ۷) — وہ تمہارے پاس حاضر ہوجائیں۔

اے محبوب! اعلان کردو اگر آپ کے امتی گناہ کرکے اپنی جانوں پر ظلم کرکے اللہ کو ناراض کرلیں، تو پھر تمہارے دروازے پر حاضر ہوجائیں، اس لیے کہ تمہارا دروازہ ہمارا ہی دروازہ ہے۔ سرکار اعلیٰ حضرت نے اس ارشاد کی ترجمانی کچھ اس طرح فرمائی ہے ؎

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا

کوئی کسی نمبردار کا منگتا، کوئی کسی تھانیدار کا منگتا، کوئی کسی وزیر کا منگتا، کوئی کسی سفیر کا منگتا، کوئی کسی امیر کا منگتا، کوئی کسی مالدار کا منگتا۔ سُنّی کو ناز ہے کہ یہ احمدِ مختار کا منگتا ہے۔ آقا! ہمیں ناز ہے کہ ہمارے خالق و مالک نے

ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا

اللہ رب العزت نے اعلان کردیا اگر مجھے ملنا چاہو تو میرے محبوب کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہوجاؤ۔ کسی عاشق نے کیا خوب کہا ہے ؎

کوئی کہتا ہے کہ خدا کعبے میں رہتا ہے
کوئی کہتا ہے کہ سرِ عرش علیٰ رہتا ہے
ہم فقیروں کا عقیدہ ہے کہ وہ معبودِ عظیم
اپنے محبوب کے جلووں میں چھپا رہتا ہے

## کلیم اللہ کی آرزو

اللہ تعالیٰ کے پاک پیغمبر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر اپنے مالک سے شرفِ ہمکلامی حاصل کررہے تھے کہ یکایک آپ کے دل میں ایک اُمنگ اٹھی جو سوال بن کر زبان پر آگئی۔ انسان کی فطرت کا تقاضا



ہے کہ جس کی آواز سُنے، اُسے دیکھنے کی بھی تمنا کرتا ہے۔ آپ حضرات جانتے ہیں کہ اہلِ ذوق ہزاروں روپے خرچ کرکے میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلسے اور محفلیں منعقد کرتے ہیں۔ علماء کرام اور حضور کے ثناء خوان بڑے دور دراز علاقوں سے بُلائے جاتے ہیں۔ آج ترقی کا دور ہے، بڑے بڑے فصیح اللسان بلیغ البیان علماء کی تقاریر کے ریکارڈ شدہ کیسٹ بازار میں مل جاتے ہیں۔ علماء کرام کو نہ بلایا جائے اور لوگوں کو اکٹھا کرکے کسی سحر بیان مقرر کی تقریر کا کیسٹ لگا دیا جائے تو آپ جانتے ہیں کہ لوگ اس کی تقریر سننے کے لیے زیادہ دیر تک نہیں بیٹھیں گے، اس لیے کہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ جس کا کلام سُنے، اس کی شکل کو بھی دیکھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے خداوند قدوس کا کلام سنا، تو عرض کی مولا کریم تیرے کلام میں بڑا کیف ہے، بڑا سرور ہے، بڑا لُطف ہے۔ اے میرے مولا کریم آج میرا دل تجھے دیکھنے کو چاہتا ہے بارگاہِ خداوندی میں دستِ سوال دراز کرتے ہوئے عرض کی۔ قرآن کریم کہتا ہے ؛

قَالَ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ — تو عرض کی اے اللہ مجھے اپنا دیدار کرادے

بارگاہِ خداوندی سے جواب ارشاد ہوا اے کلیم! میں تو دکھا دوں، لیکن

لَنْ تَرٰىنِیْ — تو مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتا

عرض کی مولا! میں نے ضرور دیکھنا ہے۔ جب اصرار بڑھا تو بارگاہِ خداوندی سے آواز آئی! پیارے کلیم! اگر مجھے دیکھنا ہے تو پہلے غیر اللہ کو دیکھ، مجھے دیکھنا ہے تو وسیلے سے دیکھ قرآن کریم کا ارشاد ہے ؛

اُنْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ — پہاڑ کی طرف دیکھ

اللہ تعالیٰ نے کلیم سے فرمایا تو مجھے ڈائرکٹ نہیں دیکھ سکتا۔ بے شک تو میرا کلیم ہے اور وہ شخص جسے استنجا کرنے کا سلیقہ نہیں، وہ کہتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کو ڈائریکٹ ملوں گا، مجھے کسی رہنما اور وسیلے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔ فرمایا پیارے کلیم! اگر مجھے دیکھنا ہو تو اُنْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ (یعنی پہاڑ کی طرف دیکھ)

Scanned with CamScanner

علماء کرام فرماتے ہیں کہ خالق و مالک نے اپنے نورِ صفاتی کی تجلی سوئی کے ناکے کے کروڑویں حصہ سے بھی تھوڑی پہاڑ پر ڈالی تو قرآن کریم کا ارشاد ہے ،

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ (پ۹-ع۶)

پس اُس کے رب نے جو اس پر تجلی فرمائی تو تجلی نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی تجلی پہاڑ پر ڈالی، تو پاش پاش ہوگیا۔ موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو گئے۔ جس خالق و مالک کی ذراسی تجلی موسیٰ علیہ السلام نہ دیکھ سکے۔ مبارک ہو کالی کملی والے کا کلمہ پڑھنے والو! ہمارا آقا و مولیٰ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس خالق و مالک کو معراج والی رات سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ سرکار فرماتے ہیں ؛

رَاَيْتُ رَبِّىْ فِىْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ (مشکوٰۃ ص۷۲)

میں نے اپنے رب کو بہت اچھی صورت میں دیکھا۔

کیسا دیکھا یہ دیکھنے والا جانے یا دکھانے والا جانے۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو رب نے کیا دیا اور محبوب نے کیا لیا یہ دینے والا جانے یا لینے والا ؎

خدا جانے کیسی ملاقات ہوئی، یا جانے نبی کی سی گل بات ہوئی

بس اینا ں پتہ عاصی اُمت لئی سوہنا شفاعت دا لیکے پیام آگیا اے

اللہ تعالیٰ نے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کی اُمت کے لیے جو خاص تحفہ عنایت کیا، وہ پچاس نمازیں تھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد مقدس ہے،

اَلصَّلٰوةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِيْنَ نماز مومنوں کی معراج ہے۔

یہ تحفہ معراج بارگاہِ خداوندی سے لے کر لامکاں سے چھٹے آسمان پر پہنچے تو حضرت کلیم اللہ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، انہوں نے عرض کیا آقا! اُمت کے لیے کیا لائے ہو ؛ آپ نے فرمایا پچاس نمازوں کا تحفہ۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی ؛



اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِىْ كُلِّ يَوْمٍ (مشکوٰۃ ص۵۲۵)

بیشک آپ کی اُمت ہر روز پچاس نمازیں نہ پڑھ سکے گی۔

آپ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے مشورے کو قبول فرمایا۔ چھٹے آسمان سے لامکان کی طرف تشریف لے گئے۔ بارگاہِ خداوندی میں عرض کی، یا اللہ نمازیں زیادہ ہیں۔ مالک الملک نے پانچ نمازیں کم کر دیں۔ آپ پینتالیس نمازیں لے کر واپس چھٹے آسمان پر پہنچے تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی آقا! کتنی نمازیں کم ہوئیں۔ فرمایا پانچ۔ عرض کی آقا یہ بھی زیادہ ہیں کچھ اور کم کروا لیجئے۔ آپ پھر بارگاہِ صمدیت میں حاضر ہوئے، مالک نے پھر پانچ کم کر دیں۔ جب پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے عرض کی آقا اور کم کروا لیجئے۔ غرضیکہ موسیٰ علیہ السلام مشورہ دیتے رہے، پانچ پانچ کم ہوتے ہوتے پچاس کی پانچ رہ گئیں۔ نو دفعہ چھٹے آسمان سے لامکان تک گئے اور آئے ویسے اگر ایک دفعہ اور چلے جاتے تو ملنگوں کی بھی جان چھوٹ جاتی۔ جب پچاس میں سے پانچ باقی رہ گئیں تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی آقا! ایک مرتبہ اور چلے جائیں۔ سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ پیارے کلیم اللہ! اب خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں جاتے ہوئے مجھے حیا آتی ہے۔

## امداد

سامعینِ محترم! اب میں نے آپ کی ذہانت کا امتحان لینا ہے۔ ذرا طبیعت کو حاضر کر کے میرے سوال کا جواب دینا — اس لیے کہ بعض اوقات ایسا ہو جاتا ہے کہ تقریر کرنے والا پورے جوبن پر ہوتا ہے۔ بیان کرتے ہوئے وہ کہتا ہے کہ بہت بے حیائی ہو گئی تو غیر حاضر دماغ سامعین سے داد ملتی ہے سبحان اللہ — ! تو میری بات کو پوری توجہ سے سماعت فرمانا۔ اللہ رب العزت نے پچاس نمازیں عطا فرمائیں اور حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لے کر آ گئے۔ موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے پچاس کی پانچ رہ گئیں۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ رب العزت نے جب معراج کی عظمت بخشی، تو موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں پہنچے ہوئے ہزاروں برس ہو چکے تھے — تو قبر والے نے پچاس کی پانچ کروانے میں امداد کی۔ اب جو قبر والوں کی مدد کا قائل ہے، وہ پانچ پڑھے، اور جو کہتا ہے قبر والے مدد نہیں کرتے، انصاف کا تقاضا ہے کہ وہ پھر پچاس نمازیں پڑھے۔

## ایک اعتراض

اس مقام پر منکرین اعتراض کرتے ہیں۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ نبی کو آنے والے حالات کی خبر نہیں ہوتی۔ اس لیے اگر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آنے والے حالات کی خبر پہلے ہوتی، تو تو چکر کیوں لگتے۔ اللہ تعالیٰ نے جب پچاس نمازیں دی تھیں، وہیں رُک جاتے اور عرض کرتے اے مولا کریم! مجھے بار بار چکر نہ لگوا، تو نے اگر پچاس نمازیں دے کر بعد میں پانچ کرنی ہیں تو ابھی سے پانچ کر دے ۔۔ یہ تھا ایک اعتراض تو سنیئے بقولِ منکرین حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آنے والے حالات کا علم نہ تھا ۔۔۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ کو تم عالم الغیب مانتے ہو، اُس کو تو علم تھا کہ محبوب پاک علیہ السلام کو میں پچاس نمازیں دے کر بھیج رہا ہوں بعد میں پانچ رہ جانی ہیں، وہی پہلے پانچ دے کر بھیجتا، جو اعتراض نبی کی ذاتِ اقدس پر کرو گے پھر تو وہی اعتراض خدا تعالیٰ کی ذاتِ پاک پر بھی ہوگا۔ تو سنیئے اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ پچاس کی پانچ رہ جانی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی علم تھا کہ پچاس کی پانچ ہو جانی ہیں ۔۔ تو پھر چکر کیوں لگے؟ وجہ یہ تھی کہ موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں دیدار کی درخواست کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تجلی پہاڑ پر ڈالی، پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہوگئے، برداشت نہ کر سکے ۔۔ دیکھ نہ سکے۔

معراج شریف والی رات کو رب تعالیٰ نے اپنے محبوب کو پاس بلایا۔ موسیٰ علیہ السلام کو راستہ میں بٹھایا فرمایا اے کلیم! میرا محبوب مجھے دیکھے گا اور تم اُس کو دیکھتے جاؤ۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ رَآنِیْ فَقَدْ رَأَی الْحَقَّ — جس نے مجھے دیکھا، اُس نے حق کو دیکھ لیا۔

ایک پنجابی شاعر کہتا ہے ؎

تیرے نور دی ویکھی جس تے جھلک اوہنے رب دے نظارا دیکھ لیا
اوہنوں بھل گئے سوہنیا در سارے جنھے تیرا دوارہ دیکھ لیا



حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ایہہ صورت ہے بے صورت تھیں، بے صورت ظاہر صورت تھیں
بے رنگ دسے اس مورت تھیں، وچ وحدت پھٹیاں جد گھڑیاں

سامعین محترم! جو خدا تعالیٰ سے ملنا چاہے، اُس کو درِ مصطفےٰ پر آنا ہوگا۔ سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بخدا خدا کا یہی ہے در، نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو، جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

یہی وہ پیارے آقا ہیں جن کے ہاتھ یداللہ ہیں، جن کی زبان لسان اللہ ہے، جن کی آنکھ عین اللہ ہے، جن کا چہرہ وجہ اللہ ہے، جن کی ذات نور من نور اللہ ہے، ان کا در خدا کا در ہے۔ کوئی رشتہ دار ناراض ہو تو اُس کے دروازہ پر جانا پڑے گا اور اگر پروردگار ناراض ہو جائے، تو درِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر آنا پڑے گا۔

### درِ مصطفےٰ

حدیث شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا ایک غلام پریشان حالت میں درِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر عرض کرنے لگا:

هَلَكْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ۔ — یارسول اللہ میں ہلاک ہوگیا۔

یہاں سے معلوم ہوگیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ مشکل کے وقت یارسول اللہ پکارا کرتے تھے۔ عرض کی آقا! میں ہلاک ہوگیا ہوں، برباد ہوگیا ہوں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے کون سی خطا کی ہے؟ عرض کی یارسول اللہ روزہ رکھا ہوا تھا اور توڑ بیٹھا ہوں۔

سامعین محترم! روزہ توڑنے سے خدا تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ صحابی نے خدا کو ناراض کرنے کے بعد اب راضی کرنے کے لیے درِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حاضری دی اور عرض کرتا ہے، جس کی ترجمانی شاعر نے اس طرح کی ہے:

میرے آقا! میرے غم دی صدا دی لاج رکھ لیناں
شہنشاہا کریما بے نوا دی، لاج رکھ لیناں

Scanned with CamScanner

سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس غلام کا سوال سنا تو فرمایا، اے میرے غلام! تو نے روزہ توڑا، جاؤ جاکر ایک غلام آزاد کرو، خدا تعالیٰ تجھ سے راضی ہو جائے گا۔

صحابی نے عرض کی میرے پاس غلام نہیں ہے۔ پھر فرمایا جاؤ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو۔ عرض کی آقا مجھ میں اس کی بھی طاقت نہیں — فرمایا، اچھا پھر جاؤ پے در پے ساٹھ روزے رکھ لو۔ عرض کی آقا! مجھ سے تو ایک پورا نہیں ہوا۔ ساٹھ روزے رکھنے کی بھی طاقت نہیں۔

صحابی درِ رسول پر حاضر ہے اور عرض کرتا ہے، آقا غلام آزاد کرنے کی بھی طاقت نہیں، ساٹھ مسکینوں کو بھی کھانا کھلانے کی طاقت نہیں اور پے در پے ساٹھ روزے رکھنے کی بھی طاقت نہیں۔ اس صحابیِ رسول کی کیفیت و حالت کو شاعر نے اس طرح بیان کیا ہے ؎

میری جھولی دی خالی لے تے منگن دا وی دل ناہیں

مدینے والیا سخیا! گدا دی لاج رکھ لیناں

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے، وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

مدینے والیا سخیا، گدا دی لاج رکھ لیناں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

مدینے والیا سخیا، گدا دی لاج رکھ لیناں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ

مدینے والیا سخیا، گدا دی لاج رکھ لیناں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ

مدینے والیا سخیا، گدا دی لاج رکھ لیناں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝

مدینے والیا سخیا، گدا دی لاج رکھ لیناں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا



مدینے والیا سخیا! گدا دی لاج رکھ لیناں

ارشادِ خداوندی ہے، اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝

مدینے والیا سخیا، گدا دی لاج رکھ لیناں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے، بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

فرمانِ خداوندی ہے، وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝

مدینے والیا سخیا! گدا دی لاج رکھ لیناں

مدینے والیا سخیا! گدا دی لاج رکھ لیناں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ

مدینے والیا سخیا، گدا دی لاج رکھ لیناں

ستار و غفار کا فرمان ہے، وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ

مدینے والیا سخیا گدا دی لاج رکھ لیناں

آقا تمہارا فرمان ہے، اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِىْ

مدینے والیا سخیا، گدا دی لاج رکھ لیناں

صحابیِ رسول نے عرض کی آقا نہ تو میرے پاس غلام آزاد کرنے کی طاقت ہے اور نہ ہی میں ساٹھ مسکینوں کی دعوت کا انتظام کر سکتا ہوں اور نہ ہی ساٹھ روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں —— رحمتِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے غلام اِجْلِسْ بیٹھ جا، وہ صحابی بیٹھ گئے۔ تھوڑی ہی دیر گزری کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک اور صحابی حاضر ہوا اور اُس نے آپ کی خدمت میں کھجوروں کی ایک ٹوکری ہدیۃً پیش کی آپ نے قبول فرمالی اور پھر فرمایا وہ مسئلہ پوچھنے والا کہاں ہے؟ عرض کی آقا حاضر ہوں آپ نے فرمایا، یہ لو کھجوروں کی ٹوکری، جاؤ۔ اور مدینے کے غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دینا تمہارا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ قربان جاؤں دینے والے اور لینے والے پر۔

Scanned with CamScanner

اُس نے کھجوروں کی ٹوکری اٹھائی اور عرض کی، شاعر نے یوں ترجمانی کی ہے ؎

میری جھولی وی خالی اے تے منگن دا وی ول ناہیں
مدینے والیا سخیا! گدا دی لاج رکھ لیناں

آقا مدینے کی پاک بستی میں مجھ سے زیادہ غریب بھی کوئی نہیں۔ صحابی کی یہ گفتگو سُن کر حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ انور متبسم ہوگیا۔ فرمایا جا کھجوریں ــــ گھر لے جا بچوں کو کھلا اور خود بھی کھا، تمہارا کفارہ ادا ہو جائے گا

## قتادہ کی آنکھ

جنگِ اُحد ہو رہی تھی، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی جن کا نام حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لڑ رہے تھے، معاً ایک تیر آنکھ پر لگا اور ڈیلا باہر آگیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ڈیلے کے نیچے ہاتھ رکھا اور طبیبِ دوجہاں، چارۂ بیچارگاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں پہنچے۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا تو فرمایا، قتادہ کیسے آئے ہو؟ عرض کی، جس کی شاعر ترجمانی یوں کرتا ہے ع

مدینے والیا سخیا، گدا دی لاج رکھ لیناں

آقا! میری آنکھ پر تیر لگا ہے اور ڈیلا باہر نکل آیا ہے، مجھے آنکھ چاہیے۔ سرکار نے قتادہ کا سوال سن کر یہ نہیں فرمایا، قتادہ میں نے کوئی آنکھوں کا ہسپتال کھول رکھا ہے۔ تمہاری آنکھ خراب ہے تو کسی طبیب اور حکیم کے پاس جاؤ اور اپنا علاج کراؤ۔

بزرگو، دوستو! خدا کی قسم میرے نبی کی وہ بارگاہِ اقدس ہے جہاں ہر دُکھ درد کا دارو ملتا ہے۔ ہر درد کی دوا ملتی ہے اور ہر دُکھ کا مداوا کیا جاتا ہے ؎

منگتا خالی ہاتھ نہ لوٹے، اُن کے کرم کی بات نہ پوچھو
اُن کا کرم پھر اُن کا کرم ہے، اُن کے کرم کی بات نہ پوچھو



## سخاوت

مدینے کی مقدس گلی سے ایک سیدزادہ گزر رہا تھا۔ نگاہ نیچی آنکھوں میں آنسو، لبوں پہ دُرود۔ یہ وہ مقدس شہر ہے جس کے گرد و غبار میں بھی شفا رہے، اس کی پاک گلیوں میں گزرتے وقت عشاق کی عجب حالت ہوتی ہے، اس لیے کہ کانوں میں ایک ہاتفِ غیبی سے آواز آتی ہے ؎

سنبھل کر پاؤں رکھنا حاجیو شہرِ مدینہ ہے
کہیں ایسا نہ ہو سارا سفر بیکار ہو جائے

سیدزادہ گزر رہا تھا کہ سرِراہ حاتم طائی کے پوتے سے ملاقات ہوئی۔ حاتم طائی کے پوتے نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہا، میں وہ ہوں جس کا دادا بڑا سخی تھا۔ سیدزادے نے کہا تیرا دادا کیسے سخاوت کرتا تھا؟ وہ کہنے لگا میرے دادے کی بہت بڑی حویلی تھی اور اُس کے دس دروازے تھے میرا دادا روزانہ انہیں کھلوا دیتا اور آواز دی جاتی سائلو، فقیرو بے نواؤ آؤ سخی کے دربار سے خیرات لے جاؤ۔ ایک سائل اگر ایک دروازے سے خیرات لے کر حویلی سے باہر جا کر دوسرے دروازے پر دوبارہ آجاتا، تو میرا دادا اُس کو دوبارہ خیرات دے دیتا۔ پھر وہ حویلی سے باہر نکل کر تیسرے دروازے سے آتا تو حاتم طائی اُسے پھر خیرات دے دیتا۔ غرضیکہ ایک سائل اگر دس دروازوں سے دس مرتبہ سوال کرتا، تو اُس کی جھولی میں خیرات ڈال دی جاتی۔

سیدزادہ نے حاتم طائی کی سخاوت کا حال سُن کر کہا، ایک تیرا دادا تھا اور ایک میرا بھی نانا تھا ــــ تیرے دادے کی بڑی حویلی اور دروازے دس، میرے نانے کی حویلی چھوٹی اور دروازہ ایک ــــ تیرے دادے کے پاس سے جو ایک بار ایک دروازے سے خیرات پا کر باہر نکلتا تو دوسرے دروازے سے دوبارہ آکر سوال اسی لیے کرتا تھا کہ پہلے دروازے سے جو اُسے خیرات ملی، اُس سے اُس کی حاجت پوری نہ ہوتی تھی، حتیٰ کہ وہ بار بار آتا اور سوال کرکے خیرات پاتا۔ تیرے دادے کے دس دروازے ختم ہو جاتے، مگر سوالی کی ضرورت نہ پوری ہو پاتی۔ خدا کی قسم میرا نانا وہ تھا جس کے دروازے پر سائل سوال کرتا، اور وہ اُس کو خیرات دیتے

تو اُس کو قیامت تک دوبارہ سوال کرنے کی حاجت ہی نہ رہتی۔

منگتا خالی ہاتھ نہ لوٹے ، اُن کے کرم کی بات نہ پوچھو

میں عرض کر رہا تھا کہ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں ہر دُکھ کی دوا ملتی ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کی آقا مجھے آنکھ کی ضرورت ہے۔ تاجدارِ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ؛ قتادہ آنکھ لینی ہے ___ یا جنت ___ قتادہ نے دیکھا کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دریائے رحمت جوش پر ہے۔ عرض کی آقا! میں نے تو آنکھ کا ہی سوال کیا تھا ___ اور جنت کا ذکر آپ نے خود فرمایا ___ ایسا کیجیے آنکھ میرے مانگنے سے عنایت فرمادیں ___ اور جنت اپنی عطا سے مجھے عطا فرمادیں۔

مدینے والیا سخیا، گدا دی لاج رکھ لیناں

قربان جاؤں میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قتادہ کو جنت بھی عطا فرما دی اور آنکھ بھی ___ آپ نے اپنے ید اللہ والے نوری نوری اور گورے گورے ہاتھوں میں سے انگشتِ شہادت اپنی زبان مبارک پر لگائی ___ اور پھر اپنا لعابِ دہن قتادہ کی آنکھوں پر لگایا اور ڈیلا خانے میں رکھ دیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بینائی پہلے سے بھی زیادہ ہوگئی۔

میرے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لعاب میں بھی شفا ہے اور جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مثل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، اُن کے لعاب میں وبا اور بیماری ہے میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لعاب مبارک دکھتی آنکھ میں لگے تو صحت یاب ہوجائے، کڑوے کنوئیں میں پڑجائے تو پانی میٹھا ہوجائے، ٹوٹے بازو پر لگے تو بازو جڑجاتے۔ حضرتِ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہانڈی میں پڑجاتے، تو پندرہ سو آدمی شکم سیر ہوجائیں۔

اور اگر کسی کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مثل ہونے کا دعویٰ ہے تو میں اس سے کہوں گا کہ میرے نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہنڈیا میں



اپنا لعاب مبارک ڈالا، تو پندرہ سو آدمی شکم سیر ہوگئے اور اگر تو اپنے آپ کو نبی علیہ السلام کی مثل کہتا ہے تو کسی روز ذرا اپنی ہانڈی میں تھوک کر گھر والی ہی کو کھلا کر دکھا دو ___ ؟ ان شاء اللہ تعالیٰ سارا مسئلہ سمجھ میں آجائے گا ___ چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

اینتھے تے جبریل جہے دم وی نہ مارڈے

کیہڑا کرے گا مدح سرائی حضور دی

سامعینِ محترم! میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درِ اقدس کی یہ شان ہے کہ درِ مصطفیٰ ___ کا ہے اور گھر خُدا ___ کا ہے جس کو جو کچھ ملا بارگاہِ مصطفیٰ سے ملا اور آپ کے وسیلۂ جلیلہ سے ملا، صرف آپ کے کرم ہی سے ملا۔ آؤ ہم سب مل کر درِ نبی کے بھکاری بن جائیں، اس لیے کہ اس در کے گدا دُنیا کے تاجدار بن جاتے ہیں۔

اللہ رب العزت جل شانہٗ کے حضور دُعا ہے کہ ہمیں درِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھکاری بنا ___ اور روزِ محشر رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے آمین ثم آمین یاالٰہ العالمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

Scanned with CamScanner

# تاجدارِ انبیاء

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی ارْتَضٰی حَبِیْبَهٗ فِی الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَسَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اَبَدًا اَبَدًا۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ۔ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ۔

سرور کہوں کہ مالک ومولیٰ کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے
اللہ رے تیرے جسمِ منوّر کی تابشیں!
اے جانِ جاں میں جانِ تجلّا کہوں تجھے
مجرم ہوں اپنے عفو کا ساماں کروں شہا
یعنی شفیعِ روزِ جزا کہوں تجھے
تیرے تو وصف عیبِ تناہی سے ہیں بَری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضاؔ نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ، خلق کا آقا کہوں تجھے

---



معززسامعین کرام! میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کے تیسرے پارہ کی پہلی آیۂ مقدسہ کی تلاوت کی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ۔ (پ ۳ - ع ۱)

یہ وہ رسول ہیں، جن کو ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ ان میں کوئی وہ ہیں، جن سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جس کو درجوں بلندیاں دیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ نے اس آیۂ مقدسہ میں حضور سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت وشان، فضیلت وبرتری بیان فرمائی۔ ارشادِ خداوندی ہے کہ یہ رسولوں کی جماعت ہے ان کو ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی اور ان میں کوئی وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا ہے۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں اُن کا لقب کلیم اللہ ہے، یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ سے شرفِ ہمکلامی پانے والے۔

اللہ تعالیٰ نے کسی کو کلیم اللہ بنایا اور کوئی وہ ہے جسے درجوں بلندیاں عطا فرمائیں۔ اس سے مراد حبیب اللہ ہیں۔ اس آیۂ مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الرسل ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔

سامعینِ محترم! ہمارا عقیدہ ہے کہ سارے جہان کے اولیاء، اصفیاء، اتقیاء، صلحاء غوث، قطب اور اوتاد مل جائیں، تب بھی نبی کریم، رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے کسی ایک صحابی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سارے صحابہ کرام مل کر اللہ تعالیٰ کے کسی ایک نبی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتے اور سارے نبی ورسول مل کر حضرت آمنہ کے درِ یتیم کے درجے کو نہیں پہنچ سکتے۔

ہمارا عقیدہ ہے جیسے کائنات میں دوسرا خدا نہیں ——— اسی طرح خدا کی خدائی میں دوسرا مصطفےٰ نہیں ——— شاعر اس مقام پر عرض کرتا ہے ؎

Scanned with CamScanner

مرتبہ کراں بیان کی اُس بے مثال دا
ثانی نہ کوئی آمنہ مائی دے لال دا

## حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث شریف میں ہے کہ ایک روز حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چند صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تشریف فرما تھے اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبران عظام کا ذکر کر رہے تھے۔ ایک کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا۔ دوسرے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ فرمایا۔ ایک اور نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور رُوح اللہ ہیں۔ ایک دوسرے نے کہا حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں۔ صحابہ کرام آپس میں گفتگو فرما رہے تھے کہ اچانک حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن کی مجلس کے قریب سے گزرے۔ آپ نے اپنے غلاموں کی گفتگو سُن کر فرمایا: اے میرے صحابہ! میں نے تمہاری گفتگو سُنی۔ بے شک

ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں
موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں
عیسیٰ علیہ السلام رُوح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں
آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں

اَلَا وَاَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ تَحْتَہٗ اٰدَمُ وَدُوْنَہٗ وَلَا فَخْرَ (مشکوٰۃ ص۵۵۵)

آگاہ رہو کہ میں اللہ کا محبوب ہوں، فخریہ نہیں کہتا۔ قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اُٹھائے ہوئے ہوں گا۔ آدم اور اُن کے علاوہ دوسرے نبی میرے جھنڈے تلے ہوں گے فخریہ نہیں کہتا۔

ثانی نہ کوئی آمنہ مائی دے لال دا



لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ بریلوی حضرات نبی کی شان اتنی بیان کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے ملا کر اُس کا شریک ٹھہرا دیتے ہیں۔ تو میں عرض کرتا ہوں کہ ہم اپنے نبی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں مانتے ——— بلکہ اللہ تعالیٰ کا حبیب — مانتے ہیں ——— توجہ فرماؤ ——— اگر ایک مربع زمین کا ہو، اُس کے وارث دو بھائی ہوں، تو اس کی ملکیت میں دونوں شریک حصہ ہوتے ہیں۔ نصف مربع ایک بھائی کا اور نصف دوسرے بھائی کا ہوگا۔ شریک تو آدھے حصے کا مالک ہوتا ہے۔ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں مانتے، بلکہ حبیب کہتے ہیں — اس لیے کہ شریک تو آدھے مال کا وارث ہوتا ہے، مگر حبیب کا درجہ بلند ہوتا ہے — محبّت اپنے محبوب سے کہتا ہے میں بھی تیرا میرا سب کچھ بھی تیرا ——— سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ؎

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

یعنی ہمارے آقا و مولیٰ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں

ثانی نہ کوئی آمنہ مائی دے لال دا

## نبیوں کے نبی

اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو قوم عاد کے لیے نبی بنا کر بھیجا۔ کوئی نبی قوم ثمود کی طرف آیا۔ کوئی نبی بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوا۔ کوئی کسی قبیلے کے لیے نبی بن کر آیا۔ کوئی کسی قوم کے لیے نبی بن کر آیا۔ کوئی کسی شہر کے لیے نبی بن کر آیا۔ کوئی کسی ملک کے لیے نبی بن کر آیا۔ کوئی کسی زمانے کے لیے نبی بن کر آیا، اور جب ہمارے نبی کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما دیا: اے محبوب!

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا۔

ہم نے تجھے ساری کائنات کے لیے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔

اور پھر فرمایا اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم اپنی زبان فیض ترجمان سے اعلان فرما دو،

Scanned with CamScanner

اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ پہلے انبیاء کرام تشریف لائے، تو کوئی کسی قبیلے کے لیے، کوئی کسی قوم کے لیے، کوئی کسی زمانے کے لیے، مگر ہمارے آقا و مولیٰ ساری خدائی کے لیے نبی بن کر تشریف لائے۔

ثانی نہ کوئی آمنہ مائی دے لال دا

ہمارا نبی فرش والوں کا نبی ——— عرش والوں کا نبی ——— شرق والوں کا نبی ——— غرب والوں کا نبی ——— شمال والوں کا نبی ——— جنوب والوں کا نبی ——— چاند کا نبی ——— سورج کا نبی ——— جمادات کا نبی ——— حیوانات کا نبی ——— جنوں کا نبی ——— انسانوں کا نبی ——— خاکیوں کے لیے نبی ——— افلاکیوں کے لیے نبی ——— جبرائیل کا نبی ——— میکائیل کا نبی ——— اسرافیل کا نبی ——— عزرائیل کا نبی ——— نبیوں کا نبی ———

ثانی نہ کوئی آمنہ مائی دے لال دا

## مُعجزہ بن کر آئے

اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو ایک معجزہ دیا ——— کسی کو دو کسی کو تین معجزے عطا فرمائے ——— آدم علیہ السلام معجزہ لے کر آئے ——— نوح علیہ السلام معجزہ لے کر آئے ——— ابراہیم علیہ السلام معجزہ لے کر آئے ——— اسماعیل علیہ السلام معجزہ لے کر آئے ——— موسیٰ علیہ السلام معجزہ لے کر آئے ——— عیسیٰ علیہ السلام معجزہ لے کر آئے ——— مگر ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام معجزہ بن کر آئے ——— آپ کا دیکھنا معجزہ ——— آپ کا سُننا معجزہ ——— آپ کا بولنا معجزہ ——— آپ کے دستِ اقدس معجزہ ——— آپ کے قدم مبارک معجزہ ——— آپ کے گوشِ مبارک معجزہ ——— آپ کا لباسِ مبارک معجزہ ——— آپ کی واللیل زلفیں معجزہ ——— آپ کا والضحیٰ چہرہ معجزہ ——— آپ کا چلنا معجزہ ——— آپ کا بیٹھنا معجزہ ——— آپ کا کھانا معجزہ ———



آپ کا پینا معجزہ ——— آپ کا جاگنا معجزہ ——— آپ کا سونا معجزہ ——— آپ کا عرش پر جانا معجزہ ——— آپ کا فرش پر آنا معجزہ ——— آپ کی تلاوت معجزہ ——— آپ کی حیات معجزہ ——— آپ کی ذات معجزہ ———

ثانی نہ کوئی آمنہ مائی دے لال دا

اللہ تعالیٰ نے دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کو جو معجزات عطا فرمائے، وہ صرف اُن کی ظاہری حیاتِ مقدسہ تک ہی دیکھے جا سکتے تھے۔ مثلاً آپ موسیٰ علیہ السلام کے کسی ماننے والے سے پوچھیں کہ کیا تمہارے نبی کے پاس معجزات تھے؟ تو وہ کہے گا ہاں ہمارے نبی کو اللہ تعالیٰ نے معجزات عطا فرمائے تھے۔ اُن کے پاس عصا مبارک تھا جس کی ایک ضرب سے پتھروں سے پانی کے چشمے بہہ نکلتے تھے اور وہ عصا ایسی عظمت والا تھا کہ اس کے سامنے فرعون کے تمام جادوگر سرنگوں ہو گئے تھے ——— ہم کہتے ہیں اے موسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھنے والو! کیا تم اپنے نبی کے ان معجزات میں سے کوئی معجزہ دکھا سکتے ہو؟ تو جواب ملتا ہے نہیں۔ ان تمام معجزات کو صرف اور صرف اُن کی ظاہری حیات میں ہی دیکھا جا سکتا تھا۔ اب ہم تمہیں نہیں دکھا سکتے۔

سامعین محترم! آپ کسی عیسائی سے پوچھیں کیا تمہارے نبی علیہ السلام کے پاس معجزات تھے؟ وہ کہے گا ہاں! وہ دم کر کے بیماروں کو شفایاب کر دیتے تھے۔ مادر زاد اندھوں کو بینا کر دیا کرتے تھے۔ وہ قُم باذن اللہ فرما کر مُردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے ——— ہم کہتے ہیں اے عیسائیو! کیا تم اپنے نبی کے ان معجزات میں سے کوئی معجزہ دکھا سکتے ہو؟ تو جواب ملتا ہے نہیں کہ یہ اُن کی ظاہری زندگی ہی میں ممکن تھا۔

تو آیئے بے مثل محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کا نظارہ کیجیے ——— ! آج اگر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام سے کوئی پوچھے کیا تمہارے نبی کے پاس معجزات تھے؟ ہم کہیں گے ہاں! وہ کہے کہ ان میں سے کوئی ہم دیکھنا چاہیں تو دکھا سکتے ہو؟ ہم کہیں گے

Scanned with CamScanner

آؤ قرآن کریم کی زیارت کرلو ——— یہ میرے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ معجزہ ہے، جو قیامت تک باقی رہے گا۔ اس کا ہر حرف، ہر لفظ ہر شد اور ہر مد عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہ ہیں۔ اس کی چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں معجزۂ مصطفےٰ ہیں۔ اسی لیے تو ہم کہتے ہیں ———

ثانی نہ کوئی آمنہ مائی دے لال دا

## سیاحِ لامکاں

کسی کو اللہ تعالیٰ نے کوہِ طور پر بُلایا ——— کسی کو پہلے آسمان پر بُلایا ——— کسی نبی کو اللہ تعالیٰ نے چوتھے آسمان پر بُلایا ——— مگر ہمارے آقا و مولیٰ کو لامکان پر بُلایا ———

ثانی نہ کوئی آمنہ مائی دے لال دا

## ذکر

دُنیا بھر کی تاریخ کا اصول ہے کہ جن لوگوں کا ذکر تاریخ نے اپنے صفحات پر کیا، اُن کی ذات پہلے موجود تھی اور اُن کی حیات کے واقعات بعد میں لکھے گئے۔ یعنی مذکور پہلے ——— ذکر بعد میں ——— موصوف پہلے ——— صفت بعد میں ——— صورت پہلے ——— سیرت بعد میں ——— تاریخ نے بڑے بڑے اولوالعزم لوگوں کا ذکر اُن کے دُنیا میں آنے کے بعد کیا ——— مگر قربان جاؤں آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تیری صورت تیری سیرت زمانے سے نرالی ہے

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت بعد میں ہوئی اور آپ کے ذکر کے چرچے بہت پہلے شروع ہو گئے۔ گویا صورت بعد میں، سیرت پہلے ——— مذکور بعد میں ذکر پہلے ———

ثانی نہ کوئی آمنہ مائی دے لال دا

## اولادِ آدم کا سردار

حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَّأَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔

میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں اور میں پہلا وہ ہوں، جس کی پہلے قبر کھلے گی اور میں پہلا شفاعت فرمانے والا ہوں اور وہ پہلا ہوں گا جس کی شفاعت قبول ہوگی۔

(مسلم۔ مشکوٰۃ ص ۵۱۱)



سامعین محترم! ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان ہے کہ قیامت کے روز جہاں ساری مخلوق جمع ہوگی، وہاں آپ ہی کی سرداری ہوگی اور آپ ہی روزِ محشر سب سے پہلے اپنی قبرِ انور سے باہر تشریف لائیں گے ——— اللہ تعالیٰ کی مخلوق جب آپ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرے گی، اے اللہ کے حبیب! آج کا دن بڑا مشکل ہے۔ آپ ہماری سفارش فرمائیں ——— تو سب سے پہلے آپ ہی شفاعت فرمائیں گے ——— اُس کے بعد صدیقین، شہداء، صالحین، رمضان اور قرآن کریم حتیٰ کہ چھوٹے بچے جو بچپن میں فوت ہو گئے وہ بھی شفاعت کریں گے، مگر شفاعت کا دروازہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کھولیں گے ——— سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی۔

## بزمِ محشر

سرکارِ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ کے چھوٹے بھائی حضرت مولانا حسن رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس مقام پر بڑا وجد آفرین نکتہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بزمِ محشر کا قیام کس لیے فرمائے گا ——— اگر یہ کہا جائے کہ لوگوں کا حساب ہوگا۔ نیکیوں اور برائیوں کا شمار کر کے لوگوں کو جنت و دوزخ میں بھیجا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کی ذات علیمٌ بذات الصدور ہے۔ وہ سب جہان کی نیکیوں کو بھی جانتا ہے اور برائیاں بھی اُس کے علم میں ہیں۔ اُسے معلوم ہے کہ کون جنتی ہے اور کون دوزخی۔ اگر وہ چاہتا تو جنتیوں کو جنت میں اُٹھا دیتا۔ دوزخیوں کو دوزخ پہنچا دیتا۔ قادرِ مطلق اور قہار و جبار کے سامنے کس کی مجال تھی کہ کوئی اس کے فیصلے کے سامنے سر اُٹھاتا۔ اس مقام پر حضرت حسن رضا خاں بریلوی نے بزمِ محشر کے انعقاد کا کیا عجب نکتہ بیان فرمایا؟

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا
کہ اُن کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

فرماتے ہیں کہ اللہ رب العالمین نے بزمِ محشر کا قیام اس لیے فرمانا ہے کہ ساری مخلوقِ خدا جمع ہو اور محبوبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمتِ شان کا اظہار ہو۔

ثانی نہ کوئی آمنہ مائی دے لال دا

سامعین محترم! اللہ تبارک وتعالیٰ کے سارے نبی اور رسول علیہم السلام شان والے ہیں، مگر ہمارے آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی ثانی نہیں۔ شاعر عرض کرتا ہے ؎

یوں تو سارے نبی محترم ہیں مگر سرورِ انبیا تیری کیا بات ہے
رحمتِ دو جہاں اک تیری ذات ہے اے حبیبِ خدا تیری کیا بات ہے

## کلیم و حبیب

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے: "یہ وہ رسول ہیں جن کو ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔" ان میں سے کوئی وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام ——— اور کوئی وہ ہے جس کو درجوں بلندیاں عطا فرمائیں — یعنی حبیب اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ———

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسولوں میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ عظمت حاصل ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا (پ ٦ - ع ٣) اور اللہ نے موسیٰ (علیہ السلام) سے حقیقۃً کلام فرمایا۔

موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا، مگر حجاب میں، مگر ———
حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کلام بے حجاب فرمایا

سامعین محترم! کلیم اللہ وہ ہیں جو رب تعالیٰ کی رضا کا طالب ہو۔
حبیب اللہ وہ ہیں جن کی رضا کا رب تعالیٰ طالب ہے۔



رتبہ کراں بیان کی اُس بے مثال دا
ثانی نہ کوئی آمنہ مائی دے لال دا

کلیم وہ ہے جو کتاب لینے کے لیے کوہِ طور پر تشریف لے گئے۔
حبیب اللہ وہ ہیں کہ وہ اپنے بستر پر آرام فرما ہیں اور خدا تعالیٰ کا قرآن نازل ہو رہا ہے۔
پھر جو سورتیں آپ کی مکی زندگی میں نازل ہوئیں، وہ مکی ہو گئیں۔
اور جو سورتیں مدنی زندگی میں آئیں، وہ مدنی ہو گئیں۔

کلیم وہ ہیں جو وادیِ طویٰ میں جائیں، تو اللہ تعالیٰ فرماتے اے کلیم!

فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ پس تو اپنے جوتے اتار دے بے شک تو طویٰ کی مقدس وادی میں ہے۔

اور محبوب وہ ہیں جو عرشِ معلیٰ پر جائیں، تو اللہ تعالیٰ فرماتے:

لَا تَخْلَعْ نَعْلَيْكَ (معارج النبوۃ) آپ اپنا جوڑا نہ اتاریں۔

کلیم وہ ہیں جو بارگاہِ خداوندی میں سوال کرتے ہیں — قرآن پاک میں ہے:

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ (پ ١٦ - ع ١١) (موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب میرے لیے میرا سینہ کھول دے۔

کلیم اللہ انشراحِ صدر کی بارگاہِ خداوندی میں التجا کرتے ہیں ——— مگر ——— حبیب اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انشراحِ صدر بے مانگے فرما دیا گیا — قرآن حکیم میں ہے:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (پ ٣٠ ع ١٣) (اے محبوب!) کیا ہم نے انشراحِ صدر نہیں فرمایا؟

کلیم اللہ وہ ہیں، جو کوہِ طور پر حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں:

رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ (پ ٨، ع ٧) اے پروردگار! مجھے دیکھنے کی قوت دے تاکہ میں تجھے دیکھ سکوں۔

Scanned with CamScanner

اور اللہ تعالیٰ جواب میں فرماتے ؛

لَنْ تَرَانِیْ — تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکوگے۔

مگر حبیب اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ ہیں جو حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر بستر پر آرام فرما ہیں اور جبریل علیہ السلام نوری فرشتوں کی جماعت کے ساتھ حاضر قدم بوسی کرنے کے بعد عرض کرتے ہیں اے محبوب ؛

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقْرَئُکَ السَّلَامَ وَھُوَ یَدْعُوْکَ وَاَنَا حَامِلُکَ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی (معارج النبوۃ رکن سوم باب چہارم)

بیشک اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور آپ کو بُلاتا ہے اور میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔

سامعین محترم! کلیم علیہ السلام سے رب تعالیٰ نے فرمایا ——— لَنْ تَرَانِیْ

اور حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوا ——— آجانی

موسیٰ علیہ السلام نے دیدارِ خداوندی پر اصرار کیا، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی تھوڑی سی تجلی پہاڑ پر ڈالی، تو موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوگئے، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے ؛

فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا ۝ (پ ۹ - ع ۲)

پس اُن کے رب نے جو پہاڑ پر تجلی فرمائی تو پہاڑ پاش پاش کردیا اور موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر پڑے۔

حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب اپنا جلوۂ پاک دکھایا تو کہا،

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی

کلیم اللہ علیہ السلام اپنی مرضی سے کوہِ طور پر آتے۔

اور حبیب اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ربِّ دوجہاں کی مرضی سے لامکان تک پہنچے۔

کلیم اللہ وہ ہیں جن کی قوم پر اللہ تعالیٰ نے من وسلویٰ نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

وَاَنْزَلْنَا عَلَیْھِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی (پ ۹ - ع ۱۰)

اور ہم نے اُن پر من وسلویٰ اتارا



حبیب اللہ وہ ہیں جن کے غلاموں پر اللہ تعالیٰ نے سکینہ نازل فرمایا۔ قرآن حکیم میں ہے ؛

ھُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا ۝ پ ۲۶ - ع ۹

وہی تو ہے جس نے مومنوں کے دلوں پر تسلی نازل فرمائی، تاکہ ان کے ایمان میں اضافہ ہو۔

موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ساتھ بحرِ قلزم کے کنارے پر پہنچے۔ ادھر فرعون کا لشکر ان کے تعاقب میں نکلا، تو آپ کی قوم پریشان ہوئی کہ آگے پانی ہے پیچھے لشکرِ فرعون۔ اس مشکل وقت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا مبارک سے ایک ضرب پانی پر ماری تو پانی میں راستہ بن گیا اور قوم کی مشکل آسان ہوگئی۔ پھر وہ تو پانی سے بخیریت پار ہوگئے مگر فرعون اور فرعونی لشکر پانی میں ڈوب گیا۔ قرآن میں ہے اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل سے فرماتا ہے ؛

وَاِذْ فَرَقْنَا بِکُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَیْنٰکُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ (پ ۱ - ع ۶)

اور جب پھاڑ دیا تمہارے لیے سمندر کو اور پھر ہم نے بچا لیا تم کو اور ڈبو دیا فرعونیوں کو اور تم دیکھ رہے تھے۔

کلیم اللہ علیہ السلام کی بڑی عظمت ہے کہ انہوں نے مشکل وقت میں اپنی قوم کی دستگیری فرمائی، انہیں سمندر پار کروا کر اُن کی جان بچادی۔

مگر قربان جاؤں حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان پر کہ آپ اپنی اُمت کو پُل صراط پار کروا کر جنت میں لے جائیں گے۔ اس مقام پر سرکار اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ عرض کرتے ہیں ؎

عصائے کلیم اژدہائے غضب تھا
گروں کا سہارا عصائے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
رضا پُل سے اب وجد کرتے گزریئے
کہ ہے ربِّ سلّم صدائے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو پیاس لگی تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مبارک ایک پتھر پر مارا تو قرآن کریم کہتا ہے :

فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۔ (پ ۱، ع ۶) پس اُس سے بارہ چشمے (پانی کے) جاری ہو گئے۔

کلیم اللہ علیہ السلام نے پتھر پر عصا مبارک سے ایک ہی ضرب لگا کر بارہ چشمے جاری کر دیئے ـــــ یہ بڑے اعجاز کی بات ہے، مگر پتھر سے تو پہلے بھی پانی نکلتا ہے ـــــ میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُمِّ معبد کی بکری کے تھنوں کو ہاتھ لگایا تو اُس سے دُودھ کی نہریں جاری ہو گئیں ـــــ صحابہ کرام کو پیاس لگی تو برتن میں تھوڑا سا پانی لے کر دستِ اقدس میں رکھا، تو پندرہ سو صحابہ کرام کو سیراب کر دیا۔

## پیاسا قافلہ

عرب کے ایک ریگستان میں ایک قافلہ گزر رہا تھا، پانی کی نافراہمی کی وجہ سے لوگوں کے حلق خشک ہو رہے تھے، جانور بلک رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا، اُدھر سے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گزر ہو گیا۔ آپ نے جو اُن کی یہ حالت دیکھی، تو فرمایا کہ سامنے والے ٹیلے کے پار ایک کالے رنگ کا حبشی غلام اونٹ پر سوار پانی کا مشکیزہ لیے گزر رہا ہے، جاؤ اُس کو میرے پاس لے کر آؤ۔

سامعین محترم! کون مسلمان ہے جس کے دل میں درِ حبیبِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حاضر ہونے کی تڑپ نہیں؟ خدا کی قسم اس ریگستان سے گزرنے والے حبشی غلام کی قسمت اور عظمت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے، جس محبوب کو اللہ تعالیٰ خود عرشِ بریں پر بلائے، اُسی محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کرم دیکھو کہ آپ اُس حبشی غلام کو اپنے پاس بلانے کے لیے صحابہ کرام کو بھیج رہے ہیں، اس لیے کہ نگاہِ محبوب نے جہاں اس پیاسے قافلے کو سیراب کرنے کا ارادہ فرمایا تھا، وہاں اس کالے رنگ کے حبشی غلام کو بھی نورِ ایمان سے منور کرنے کا فیصلہ کر لیا



تھا ـــــ یہ آقا علیہ السلام کے کرم کی بات ہے کہ جب نوازنا چاہیں تو اُستنِ حنانہ کو نواز دیں اور پہاڑ کے پتھروں کو نواز دیں۔ عکرمہ کی قسمت بدل دیں، بلالِ حبشی، صہیب رومی اور سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو عظمتیں بخش دیں۔ شاعر کہتا ہے ؎

جسے چاہا در پہ بُلا لیا، جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے، یہ بڑے نصیب کی بات ہے

آج کئی بد نصیب حج کے لیے تو جاتے ہیں، مگر روضۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر حاضری نہیں دیتے ـــــ وہ کہتے ہیں ہم جاتے نہیں ـــــ میں کہتا ہوں وہ بدنصیب ہیں، میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام انہیں بُلاتے ہی نہیں ؎

جسے چاہا در پہ بلا لیا، جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے، یہ بڑے نصیب کی بات ہے

ایک پنجابی شاعر کہتا ہے ؎

ہُندا اے کرم خوش بختاں تے سلطان مدینے والے دا
کوئی قسمت والا بن دا اے مہمان مدینے والے دا

بہر حال اس حبشی غلام کی قسمت کا ستارا چمکا۔ کونین کے والی نے فرمایا ـــــ اے میرے غلامو! اس حبشی غلام کو میرے پاس لے کر آؤ۔

چنانچہ چند آدمی جب ٹیلے کے اُس پار پہنچے، تو غیب دان نبی کے ارشاد کے مطابق واقعی ایک حبشی اونٹ پر سوار، پانی کا مشکیزہ لیے آ رہا تھا۔

غلامانِ مصطفےٰ نے اس حبشی سے کہا تجھے ہمارے آقا و مولیٰ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پاس طلب فرمایا ہے، لہٰذا تو ہمارے ساتھ چل ـــــ وہ حبشی کہنے لگا میں تمہارے نبی کو نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صحابہ نے اُن سے کہا: اے حبشی! تجھے بُلانے والے وہ آقا ہیں جن کی شان یہ ہے ؎

سید و سرورِ محمد نورِ جاں      مہتر و بہتر شفیعِ مجرماں

رُتبہ کراں بیان کی اُس بے مثال دا
ثانی نہ کوئی آمنہ مائی دے لال دا

صحابہ پاک رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف کی اور اُسے دربارِ رسول میں پیش ہونے کو کہا، مگر اُس حبشی نے جانے سے انکار کر دیا۔

سامعین محترم! اس حبشی کا خیال تھا کہ اگر وہ صحابہ کرام کے ساتھ بارگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچے گا تو وہ وقتِ مقررہ پر اپنے مالک کے پاس نہیں جا سکے گا اور وہ اُس سے ناراض ہو گا۔ اس کالے غلام کو اپنے مالک کے پاس پہنچنے کی جلدی تھی اور وہ اس کے حکم کا پابند تھا۔ لیکن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی بجا آوری کرنا تھی، اس لیے کہ یہ وہ آقا ہیں جن کے حکم سے پتھروں میں قوتِ گویائی آجاتی ہے۔ جن کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو جاتا ہے، ڈوبا ہوا سورج واپس آجاتا ہے اور جن کے اشارے سے درخت چل پڑتے ہیں، ان کی بارگاہِ اقدس کا انسان تو انسان جانور بھی ادب کرتے ہیں۔

چنانچہ جب اُس حبشی نے آنے سے انکار کیا، تو یہ اُسے کھینچ کر دربارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں لے آئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قافلے والوں سے فرمایا، اس کے مشکیزے سے پانی پیو۔ سب قافلے والوں نے خوب پانی پیا، جانوروں کو پلایا ۔۔ اپنے مشکیزے بھرے۔ مگر اس حبشی کے مشکیزے میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎

جملہ را زاں مشک او سیراب کرد
شتر آں و ہر کسے زاں آب خورد

اُردو شاعر نے اس کا ترجمہ کیا ہے،

سب ہوئے سیراب بس اس مشک سے
اور پیا اونٹوں نے اور ہر ایک نے



سارا قافلہ سیراب ہو گیا، مگر حبشی کے مشکیزہ میں ۔۔ پانی کی کوئی کمی نہ آئی ؎

رُتبہ کراں بیان کی اُس بے مثال دا
ثانی نہ کوئی آمنہ مائی دے لال دا

حبشی کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ سے جانے کی اجازت مل چکی تو وہ حبشی جسے نگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے کرم کے لیے منتخب فرما لیا تھا۔ کبھی اپنے راستے کی طرف دیکھتا ہے اور کبھی والضحیٰ والے چہرے کی طرف ۔۔ آخر کہنے لگا، شاعر نے جس کی ترجمانی اس طرح کی ہے ؎

لج پال پریتاں توڑ دے نئیں
جہدی بانہہ پھڑ لین اونہوں چھوڑ دے نئیں

عرض کی آقا! لشکر تو سارا سیراب ہو گیا ۔۔ اور میں ایسے ہی چلا جاؤں ۔۔؟

محبوبِ کبریا، حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دریائے رحمت جوش میں آیا اور اُس حبشی کے چہرے پر اپنا ید اللہ والا گورا گورا ہاتھ پھیر دیا اور حبشی نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

صاحبِ "معارج النبوت" نے لکھا ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس حبشی کے چہرے پر نہ صرف اپنا ظاہری طور پر نوری ہاتھ پھیرا، بلکہ باطنی طور پر بھی منور فرما دیا اور ظاہراً بھی کالے رنگ کو گورا بنا دیا۔

اور پھر جب وہ اپنے مالک کے پاس پہنچا تو وہ اپنے اس غلام کو پہچان نہ سکا۔ اور کہنے لگا تو ہمارا غلام نہیں ہے ۔۔ مگر اونٹ بھی ہمارا ہے ۔۔ مشکیزہ بھی ہمارا ہے ۔۔ لیکن تو ہمارا نہیں ہے، ہمارا غلام کدھر گیا ۔۔؟ اس لیے کہ ہمارا غلام کالا تھا ۔۔ اور تو گورا ہے ۔۔ غلام نے مالک سے کہا، میں وہی تیرا غلام ہوں ۔۔ اُس نے کہا پھر یہ گورا رنگ تجھے کس نے چڑھا دیا ہے ۔۔ غلام نے کہا اے میرے مالک! میں تیرا ہی کالا غلام تھا، مگر میری قسمت کا ستارہ چمکا ؎

Scanned with CamScanner

تھوڑی دیر ہوئی مینوں ملیا' اک کالیاں زُلفاں والا

دو گھڑیاں میں ٹھہریا اوتھے اُس نے کردتا نور اُجالا

رتبہ کراں بیان کی اُس بے مثال دا

ثانی نہ کوئی آمنہ مائی دے لال دا

غلام کے اس کلام نے مالک کو اتنا متاثر کیا کہ وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گیا ـــ جس کی ترجمانی شاعر نے اس طرح کی ہے ؎

بناں در تے پہنچے گذارا نئیں ہونا

جُدائی دا صدمہ گوارا نئیں ہونا

چنانچہ وہ مالک بمعہ اپنے قبیلے کے اپنے غلام کے ساتھ دربارِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پیش ہوا اور سب کلمہ پڑھ کر مُسلمان ہو گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی اختیار کی۔ (مثنوی شریف، معارج النبوت جلد دوم)

رتبہ کراں بیان کی اس بے مثال دا

ثانی نہ کوئی آمنہ مائی دے لال دا

خداوند قدوس کی بارگاہِ معلیٰ میں دُعا ہے کہ ہمیں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درِ اقدس کی غلامی نصیب فرمائے آمین ثم آمین بحرمت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

وما علینا الا البلاغ المبین



# وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ ۝ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ الْاَمِیْنُ ۝

ہر پاسے پیاں نے دُہائیاں تیرے ناں دیاں

عرشاں فرشاں اُتے روشنائیاں تیرے ناں دیاں

تیرا ناں لیاں ٹل جاندیاں بلاواں نے

تیرے ناں وچ مولا رکھیاں شفاواں نے

اللہ سچے کیتیاں بڑائیاں تیرے ناں دیاں

اکو بوہے بیٹھے رہندے پکے جو اصول دے

غیراں دی غلامی اوہ کدی نہ قبول دے

جنہاں لوکاں کیتیاں گدایاں تیرے ناں دیاں

چھڈ دتے میں سب قصے تے کہانیاں

توڑ تاڑ سٹیاں میں تسبیاں پُرانیاں

جدوں دیاں کیتیاں پڑھائیاں تیرے ناں دیاں

معزز سامعین کرام ! یہ مقدس محفل حضور سید المرسلین رحمۃ للعالمین سرورِ انبیاء، شہِ ہر دوسرا، محبوبِ کبریا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے لیے منعقد کی گئی۔ اللہ رب العزت جل وعلا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے مجھے اور آپ کو اس مقدس اجتماع رُوحانی، وجدانی اور نورانی محفل میں حاضر ہونے کی توفیق بخشی۔

## سب سے افضل

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ حضور تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سے افضل واعلیٰ اور بُلند وبالا ہے ــــ اور تمام انبیاء کرام میں بھی سب سے افضل ــــ آپ جو دین لے کر آئے وہ تمام ادیان سے افضل ــــ آپ جو کتاب لے کر آئے، وہ تمام کتابوں سے افضل ــــ جو نظام لے کر آئے، وہ تمام نظاموں سے افضل ــــ جو قانون لے کر آئے، وہ تمام قوانین سے افضل ــــ جس شہر میں تشریف لائے، وہ شہر تمام شہروں سے افضل ــــ جس سال میں جلوہ گر ہوئے وہ سال تمام سالوں سے افضل ــــ جس ماہ میں آئے وہ ماہ تمام مہینوں سے افضل ــــ جس دن آئے، وہ دن تمام دنوں سے افضل ــــ جس وقت آئے وہ وقت تمام اوقات سے افضل ــــ آج بھی ہمارے بزرگ اس وقت کو ــــ نور پیر دا ویلا ــــ نور ظہور دا ویلا ــــ کہتے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس قبیلے میں آئے، وہ قبیلہ تمام قبیلوں سے افضل ــــ سرکار جس خاندان میں آئے، وہ خاندان تمام خاندانوں سے افضل ــــ اسی طرح جس محفل میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہو، وہ محفل بھی ساری محفلوں سے افضل ــــ

شفاء شریف میں قاضی عیاض مالکی روایت نقل فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت جل وعلا نے ارشاد فرمایا؛



جَعَلْتُكَ ذِكْرًا مِّنْ ذِكْرِيْ فَمَنْ ذَكَرَكَ ذَكَرَنِيْ ۔ شفا شریف ص۱۲ ج۱

(اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کے ذکر کو اپنا ذکر بنا لیا ہے۔ پس جس نے آپ کا ذکر کیا، اُس نے میرا ذکر کیا۔)

## رفعتِ ذکر

اللہ تبارک وتعالیٰ جل وعلا اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کو وہ رفعت بخشی جو کسی کو نہیں ملی۔ جب کائنات میں کسی کا ذکر نہ تھا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرنے والا خود خدا تھا اور جب ہر شے فنا ہو جائے گی، كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اُس کا ذکر کرنے والا کوئی باقی نہ رہے گا، تو محبوبِ کبریاء علیہ التحیۃ والثناء کا ذکر اُس وقت بھی ہو رہا ہوگا۔ قرآن پاک نے ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رفعتِ شان کا ذکر اس طرح کیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے؛

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

(اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم نے تیرے ذکر کو بلند کر دیا۔)

اس آیہ کریمہ کے تحت قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ اپنی کتاب شفاء شریف میں سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے کہ آپ کا رب تعالیٰ فرماتا ہے؛

اَتَدْرِيْ كَيْفَ رَفَعْتُ ذِكْرَكَ (شفاء ج۱، ص۱۲)

(اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کے ذکر کو ہم نے کیسے بُلند کیا۔)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا؛ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے؛

اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِيَ ۔ جہاں میرا ذکر ہوگا، وہاں تیرا ذکر ہوگا۔

سامعینِ محترم! جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہے، وہاں اللہ تعالیٰ کے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ

Scanned with CamScanner

علیہ وآلہ وسلم کا بھی ذکر ہو رہا ہے ـــــ تو قرآن حکیم کا فیصلہ ہے :

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؛

ہر شے جو زمینوں و آسمانوں میں ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہی ہے ـــــ تو جہاں جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہے، وہاں وہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ذکر ہو رہا ہے تو ماننا پڑے گا کہ زمین و آسمان میں ہر شے ذکرِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کر رہی ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے اپنے عقیدے کا اظہار کیسے حسین انداز میں فرمایا ہے ؎

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ، فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگائیے، تیری ہی داستان ہے

## نعرۂ رسالت

مالک الملک احکم الحاکمین رب العالمین جل شانہٗ کی منشاء و مرضی ہے کہ میرے ذکر کے ساتھ میرے محبوبِ مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ذکر ہو! ہم اہلِ سنت وجماعت اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ اُس کے محبوب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی ذکر کرتے ہیں؛

ـــــ کلمے میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر
ـــــ اذان میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذِکر
ـــــ نماز میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر
ـــــ خُطبے میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر
ـــــ قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر
ـــــ اہلِ سنت کی مسجدوں کے محرابوں میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ نامِ مصطفےٰ!
ـــــ ہمارے مکانوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر
ـــــ ہماری زبانوں پر اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر
ـــــ ہمارے نعروں میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر



کچھ لوگ خدا تعالیٰ کا ذکر تو کرتے ہیں، مگر مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر نہیں کرتے ـــــ لوگ ہم سے پوچھتے ہیں، یہ لوگ اپنے جلسوں میں نعرۂ تکبیر لگاتے ہیں، اور نعرۂ رسالت نہیں لگاتے ـــــ میں، کہا کرتا ہوں آؤ میں تجھ کو بتاؤں کہ یہ اپنے جلسوں میں نعرۂ رسالت کس وجہ سے نہیں لگاتے؟ سُنیئے؛

سامعینِ محترم! قانونِ قدرت ہے جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے، وہاں اُس کے محبوبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے جیسے کلمے میں، نماز میں، اذان میں، خطبہ میں، قرآن میں ـــــ جہاں بھی ذکرِ خدا ہوتا ہے، وہاں ذکرِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتا ہے۔ مگر ایک مقام ایسا آتا ہے جہاں ذکرِ خدا جل وعلا تو ہوتا ہے، مگر وہاں مصطفےٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا نام نہیں لیا جاتا ـــــ دیکھئے آپ کسی حلال جانور کو ذبح کرتے ہیں تو پڑھتے ہیں بسم اللہ اللہ اکبر ـــــ اور پھر چھُری چلا دیتے ہیں۔ ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہیں، اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام نہیں لیتے، اس لیے کہ مالک کی منشا یہی ہے ـــــ اے محبوب! جب جانور کے گلے پر چھری میرا نام لے کر چل رہی ہوگی تو مجھ پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا ـــــ اس لیے کہ اگر میری ذات رحیم و کریم ہے تو قہار و جبار بھی ـــــ مگر اے محبوب! جانور کی گردن پر چھُری چلتے وقت تیرا نام نہ لیا جائے، اس لیے کہ میں نے تجھے عالمین کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے تو جب جانور کی گردن پر چھُری چلتی ہے تو بسم اللہ اللہ اکبر ـــــ تو اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام نہیں لیا جاتا ـــــ نعرۂ تکبیر بُلند ہوتا ہے، نعرۂ رسالت نہیں لگایا جاتا ـــــ تو اب جن جلسوں میں نعرۂ تکبیر لگایا جاتا ہے اور نعرۂ رسالت نہیں لگایا جاتا ـــــ تو مجھے یہ کہنے دو جہاں جانور ذبح ہوتا ہے وہاں نعرۂ رسالت ـــــ نہیں لگایا جاتا اور جہاں ایمان ذبح ہو رہا ہوتا ہے وہاں، اُس جلسے میں نعرۂ رسالت نہیں لگایا جاتا۔

Scanned with CamScanner

# نعتِ مصطفیٰ

ہم نعرۂ تکبیر بھی لگاتے ہیں اور نعرۂ رسالت بھی بلند کرتے ہیں۔ ہم یا اللہ جل شانہٗ بھی کہتے ہیں اور یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی پکارتے ہیں۔ ہم خدا تعالیٰ کی حمد بھی بیان کرتے ہیں اور محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نعت شریف بھی پڑھتے ہیں —— کچھ لوگ کہتے ہیں ہم نعت نہیں پڑھتے، یہ بریلویوں کا کام ہے —— خدا تعالیٰ کی قسم ہماری تو دعا ہے کہ اگر ہم زندہ رہیں، تو ہماری زبان پر نعتِ مصطفیٰ ہو، اور اگر ہماری موت آئے تو ہم نعتِ مصطفیٰ پڑھ رہے ہوں۔ قبر و حشر میں بھی ہماری زبانوں پر ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جاری رہے۔

آؤ میں بتاؤں کہ وہ لوگ جو نعتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پڑھنے سے محروم ہیں۔ اس کی اصل وجہ کیا ہے، تو سماعت فرمائیے:

انسان جب شکمِ مادر میں ہوتا ہے تو اُس کو خوراک ناف کے ذریعہ سے ملتی ہے اور اس دُنیائے رنگ و بُو میں قدم رکھتا ہے، تو غذا مُنہ کے ذریعے سے جسم میں داخل ہوتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ شکمِ مادر میں غذا ناف کے ذریعے سے کیوں ملتی ہے؟ میرا وجدان کہتا ہے جو خوراک انسان کو ماں کے شکم میں ملتی ہے، وہ گندہ خون ہوتا ہے —— اور زبان کو اللہ رب العزت نے ذکرِ یار کے لیے بنایا ہے ؎

دی زباں حق نے ثنائے مصطفیٰ کے واسطے
دل دیا حُبِ حبیبِ کبریا کے واسطے

اس لیے زبان کو ذکرِ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے مخصوص فرما دیا —— اور ماں کے پیٹ میں غذا کا راستہ ناف مقرر فرمانے میں یہ حکمت تھی کہ جو زبان ذکرِ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے بنائی گئی ہے، اس کے ساتھ گندہ خون مَس نہ کرے اور جب انسان پیدا ہوا تو اُس کی زبان گندے کھانوں سے محفوظ رہی، تو اُس زبان پر نعتِ مصطفیٰ جاری ہو گئی اور جس زبان پر کوّے وغیرہ کا گوشت لگا: اُس زبان کو اللہ تعالیٰ نے نعتِ مصطفیٰ سے بند کر دیا —— جو لوگ



کہتے ہیں ہم نعت نہیں پڑھتے، درحقیقت اُن کی زبان اس قابل نہیں ہوتی کہ وہ اس نعت شریف پڑھ سکیں —— نعت پڑھنا تو اُن کا کام ہے جن کی غذا حلال اور زبان پاک ہے۔

سامعینِ محترم! ہمارا تو عقیدہ ہے کہ سارا قرآن ہی نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ اس کی ہر شد مد اور زبر زیر عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بیان کر رہی ہے —— شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

شدّاں مدّاں زیراں زبراں وِچ تعریف دے آیاں
عاماں لوکاں خبر نہ کائی خاصاں رمزاں پایاں

الحمد للہ ہم ربِ ذوالجلال کی حمد بھی بیان کرتے ہیں اور نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی پڑھتے ہیں۔ ہم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بھی پڑھتے ہیں اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بھی۔

سامعین حضرات! جو لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکرِ پاک کو چھوڑ کر صرف اور صرف اللہ اللہ پکارتے ہیں تو یاد رکھو!

اللہ اللہ کہے جانے سے تو اللہ نہ ملے
اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

سامعینِ محترم! ذرا مل کر محبت سے پڑھیے اللہ اور اپنے ہونٹوں پر توجہ رکھیے۔ تو دیکھیے اللہ کہتے وقت نیچے والا ہونٹ اوپر والے ہونٹ سے ملتا ہے یا نہیں —— ؟ غور کیجیے، نہیں ملتا —— اس میں اللہ کہنے والے کو اشارہ ہو رہا ہے کہ اللہ اللہ پکارنے والے، تیرا نیچے والا لب اوپر والے لب سے نہیں مل رہا۔ صرف اللہ اللہ کہنے والا خاکی انسان، عرش والے خدا تعالیٰ سے نہیں مل سکتا، نیچے والا اوپر والے کی قربت حاصل نہیں کر سکتا۔

اب ذرا مل کر پڑھیے محمد، تو غور کیجیے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نامِ مبارک لینے سے نیچے والا ہونٹ اوپر والے ہونٹ سے دو دفعہ ملتا ہے۔ اشارہ اس طرف ہے کہ اللہ اللہ ساری زندگی پکارتا رہ، اللہ نہیں ملے گا۔ محمد ایک دفعہ کہے گا، اللہ تعالیٰ کی

قربت دو دفعہ حاصل ہوگی۔ ہم اہلِ سنّت وجماعت کا یہ طریقہ ہے کہ جب نامِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم لیا جاتے تو انگوٹھے چُوم کر آنکھوں سے لگا لیتے ہیں، کچھ لوگ اس محبت اور عقیدت بھرے عمل کو دیکھ کر بدعت اور شرک کے فتوے جاری کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ سُبحان اللہ! قربان جاؤں نامِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت پر۔ اللہ ربّ العزت نے ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام ہی ایسا رکھا ہے جو چومے بغیر لیا ہی نہیں جا سکتا۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

مِٹھڑا نام محمّد والا جے کوئی مونہوں الاوے
اک لب بھر نال دوجے دے گھُٹ گھُٹ جھپیاں پاوے

ایک اور شاعر نے کیا خوب ذوق کی بات کی ہے ؎

نامِ محمّد کتنا میٹھا لگتا ہے
پیارے نبی کا اسم بھی ہم کو پیارا لگتا ہے

## ذاتی نام

اللہ تعالیٰ کے صفاتی اسمائے مُبارکہ ہزاروں ہیں اور ذاتی نام صرف اللہ ہے۔ اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے صفاتی نام ایک ہزار تک روایت کیے گئے ہیں، مگر ذاتی نام محمد اور احمد ہے۔

سامعین کرام! جس طرح ساری کائنات میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا مقام افضل ہے، اسی طرح ساری مخلوقات میں آپ کا نام بھی افضل ہے۔

کسی انسان کا نام کسی مفتی نے رکھا ــــــ کسی کا نام کسی مفسّر نے رکھا ــــــ کسی کا نام کسی محدّث نے رکھا ــــــ کسی کا نام کسی عالم نے رکھا ــــــ کسی کا نام اُس کے باپ نے رکھا ــــــ کسی کا نام اُس کی ماں نے رکھا ــــــ قربان جاؤں نامِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کے ــــــ یہ نام خالقِ دو جہاں نے رکھا اور اعلان فرمایا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔



اس نام پاک کی عظمت دیکھو، لفظ اللہ کے حرف چار ہیں اور لفظ محمّد کے بھی حرف چار ــــــ اللہ لکھیں تو اس میں دو لام آتے ہیں۔ اسم محمّد لکھیں، تو اس میں دو میم آتے ہیں ــــــ اللہ لکھیں تو اس کے دوسرے لام پر شد ــــــ محمّد لکھیں تو اُس کے دوسرے میم پر بھی شد آتی ہے ــــــ اللہ لکھیں تو اس میں کوئی نقطہ نہیں، محمّد لکھیں تو اس میں بھی کوئی نقطہ نہیں ہے ــــــ وہ بھی نقطے سے پاک، یہ بھی نقطے سے پاک ــــــ وہ خدا ہونے میں بے عیب ہے ــــــ یہ مصطفےٰ ہونے میں بے عیب۔

وہ اللہ ہے ــــــ یہ حبیب اللہ ہیں
وہ اللہ ہے ــــــ یہ رسول اللہ ہیں
وہ اللہ ہے ــــــ یہ صبغۃ اللہ ہیں
وہ اللہ ہے ــــــ یہ وجہ اللہ ہیں
وہ اللہ ہے ــــــ یہ مظہر اللہ ہیں
وہ اللہ ہے ــــــ یہ بُرہان اللہ ہیں
وہ اللہ ہے ــــــ یہ نور من نور اللہ ہیں
وہ اللہ ہے ــــــ یہ نبی اللہ ہیں
وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے ــــــ یہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہیں

جدوں لیئے نام محمّد دا اکھیاں وچہ نور آ جاندا اے
جدوں کریئے ذکر محمّد دا محفل تے سُرور آ جاندا اے

لفظ "اللہ" کا اگر پہلا حرف الگ کر دیں، تو لِلّٰہ رہ جاتا ہے اگر دوسرا حرف الگ کر دیں تو لَہٗ رہ جاتا ہے، تیسرا حرف علیحدہ کر دیں تو ہٗ رہ جاتا ہے۔ اسی طرح لفظِ محمّد سے اگر میم کو الگ کر دیں تو باقی حمد رہ جاتا ہے، دوسرے حرف کو علیحدہ کر دیں تو باقی مد رہ جاتا ہے۔ تیسرے حرف کو بھی علیحدہ کر دیں تو دال رہ جاتا ہے۔

لفظ اللہ بھی حرفوں کا محتاج نہیں، نامِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی حرفوں کا محتاج نہیں، اسی لیے شاعر کہتا ہے ؎

نامِ محمّد کتنا میٹھا میٹھا لگتا ہے
پیارے نبی کا ذکر بھی ہم کو پیارا لگتا ہے
گرنے والا جو محمّد کا نام لیتا ہے
گرتے گرتے خدا اس کو تھام لیتا ہے

سامعینِ محترم! یہ وہ پیارا نام ہے جس کی برکت سے ہمارے باپ سیدنا آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی ؎

آدم کی خطا بخشی گئی، دَم میں دَم آیا!
جس دم کہ لیا پیشِ خدا نامِ محمّد

## سیّدنا آدم علیہ السلام

صاحبِ تفسیر رُوح البیان نے روایت نقل فرمائی:

اِنَّ اٰدَمَ لَمَّا هَبَطَ اِلَى الْاَرْضِ مَكَثَ ثَلٰثَ مِائَةِ سَنَةٍ لَا يَرْفَعُ رَاْسَهٗ حَيَاءً مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى

جب حضرت آدم علیہ السلام زمین کی طرف اُتارے گئے تو اللہ سے حیا کرتے ہوئے آپ نے تین سو سال تک اپنا سر آسمان کی طرف نہیں اُٹھایا۔

(رُوح البیان ج ۱، ص ۱۱۴)

مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ آپ اتنا روئے کہ اہلِ دُنیا میں اتنا کوئی نہ رویا۔ اگر تمام اہلِ دُنیا کے رونے کو جمع کیا جائے تو حضرت داؤد علیہ السلام کا رونا اُن سے بڑھ جائے۔ اگر اہلِ دُنیا اور حضرت داؤد علیہ السلام کے رونے کو جمع کیا جائے تو حضرت نوح علیہ السلام کا رونا اُن سے بڑھ جائے ــــ اگر اہلِ دُنیا حضرت داؤد اور حضرت نوح علیہما السلام کا رونا جمع کیا جائے، تو حضرت آدم علیہ السلام کا رونا ان سے بڑھ جائے گا۔



سامعینِ محترم! ہمارے باپ سیدنا آدم علیہ السلام سے ایک لغزش ہوئی، تو آپ تین سو سال روتے رہے اور اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہوئے اپنا چہرہ آسمان کی طرف نہ اٹھاتے تھے اور ایک ہم ہیں جو دن رات گناہ کرتے ہیں، پھر توبہ کی بجائے اپنے کیے ہوئے گناہوں پر عقلی دلائل پیش کرتے ہیں ــــ ایک تو چوری، دوسری سینہ زوری ــــ

مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ چند اہلِ علم کے ساتھ ایک چوہدری صاحب کے ہاں جانے کا اتفاق ہوا۔ صاحبِ خانہ نے اپنے گھر دیواروں پر بڑی بڑی اپنی تصویریں آویزاں کر رکھی تھیں۔ ایک عالمِ دین نے چوہدری صاحب سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: جنابِ والا! آپ نے گھر میں جانداروں کی تصویریں لگا رکھی ہیں، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ جس مکان میں جاندار کی تصویر ہو، وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے ــــ تو سُنیئے چوہدری صاحب نے کیا جواب دیا ــــ کہنے لگے مولوی صاحب اگر تصویروں کی وجہ سے رحمت کے فرشتے میرے گھر نہیں آسکتے، تو وہ میری دکان پر آجایا کریں ــــ دیکھا بجائے اپنی غلطی کا اعتراف کرنے کے آگے کیا جاہلانہ جواب دیا؟

بعض لوگ تو اس حد تک ضدی ہوتے ہیں کہ انہیں اگر اُن کی غلطی سے خبردار کیا جائے بجائے شرمندہ ہونے کے وہ بلا جھجک کہہ دیتے ہیں ــــ کیا ہوا جو ہم سے غلطی ہوگئی، غلطی تو بابا آدم (علیہ السلام) سے بھی تو ہوگئی تھی، ہم سے ہوگئی تو کیا ہوا ــــ؟ یاد رکھو سیدنا آدم علیہ السلام کو تمام جہان کے انسان اور اولیاء و انبیاء کے باپ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ ہمیں اپنی زبان سے ہرگز ایسے کلمات نہیں نکالنے چاہئیں، جن سے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے کی توہین کا پہلو نکلے۔ ہماری نیکیاں مقربینِ بارگاہِ خدا کی لغزشوں کا بھی مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ دیکھئے ہمارے معاشرہ میں کسی شخص کی دو بیویاں ہوں اور دونوں کی آپس میں لڑائی ہو جائے تو گھر کی بربادی ہو جاتی ہے ــــ لیکن اللہ کے خلیل سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دو بیویوں کی لڑائی سے مکہ شہر کی آبادی ہو جاتی ہے۔

ہم اگر بھائی بھائی ایک دوسرے سے لڑیں تو غضبِ الٰہی نازل ہوتا ہے ——— اور اگر برادرانِ یوسف میں لڑائی ہو تو مصر کی شاہی حاصل ہوتی ہے ——— ہمیں اپنی خطاؤں کی بارگاہِ خداوندی سے معافی طلب کرنا چاہیے اور اللہ والوں کا احترام کرنا چاہیے۔

میں عرض کر رہا تھا کہ سیدنا آدم علیہ السلام اپنی لغزش پر تین سو سال تک روتے رہے۔ آخر جب مالک الملک تواب الرحیم کا دریائے رحمت جوش میں آیا تو سیدنا آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہو گئی۔ قرآن حکیم میں ارشادِ خداوندی ہے؛

فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَالتَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ (پ ۱ - ع ۴)

پس سیکھ لیے آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے کچھ کلمات، پس اللہ تعالیٰ نے اُس کی توبہ قبول کی۔ بیشک وہی توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

مفسرینِ کرام نے اس آیۂ کریمہ کے تحت کئی اقوال نقل فرمائے ہیں کہ وہ کون سے کلمات تھے جو اللہ رب العزت نے سیدنا آدم علیہ السلام کو القاء فرماتے تھے۔ جن کے کہنے سے آپ کی توبہ کو شرفِ قبولیت عطا ہوا۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی، تو انہوں نے عرض کیا،

يَا رَبِّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ غَفَرْتَ لِیْ۔

اے میرے رب میں تجھ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں مجھے بخش دے۔

سیدنا آدم علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا واسطہ پیش کیا، تو اللہ رب العزت نے فرمایا؛

يَا اٰدَمُ كَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَلَمْ اَخْلُقْهُ۔

اے آدم تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے جانا؟ ابھی تو میں نے انہیں (جسداً) پیدا ہی نہیں فرمایا



سیدنا آدم علیہ السلام نے ارشادِ خداوندی سُن کر عرض کیا؛

قَالَ رَبِّ لِاَنَّكَ لَمَّا خَلَقْتَنِیْ بِيَدِكَ وَنَفَخْتَ فِیَّ مِنْ رُّوْحِكَ رَفَعْتُ رَاْسِیْ فَرَاَيْتُ عَلٰی قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوْبًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَعَلِمْتُ اَنَّكَ لَمْ تُضِفْ اِلٰی اِسْمِكَ اِلَّا اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَيْكَ۔

عرض کیا اے میرے پروردگار! جب تو نے مجھ کو اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا اور مجھ میں اپنی رُوح پھونکی تو میں نے اپنے سر کو اٹھایا اور عرش کے ستونوں پر لکھا ہوا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پس میں نے اسے جان لیا کہ جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ ملا کر لکھا ہے، وہ تجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔

سیدنا آدم علیہ السلام کے اس بیان کے بعد رب کریم جل شانہ نے فرمایا؛

صَدَقْتَ يَا اٰدَمُ اِنَّهٗ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَیَّ وَاِذْ سَاَلْتَنِیْ بِحَقِّهٖ قَدْ غَفَرْتُ لَكَ۔

(روح البیان ج ۱ ص ۱۱۳، زرقانی ج ۱ ص ۶۲)

(المستدرک حاکم ج ۲، ص ۶۱۵)

اے آدم (علیہ السلام) تو نے سچ کہا بے شک وہ ساری مخلوق سے زیادہ مجھے محبوب ہیں اور جب تو نے اس کے وسیلہ سے بخشش طلب کی، تو میں نے تجھ کو بخش دیا۔

جیکر سرکار دے ناں دا، نہ آدم واسطہ دیندا
نہ آدم دی سُنی جاندی، نہ بچدا نوح دا بیڑا

سامعین محترم! نامِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکت سے سیدنا آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہو گئی۔ اسی لیے تو ہم بارگاہِ مصطفوی میں عرض کرتے ہیں ؂

نہ کیوں کر نام لوں ہر دم تمہارا یا رسول اللہ
ہوئیں حل مشکلیں جس دم پکارا یا رسول اللہ

## فالج سے نجات

شیخ الاسلام حضرت امام شرف الدین بوصیری علیہ الرحمہ ایک مرتبہ فالج کے مرض میں مبتلا ہو گئے۔ جسم کا آدھا حصہ بالکل بے حس و معطل ہو گیا۔ متعدد طبیبوں حکیموں سے علاج کروایا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ مرض بڑھتا گیا جُوں جُوں دوا کی۔ کمزوری اور نقاہت دن بدن بڑھتی چلی گئی۔ حتیٰ کہ زندگی کا چراغ بُجھتا ہوا نظر آنے لگا۔ بالآخر دل میں خیال آیا: اے بوصیری! تجھے کیا ہوا جو زمانے بھر کے طبیب تیرا علاج نہیں کر سکے۔

کر ذکر مدینے والے دا ایدے وچ بھلائی تیری اے

اے بوصیری! ذرا طبیبِ دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بھی تو کر کے دیکھ۔ یہ ذکر تو لاعلاج مریضوں کے لیے دوا ہے ـــــ بارگاہِ مصطفےٰ حبیبِ کبریاؐ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں فریاد کرتا کہ تجھے شفا حاصل ہو جائے۔

چنانچہ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں قصیدہ لکھا۔ جب قصیدہ مکمل ہو گیا تو رات کو سوئے تو ان کی قسمت کا ستارہ چمک اُٹھا۔ خواب میں حضور سرورِ کائنات محسنِ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جلوہ گر ہو گئے۔ حضرت امام بوصیری علیہ الرحمہ نے جو قصیدہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ پاک میں لکھا تھا، آپ کو سُنایا۔ قصیدہ پڑھتے پڑھتے جب وہ اس شعر پر پہنچے ؎

كَمْ اَبْرَأَتْ وَصِبًا بِاللَّمْسِ رَاحَتُهٗ
وَاَطْلَقَتْ اَرِبًا مِنْ رِبْقَةِ اللَّمَمِ

ترجمہ: "بارہا آپ کے ہاتھ مبارک لگانے سے بیمار تندرست ہو گئے ـــــ اور بہت سے محتاج آپ کے دستِ اقدس کے طفیل رشتۂ دیوانگی سے آزاد ہو گئے۔"



جُوں ہی یہ شعر حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں سرکارِ مدینہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پڑھا تو طبیبِ دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دریائے رحمت جوش میں آگیا اور آپ نے یدُ اللہ والا گورا گورا نوری ہاتھ اپنے ثناخوان کے بدن پر پھیر دیا اور انعام میں ایک یمنی چادر مبارک عنایت فرمائی ـــــ تو امام بوصیری جب بیدار ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بالکل تندرست ہو چکے ہیں اور وہ چادر جو خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو عنایت فرمائی تھی، وہ آپ کے پاس موجود ہے تو آپ نے اپنی حالت کو دیکھ کر بزبانِ حال عرض کیا، جس کی ترجمانی ایک شاعر نے یوں کی ہے ؎

نہ کیوں کر نام لوں ہر دم تمہارا یا رسول اللہ
ہوئیں حل مُشکلیں جس دم پُکارا یا رسول اللہ

## بچے زندہ ہو گئے

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب کوئی آپ کی دعوت کرتا، تو آپ قبول فرما لیتے۔ ایک دن سیدنا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دربارِ رسالت مآب میں حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! آپ میرے گھر تشریف لائیے، میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ حضور سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت کو قبول فرما لیا اور مقررہ وقت پر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ سرکارِ مدینہ [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے غریب خانہ پر جلوہ افروز دیکھ کر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ عرض کیا آقا! اندر تشریف لے آئیے۔ قربان جاؤں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقدر پر کہ معراج شریف کی رات کو خالقِ ارض و سما کے مہمان بننے والے محبوب ـــ! آج حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مہمان بن کر اُن کے گھر تشریف لے آئے ہیں ـــ یہ وہ

Scanned with CamScanner

محبوبِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں، جن کے قدموں کے بوسے عرش نے لیے۔ ان کی خاکِ پا عرش کے لیے باعثِ قرار ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بٹھا کر کھانا پکواتے کا انتظام کرنا شروع کر دیا۔ گھر میں ایک بکری کا بچہ تھا، اُسے ذبح کر دیا۔ ادھر حضرت جابر کی بیوی کھانا پکانے میں مشغول ہوئی اُدھر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو بچے جنہوں نے اپنے باپ کو بکری کا بچہ ذبح کرتے دیکھا تھا، اسے کھیل بنا لیا۔ بڑے نے چھوٹے سے کہا: بھائی آ تجھے بتاؤں کہ ابا حضور نے بکری کے بچے کو کس طرح ذبح کیا تھا، چنانچہ اُس نے چھوٹے کو زمین پر لٹا کر چھُری سے اسے ذبح کر ڈالا۔ اُن کی ماں نے جب یہ منظر دیکھا تو تڑپ اٹھی، بڑا بچہ مارے خوف کے دوڑ کر مکان کی چھت پر چڑھ گیا اور نیچے گر گیا۔ نیچے گرتے ہی اُس کی بھی رُوح پرواز کر گئی۔ چند ساعتوں میں ہی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں بچے فوت ہو گئے اور ہنستا بستا گھر لمحوں میں غم کدہ بن گیا، مگر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حوصلہ مند بیوی نے اس دَرد و کرب کے عالم میں بڑے صبر سے کام لیا اور رونے دھونے سے خود کو باز رکھا تاکہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت میں کوئی فرق نہ آ جائے۔

دونوں بچے جو کہ ابدی نیند سو چکے تھے، ماں نے بڑے حوصلے سے اُن کے جسموں کو اٹھایا اور ایک کونے میں رکھ کر اوپر کپڑا ڈال دیا اور شوہر کو بھی اس واقعہ کی خبر نہ دی ـــــ کھانا تیار کر کے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، جاؤ اپنے دونوں بچوں کو لے کر آؤ تاکہ ہم مل کر کھانا کھائیں۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر گئے اور بیوی سے پوچھا: بچے کہاں ہیں؟ میرے آقا سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں طلب فرمایا ہے۔ شوہر کے سوال پر بیوی تڑپ اٹھی، لیکن پھر بڑے حوصلے سے کہا کہ جاؤ بارگاہِ حضور ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام میں عرض کریں کہ بچے کہیں باہر گئے ہوئے ہیں، لہٰذا آپ



کھانا تناول فرمائیں۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ابھی تک اصل واقعہ سے بے خبر تھے، واپس آکر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا اور عرض کی آقا! بچے گھر پر نہیں ہیں، آپ کھانا تناول فرمائیں۔ اس پر حضور سیدِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جاؤ ہمیں اللہ احکم الحاکمین کا حکم ہے، جب تک تیرے بچے ہمارے ساتھ دستر خوان پر کھانا کھانے نہیں بیٹھیں گے، ہم کھانا نہ کھائیں۔"

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب بیوی کو سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد سنایا کہ بچوں کو جلدی تلاش کر کے لاؤ ـــــ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ جب تک بچے ہمارے ساتھ شریکِ طعام نہیں ہوں گے، ہم کھانا نہیں کھائیں گے ـــــ اس پر بیوی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ضبط کے بند ٹوٹ گئے۔ عرض کیا، مَیں بچوں کو کہاں سے لاؤں؟ وہ تو اُس جہان پہنچ چکے ہیں، جہاں سے کبھی کوئی لوٹ کر واپس نہیں آیا اور بڑے صبر و تحمل سے مکان کے ایک کونے میں ابدی نیند سوئے ہوئے شہزادوں کی لاشوں پر سے کپڑا اٹھا دیا اور سارا واقعہ بیان کر دیا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ـــــ اور حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش ہو کر عرض کی جس کی ترجمانی شاعر نے اس طرح کی ہے ؎

ناں نیر وہایاں بن دی اے، ناں دُکھڑے سنایاں بن دی اے
بس محبوباں دیا محبوبا گل تیرے بنایاں بن دی اے

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہو کر بچوں کے فوت ہونے کا سارا واقعہ بیان کر دیا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے جابر! انہیں اُٹھا کر میرے پاس لے آؤ۔ مولانا جامی علیہ الرحمہ اپنی کتاب "شواہد النبوۃ" میں تحریر فرماتے ہیں،

پس ہر دو بیامدند و در پائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افتادند۔
(شواہد النبوۃ للجامی صـ۸۴)

پس حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے دونوں بچوں کو لاکر حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں رکھ دیا۔

بس محبوباں دیا محبوبا گل تیرے بنایاں بن دی اے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں بچوں کی لاشیں حضور تاجدار انبیاء محبوب کبریاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں پڑی ہوئی تھیں، اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی سسکیاں لے کر رو رہی تھی۔ ادھر اللہ رب العزت نے سیدنا جبریل علیہ السلام کو یہ حکم دے کر بھیجا کہ لے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اللہ رب العزت فرماتا ہے: پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ دُعا فرمائیں تاکہ ہم ان بچوں کو زندہ کر دیں۔ چنانچہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ نے دعا فرمائی:

وہر دو فرزندانِ جابر رضی اللہ عنہ فی الحال زندہ شدند بفرمانِ خدائے تعالیٰ۔
(شواہد النبوۃ للجامی صـ۸۴)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے دونوں بچے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسی وقت زندہ ہو گئے۔

نہ کیوں کر نام لوں ہر دم تمہارا یا رسول اللہ
ہوئیں حل مشکلیں جس دم پکارا یا رسول اللہ

وما علینا الا البلاغ المبین ٥



# حَیَاتُ النَّبِی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ٥ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ٥ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ٥ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ٥ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ٥ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ٥ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ ٥

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے — میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے
برستا نہیں دیکھ کر ابرِ رحمت — بدوں پر بھی برسا دے، برسانے والے
مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے !! — غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے
تو زندہ ہے واللہ، تو زندہ ہے واللہ — میرے چشمِ عالم سے چھُپ جانے والے
میں مجرم ہوں آقا، مجھے ساتھ لے لو؛ — کہ رستے میں ہیں جا بجا تھانے والے
حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا — ارے سر کا موقع ہے او جانے والے
رہے گا یوں ہی اُن کا چرچا رہے گا — پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے
رضاؔ نفس دشمن ہے، دَم میں نہ آنا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چندرانے والے

معزز سامعین حضرات! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کے بائیسویں پارہ کے تیسرے رکوع کی دو آیات بینات تلاوت کی ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے؛

| | |
|---|---|
| یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ | اے غیب کی خبریں بتانے والے بیشک ہم نے |
| شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۙ | تمہیں حاضر و ناظر خوشخبری دیتا اور ڈرسناتا اور |
| وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ | اللہ کی طرف اُس کے حکم سے بلانے والا اور چمکا |
| سِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝ (پ ۲۲-ع ۳) | دینے والا آفتاب بنا کر بھیجا ہے۔ |

اس آیۂ مقدسہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ جل و علا نے حضور تاجدارِ انبیاء احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو پانچ القابات و خطابات سے یاد فرمایا ہے۔ یعنی شاہد، مبشر، نذیر، داعیًا الی اللہ، سراجًا منیرا۔ اگر ان پانچ القابات کے معانی رموز و اسرار بیان کیے جائیں تو ہر ایک لقب جو ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو بارگاہِ خداوندی سے عطا ہوا ہے مستقل ایک موضوع ہے۔ آج میں نے آپ کے سامنے ان پانچ القابات میں سے ایک لقب سراجًا منیرا کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔

## سراج

آیئے قرآن حکیم کا مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ قرآنِ کریم نے سراج کے کیا معنی بیان کیے ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے؛

| | |
|---|---|
| تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ | بڑی برکت والا ہے وہ، جس نے آسمان |
| بُرُوْجًا وَّ جَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا | میں بُرج بنائے اور اُن میں چراغ رکھا |
| وَّ قَمَرًا مُّنِیْرًا ۝ (پ ۱۹، ع ۴) | اور چمکتا چاند۔ |
| وَّ جَعَلَ الْقَمَرَ فِیْهِنَّ نُوْرًا | اور چاند کو ان میں نور اور سورج کو چراغ |
| وَّ جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝ (پ ۲۹ ع ۱۰) | ٹھہرایا۔ |
| هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ | وہی تو ہے جس نے سورج کو روشن اور |
| ضِیَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا (پ ۱۱، ع ۶) | چاند کو منور کیا۔ |



| | |
|---|---|
| وَّ جَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝ (پ ۳۰ ع ۱) | اور (آفتاب کا) روشن چراغ بنایا۔ |

سامعین کرام! ان آیات بینات پر غور کیجیے۔ قرآن کریم نے سراج کے معنی سورج بیان فرمائے ہیں اور ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نورِ نبوت سورج کی روشنی سے کروڑوں درجہ افضل و اعلیٰ ہے۔ اس لیے کہ آپ کے آفتابِ نبوت کی روشنی سے کفر و شرک کی ظلمتیں دُور ہو گئیں۔ آپ کے نور نے خلقِ خدا کو معرفتِ خداوندی عطا کی۔ آپ کا وجودِ مسعود ایسا آفتاب عالمتاب ہے جس نے ہزاروں آفتاب عالمتاب بنا دیئے۔ اسی لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو سراجًا منیرا کا لقب عطا فرمایا۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے معنی لکھے ہیں "چمکا دینے والا آفتاب"۔

شاعرِ اہلِ سنت جناب صائم چشتی نے کیا خوب کہا ہے ؎

نور ازل دا دنیا اندر اُنج مارے چمکارے
صدقے اس توں ہو ہو جاون سورج دے لشکارے

سامعین! ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس چمکا دینے والا آفتاب ہے۔ اسی لیے سراج الامۃ سرکار امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؛

اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُّوْرِكَ الْبَدْرُ كُتَسَا ۔۔۔ وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُوْرِ بَهَاكَ

"اور آپ وہ نور ہیں کہ چاند آپ ہی کے نور سے منور ہے اور سورج کی چمک بھی آپ ہی کے نور سے ہے۔"

امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

فَاِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا
یُظْهِرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَمِ

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فضل کے آفتاب ہیں اور سب انبیاء ستارے جو جہالت کی تاریکی میں آفتاب کا نور لوگوں کو دکھاتے رہے۔

سامعینِ محترم! ثابت ہوا کہ تمام انبیاء و مُرسلین علیہم السلام ستارے ہیں اور حضور ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم آفتاب ہیں۔

"آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے آسمان پر ستارے چمکتے ہیں
اور جب سورج نکل آتا ہے، تو سب کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔"

اسی طرح جب آسمانِ نبوت پر سورج طلوع نہیں ہوا تھا تو سیدنا آدم علیہ السلام ہدایت کا ستارہ بن کر چمکے۔ نوح علیہ السلام، خلیل اللہ علیہ السلام، ذبیح اللہ علیہ السلام، کلیم اللہ علیہ السلام، روح اللہ علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام ہدایت کے ستارے بن کر چمکے اور آفتابِ نبوت سراجاً منیرا کی جلوہ گری ہوئی، تو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتیں منسوخ ہو گئیں، اور آفتابِ نبوت کی روشنی ہر سو پھیل گئی

علمِ فلکیات کے ماہرین جانتے ہیں کہ ستاروں میں جو روشنی ہوتی ہے، وہ ان کی ذاتی نہیں ہوتی، بلکہ وہ سورج کی روشنی ہوتی ہے۔

سامعین کرام! ستاروں کا چمکنا اس بات کی دلیل ہے کہ پردے میں سورج چمک رہا ہے۔ تو جب آفتابِ نبوت پردے میں تھا، تو ستارے چمک رہے تھے جو اس بات کی دلیل ہے کہ آفتابِ نبوت چمک رہا تھا ——— پہلے پردے میں تھا، تو انبیاء کرام علیہم السلام ہدایت کا ستارہ بن کر چمکے اور اب پردے میں ہیں تو ولی اللہ ہدایت کا ستارہ بن کر چمک رہے ہیں جو اس بات کی دلیل ہے کہ آفتابِ نبوت چمک رہا ہے۔ سرکارِ اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ عرض کرتے ہیں ؎

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

ایک اور شاعر عرض کرتا ہے ؎

اُن کی صورت کو، دل میں اُتارا کرو
اُن کی صورت میں قرآں کی تفسیر ہے



چاند، تاروں میں، سُورج میں جلوہ نما
کملی والے محمّد کی تنویر ہے

سامعین محترم! سُورج جب طلوع ہوتا ہے، تو وہ روشنی دینے میں بخل نہیں کرتا۔ خواہ اُونچی جگہ ہو، نیچی ہو، پست ہو یا بلند۔ سبزہ زار ہو یا ویران ہو، مگر جو خود اپنا دروازہ بند کر لے، تو اس میں سورج کا کیا قصور ہے۔

سورج چوتھے آسمان پر رہ کر ہر گھر میں اپنی روشنی کے ساتھ موجود ہو سکتا ہے، تو پھر آفتابِ نبوت مدینے میں رہ کر ہر مومن کے سینے میں جلوہ گری بھی فرما سکتا ہے ——— ہاں اگر کوئی بدنصیب اپنے خانۂ دل کے دروازے کو بے ادبی اور گستاخی کا تالہ لگا کر نورِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور سے محروم ہو جائے، تو یہ اُس کی اپنی بدبختی وگرنہ سرکارِ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے فرمان کے مطابق ؎

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا!
دریا بہا دیتے ہیں دُر بے بہا دیتے ہیں

سامعینِ محترم! ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات چمکا دینے والا سورج ہے۔ جب سے آسمانی سورج کو پیدا کیا گیا ہے، اُسے آج تک موت نہیں آئی، وہ ایک ملک میں غروب ہوتا ہے، تو دوسرے ملک میں طلوع ہو جاتا ہے ——— سُورج غروب ہو جائے تو اسے کوئی بھی نہیں کہتا کہ وہ مر گیا ہے ——— مُردہ ہو گیا ہے۔ وہ غروب ہو کر بھی زندہ ہی رہتا ہے ——— آفتابِ نبوت، آمنہ کا دُرِّ یتیم نبیِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اس دُنیا سے ظاہری پردہ فرما لینے کے بعد بھی زندہ ہیں اسی لیے تو سرکارِ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں ؎

تو زندہ ہے واللہ، تو زندہ ہے واللہ
میرے چشمِ عالم سے چھُپ جانے والے

Scanned with CamScanner

سامعینِ محترم! کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے معانی پر غور کرو، اس لیے کہ اس کے پڑھے اور تسلیم کیے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ کلمہ طیبہ کے پہلے جز میں توحید کا بیان ہے۔ دُوسرے جز میں رسالت کا تذکرہ ہے۔ لا الٰہ الا اللّٰہ کے معنی ہیں اللّٰہ کے سوا کوئی معبود نہیں ـــــ دوسرا جز ہے محمد رسول اللّٰہ اس کا ترجمہ ہے محمد (صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اللّٰہ کے رسول ہیں ـــــ پاکستان کے رہنے والے مسلمان کہتے ہیں محمد اللّٰہ کے رسول ہیں۔ افغانستان والے کہتے ہیں محمد اللّٰہ کے رسول ہیں ـــــ ایران والے پڑھتے ہیں محمد اللّٰہ کے رسول ہیں ـــــ مصر والے کہتے ہیں ـــــ قطر والے کہتے ہیں ـــــ عرب والے کہتے ہیں ـــــ عجم والے کہتے ہیں محمد اللّٰہ کے رسول ہیں ـــــ ہیں ـــــ اس ذات کے لیے استعمال ہوتا ہے جو موجود ہو ـــــ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص کہے کہ صدر محمد ایوب صدر پاکستان ہیں ـــــ تو سب کہیں گے کہ یہ کہنے والا جھوٹ بول رہا ہے ـــــ اس لیے کہ صدر محمد ایوب خاں فوت ہو چکے ـــــ اُن کا عہدہ ختم ہو چکا ـــــ اب صدر ہیں ـــــ نہیں کہا جا سکتا، بلکہ یُوں کہیں گے کہ صدر محمد ایوب خاں، پاکستان کے صدر رہتے ـــــ ہم کلمہ پڑھ کر اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ محمد رسول اللّٰہ ـــــ محمد اللّٰہ کے رسول ہیں ـــــ زندہ ہیں ـــــ با اختیار ہیں ـــــ سُلطانِ دو جہاں ہیں ـــــ تاجدارِ انبیاء ہیں ـــــ ختم المرسلین ہیں ـــــ رحمۃ للعالمین ہیں ـــــ شفیع المذنبین صلی اللّٰہ علیہ وسلم ہیں۔

تخت بھی اُن کا، تاج بھی اُن کا
دونوں جہاں میں راج بھی اُن کا

اب جو کلمہ پڑھے گا، اُس کو حضور سرورِ انبیاء صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ جاوید اور حاضر و ناظر تسلیم کرنا ہو گا ـــــ اور جو حیاتِ مصطفےٰ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا منکر ہے،



اُسے پھر کلمہ کوئی اور بنانا چاہیے۔

## زندہ باد

حیات النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے منکرین اپنے جلسوں میں بڑے زور شور سے نعرہ لگاتے ہیں "تاج و تختِ ختمِ نبوت، زندہ باد" ـــــ مَیں کہتا ہوں کچھ ہوش کرو ـــــ تاجِ رسالت کو تو تم زندہ مانتے ہو ـــــ تختِ رسالت کو زندہ مانتے ہو ـــــ نبوّت کو زندہ مانتے ہو ـــــ پھر نبی کو زندہ کیوں نہیں مانتے ـــــ؟ یہ عجیب منطق ہے کہ نبوت کو تو زندہ باد مانو ـــــ اور نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی حیات کا انکار کرو ـــــ

سامعینِ محترم! یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ صفت کا ظہور بغیر موصوف کے نہیں ہوتا۔ نیکی کا وجود بغیر نیک شخص کے نہیں ہو سکتا ـــــ بُرائی کا وجود بغیر بد شخص کے نہیں ہو سکتا ـــــ کتابت بغیر کاتب کے نہیں ہو سکتی ـــــ خطاب بغیر خطیب کے نہیں ہو سکتا ـــــ وعظ بغیر واعظ کے نہیں ہو سکتا ـــــ درس بغیر مدرس کے نہیں ہو سکتا ـــــ علم بغیر عالم کے حاصل نہیں ہو سکتا ـــــ تو اس طرح نبوت بغیر نبی کے نہیں ہو سکتی ـــــ یہ نہیں ہو سکتا کہ دُھوپ تو ہو اور سورج نہ ہو ـــــ چاندنی ہو اور چاند نہ ہو ـــــ مہک ہو اور پھُول نہ ہو ـــــ نبوت ہو اور رسول نہ ہو ـــــ سُنو ـــــ! تاج و تختِ نبوّت زندہ باد کہنے والو ـــــ ہمارا نبی بھی زندہ ہے ـــــ اور اُس کی نبوّت بھی زندہ ہے ـــــ

تخت بھی اُن کا تاج بھی اُن کا
دونوں جہاں میں راج بھی اُن کا

## موت و حیات

حیاتِ مصطفےٰ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کرنے والو ـــــ سُنو اللّٰہ رب العزت جل شانہ کا ارشادِ گرامی ہے ـــــ

Scanned with CamScanner

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ (پ۲۹، ع۱)
موت اور زندگی کو پیدا فرمایا تاکہ تمہاری آزمائش ہو کہ تم میں سے زیادہ بہتر عمل کس کا ہے؟

سامعینِ محترم! موت بھی خلق ہے اور حیات بھی خلق ہے۔ ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے ـــــ اور حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ (مطالع المسرات) اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

غور کیجیے موت وحیات کو ابھی پیدا بھی نہ کیا گیا تھا ـــــ کہ نورِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور اُس وقت بھی موجود تھا ـــــ خداوند تعالیٰ کی قسم مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات جانِ کائنات ہے۔ اس کائنات کا زندہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ جانِ کائنات زندہ ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ عرض کرتے ہیں ؎

تُو زندہ ہے واللہ، تُو زندہ ہے واللہ
میرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

## رحمۃ للعالمین

پیارے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (پ۱۷، ع۷)
اور ہم نے آپ کو دونوں جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ساری کائنات کے لیے رحمت ہے حضور تاجدارِ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام عالمین کو اپنی رحمت کا فیض دینے والے ہیں اور عالمین کی ساری مخلوق آپ کی رحمت کا فیض لینے والی ہے اور یہ ہو نہیں سکتا کہ عالمین کی مخلوق آپ کا فیض لینے کے لیے موجود ہو اور رحمۃ للعالمین موجود نہ ہو۔ یہ ماننا پڑے گا کہ اگر رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فیض لینے والے زندہ ہیں تو رحم کرنے والے رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی زندہ ہیں۔



## مُردہ نہ کہو

جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوئے، اُن کے متعلق قرآن حکیم میں ارشادِ ربانی ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ (پ۲-ع۳)
اور جو اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں انہیں مُردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں اور تم اُن (کی زندگی) کا شعور نہیں رکھتے۔

سامعینِ محترم! شہید جب خدا تعالیٰ اور اُس کے محبوبِ مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتا ہے تو بارگاہِ ایزدی سے اُسے یہ انعام ملتا ہے کہ وہ مر کر بھی زندہ کہلاتا ہے اور اُسے مردہ کہہ کر پکارنے کی اجازت نہیں، کیونکہ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہے۔ شہید کو مردہ کہنا تو کجا ـــــ یہ بات مومن کے ذہن کے کسی گوشہ میں بھی نہ آنے پائے ـــــ اسی لیے خداوند کریم نے فرمایا:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ (پ۴ ع۸)
اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے، انہیں ہرگز مُردہ گمان نہ کرنا، بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، روزی پاتے ہیں۔

قرآن کریم سے ثابت ہوا کہ شہید زندہ ہے، اُس کو مُردہ نہ کہو، اسے مردہ گمان بھی نہ کرو۔ یہ وہ عظمت ہے جو کہ خدا کے راہ میں سر قتل کیے جانے والے مسلمان کو حاصل ہوتی ہے۔ شہید زندہ ہے تو پھر شہیدِ کربلا سید الشہداء امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی عظمت کیا ہوگی؟ ؎

ثابت ہے جب حیات حسین ابن علی کی
ہم موت نہ مانیں گے مدینے کے نبی کی

شہید زندہ ہے ـــــ حیاتِ شہداء کا گواہ قرآن کریم ہے۔ پھر شہیدوں کے نبی کی کیا شان ہے ـــــ؟ خدا تعالیٰ کی قسم اس محبوبِ رب العالمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

Scanned with CamScanner

کے صدقہ سے قائم یہ کُل جہان ہے ؎

تخت بھی اُن کا، تاج بھی اُن کا

دونوں جہاں میں راج بھی اُن کا

شہداءِ کرام کی حیات کو ماننے والو ــــــ شہدا کے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیات کو بھی مانو ــــــ اور کہو ــــــ

تو زندہ ہے واللہ، تو زندہ ہے واللہ

میرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

انبیاءِ کرام علیہم السّلام کی حیات شہداءِ کرام سے بھی افضل اور کامل ترین ہوتی ہے، شہداءِ کرام کی شہادت کے بعد اُن کی بیویاں عدّت گزر جانے کے بعد کسی دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کر سکتی ہیں، لیکن نبی کی بیوی اُن کے وصال کے بعد کسی شخص کے نکاح میں نہیں آسکتی ــــــ شہداء کی میراث اُن کی اولاد میں تقسیم ہوتی ہے اور انبیاء کی میراث تقسیم نہیں ہوتی۔

سامعینِ محترم! عام مسلمانوں کے متعلق حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب کوئی قبرستان میں پہنچ کر انہیں سلام کہتا ہے تو وہ سلام کا جواب دیتے ہیں اور سلام کہنے والے کو پہچانتے بھی ہیں ــ اگر عام انسانوں کے مرنے کے بعد یہ کیفیت ہوتی ہے تو پھر حضور امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی کیا شان ہوگی؟

## شقِ صدر

احادیثِ مبارکہ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ شبِ معراج کو حضور تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت اُمِّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان سے اُٹھ کر بیت اللہ شریف میں تشریف لائے ــــــ حضور سرورِ انبیاء حبیبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

فَنَزَلَ جِبْرِیْلُ فَفَرَجَ صَدْرِیْ ـــ پس جبرائیل اُترے، انہوں نے میرا سینہ



ثُمَّ غَسَلَہٗ بِمَاءِ زَمْزَمَ ـــ کھولا، پھر زم زم کے پانی سے دھویا۔

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ص۵۲۹)

آج اگر کسی انسان کا دل جسم سے نکال لیا جائے، تو اُس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ انسان اپنی زندگی کی شمع روشن رکھنے کے لیے حرکتِ قلب کا محتاج ہے ــــــ مگر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات، دل کی حرکت کی محتاج نہیں ــــــ اگر آپ کے جسمِ اقدس میں دل نہ ہو تو آپ زندہ رہ سکتے ہیں ــــــ تو ماننا پڑے گا اگر رُوح بدن سے نکل جائے تو پھر بھی سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ رہ سکتے ہیں ؎

تو زندہ ہے واللہ، تو زندہ ہے واللہ

میرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

## نبی زندہ ہیں

سیّدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِہِمْ یُصَلُّوْنَ ـــ انبیاء علیہم السّلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں۔ (جذب القلوب ص۱۹۹، شرح الصدور ص۸)

"تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے کہ ہم شبِ معراج جب حضرت کلیم اللہ علیہ السّلام کی قبر سے گزرے تو ــــــ

رَاَیْتُ مُوْسٰی یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِہٖ ـــ میں نے موسیٰ علیہ السّلام کو اپنی قبر میں دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص۳۴۹)

سامعینِ محترم! اگر انبیاءِ کرام زندہ ہیں، تو پھر تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی زندہ ہیں، اور ہمارے حالات سے باخبر ہیں۔

## اجسادِ انبیاء

سیّدنا حضرت ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن

مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرو۔ تو میں نے عرض کیا اے آقا! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے وصال کے بعد بھی ——— تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں ——! اس لیے کہ

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ۔ (مشکوٰۃ ص۱۲۱)

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام کے اجسام کو زمین پر کھانا حرام کر دیا ہے۔ پس اللہ کے نبی زندہ ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

## اذان

سیدنا حضرت سعید بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ جب یزید بن معاویہ نے مدینہ منورہ پر حملہ کیا، تو تین دن تک مسجدِ نبوی میں نہ اذان ہوئی نہ جماعت اور حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس کے پاس چھپ کر بیٹھے ہوئے تھے:

وَکَانَ لَا یَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلٰوۃِ اِلَّا بِهَمْهَمَةٍ یَسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِیِّ عَلَیْهِ السَّلَامُ (مشکوٰۃ ص۵۴۵)

اور انہیں نماز کے وقت کا پتہ نہ چلتا تھا، مگر جب نماز کا وقت ہوتا تو تربتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اذان کی آواز آتی تھی۔

تو زندہ ہے واللہ، تو زندہ ہے واللہ
میرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

## پردہ

ام المومنین سیدہ عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصالِ باکمال کے بعد جب مزارِ پُرانوار پر حاضر ہوتیں، تو بے حجاب حاضری دیتیں۔ اور جب اسی حجرہ مقدسہ میں نبی کے قدموں میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد گرامی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہوئے، تب بھی آپ



بے حجاب حاضر ہوتی رہیں۔ جب سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی حجرۂ مقدسہ میں دفن ہوئے، تو آپ فرماتی ہیں:

فَوَاللّٰہِ مَا دَخَلْتُہٗ اِلَّا وَاَنَا مَشْدُوْدَۃٌ عَلَیَّ ثِیَابِیْ حَیَاءً مِّنْ عُمَرَ (مواہب مع الزرقانی ج۵ ص۳۲۴، ج۸ ص۳۵)

خدا تعالیٰ کی قسم میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حیا کرتے ہوئے بدن کو مکمل چھپا کر جاتی۔

سامعینِ محترم! حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر حاضری دیتیں، تو پردہ نہ کرتی تھیں، اس لیے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ کے شوہر تھے اور جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہیں دفن ہوئے تو بھی پردہ نہ کیا، اس لیے کہ یہ ان کے والد گرامی تھے اور جب حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہیں دفن ہوئے، تو آپ نے پردہ کرنا شروع کر دیا ——— اس سے معلوم ہوا کہ نبی بھی زندہ ہے، صدیق بھی زندہ ہے اور عمر بھی زندہ ہے۔

## دروازہ کھل گیا

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو آپ کو غسل دینے کے بعد روضۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پہ لایا گیا اور وصیت کے مطابق عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم یہ آپ کے سفر کا ساتھی، حضر کا ساتھی۔ اُحد کا ساتھی، بدر کا ساتھی، مکے کا ساتھی، مدینے کا ساتھی، دکھ کا ساتھی، سُکھ کا ساتھی اور غار کا ساتھی چاہتا ہے کہ میں مزار کا بھی ساتھی بن جاؤں عرض کی گئی:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ هٰذَا اَبُوْبَکْرٍ بِالْبَابِ

السلام علیک یارسول اللہ یہ ابوبکر آپ کی چوکھٹ پہ حاضر ہے۔

اگر اجازت فرمائیں تو آپ کے قدموں میں دفن کر دیا جائے ——— صحابۂ پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا دیکھا کہ وہ حجرۂ مبارکہ جس میں حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

آرام فرما تھے۔ اس کا بند دروازہ خودبخود کھل گیا اور آواز آئی،

اَدْخِلُوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ (تفسیر کبیر ص ۴۶۵ ج ۵) — یار کو یار کی آغوش میں ڈال دو۔

جو حیات نبی دے ہین منکر، دستو کون روضے وچوں بولیاسی
جے کر کملی والا ہیسی نہیں زندہ دسو کنڈا اپھر کس نے کھولیاسی

میرے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں اور اپنے مزارِ پُرانوار پر حاضر ہونے والوں کی فریاد بھی سنتے ہیں اور اُن کی دادرسی بھی فرماتے ہیں ؎

بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے
بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

## مہمانِ رسول

ابن الجلاء علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں آیا اور مجھ پر دو فاقے گزر گئے۔ میں تربت حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہوا اور عرض کی،

اَنَا ضَیْفُكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (جذب القلوب) — یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) میں آپ کا مہمان ہوں۔

پھر میں سو گیا تو حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی۔ آدھی میں نے خواب ہی میں کھا لی۔

چوں بیدار شدم نصف دیگر در دستِ من باقی بود۔ (جذب القلوب ص ۲۲۳) — جب میں بیدار ہوا تو باقی آدھی (روٹی) میرے ہاتھ میں موجود تھی۔

میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں، اسی لیے تو اپنے مہمان کو روٹی عطا فرمائی ؎

تو زندہ ہے واللہ، تو زندہ ہے واللہ
میرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے



## زبان لوٹا دی

مصر میں جب فاطمیہ عہدِ حکومت تھا۔ لوگ عاشورہ کے روز مدینہ طیبہ میں سیدنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قبہ پر حاضر ہوا کرتے تھے ــــ اور (معاذ اللہ) وہاں حاضر ہو کر شیخین (یعنی حضرت صدیق و حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اور دیگر صحابہ کرام کو گالیاں دیتے تھے۔

ایک مرتبہ عاشورہ کے دن ایک شخص قبہ عباس پر پہنچا اور کہنے لگا تم میں سے کون ہے جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی محبت میں مجھے کھانا کھلائے ــــ؟ تو اُن میں سے ایک بوڑھا آدمی نکلا اور کہنے لگا میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ ــــ میں اس کے پیچھے چلتا رہا، یہاں تک کہ میں اُس کے گھر پہنچ گیا ــــ تو اُس نے مجھے کھانا دینے کی بجائے میری زبان کاٹ کر میرے ہاتھ پر رکھ دی اور کہا یہ ہے ابوبکر صدیق کی محبت کا کھانا ــــ میں اپنی زبان ہاتھ میں پکڑے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں آپ کے مزار اور شیخین کے مزار پر حاضر ہوا، پھر اسی غم کے عالم میں مسجد کے دروازہ پر بیٹھ گیا اور مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تشریف لائے اور

فَقَالَ لِاَبِیْ بَکْرٍ اِنَّ هٰذَا قُطِعَ لِسَانُهٗ فِیْ مُحَبَّتِكَ فَرُدَّ عَلَیْهِ لِسَانَهٗ۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۸۳۸)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا یہ وہ شخص ہے جس کی زبان تمہاری محبت میں کاٹی گئی ہے، تو تم اس کی زبان لوٹا دو (یعنی ٹھیک کر دو)

چنانچہ اُس شخص کی زبان حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کٹی ہوئی زبان کے ساتھ ملا دی۔ جب وہ بیدار ہوا ــــ

فَاِذَا لِسَانُهٗ کَمَا کَانَ قَبْلَ الْقَطْعِ وَاَحْسَنَ۔

تو اُس کی زبان ایسی ہو گئی جیسے کٹنے سے پہلے تھی، بلکہ اس سے بھی بہتر۔

چنانچہ اس واقعہ کی اُس نے کسی کو خبر نہ دی اور اپنے وطن واپس چلا گیا ـــــ اور جب دوسرے سال عاشورہ کے روز دوبارہ مدینہ طیبہ میں قبۂ عباس پر پہنچا تو اُس نے پھر محبتِ ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کوئی شے طلب کی، تو ان میں سے ایک نوجوان نکلا اور اُس نے اشارہ کیا میرے ساتھ چلو، میں اس کے ساتھ چلتا رہا، حتیٰ کہ اُسی گھر پہنچ گیا، جہاں پچھلے سال میری زبان کاٹی گئی تھی ـــــ اُس نوجوان نے بڑی خدمت کی اور میرے ساتھ بڑی عزت سے پیش آیا۔ میں اُس کے اِس سلوک سے بڑا متعجب ہوا اور اس سے کہا یہ وہی گھر ہے جہاں پچھلے برس مجھے بہت تکلیف پہنچائی گئی، تو اُس نوجوان نے پوچھا کہ پچھلے سال آپ کے ساتھ یہاں کیا سلوک کیا گیا؟ میں نے سارا واقعہ بیان کر دیا تو اُس جوان نے کہا وہ میرا باپ تھا، اللہ تعالیٰ نے اُسے مسخ کر ڈالا ـــــ پھر وہ جوان اپنے مذہب سے تائب ہو گیا۔

## نقب زنی

سُلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کے دورِ حکومت میں اللہ رب العزت نے اسلام کو عزت و عظمت بخشی۔ اس کا پرچم ہر سُو لہرا رہا تھا اور پرچمِ اسلام کو سرنگوں کرنے کے لیے عیسائی حکمران متحد ہو رہے تھے۔ اس ارادۂ بد کی تکمیل کے لیے انہوں نے یہ سازش تیار کی کہ کسی طریقہ سے مسلمانوں کے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسدِ اطہر کو قبرِ انور سے نکال لیا جائے، اس لیے کہ مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق اور دینی قوت و طاقت اسی نبی ہی کے دم قدم اور محبت سے ہے۔

۵۵۷ھ میں دو مغربی عیسائی اس کام کے لیے تیار کیے گئے۔ چنانچہ انہوں نے مدینہ طیبہ پہنچ کر روضۂ اقدس کے قریب ایک مکان کرایہ پر حاصل کر لیا اور اپنی ظاہری شکل و صورت سے لوگوں کو بہت متاثر کیا۔ ظاہری طور پر بڑے عابد و زاہد دکھائی دیتے تھے ـــــ مساکین، ناداروں اور بے سہارا لوگوں کی خوب امداد و اعانت کیا کرتے ـــــ لوگ انہیں ان کی سخاوت اور ظاہری صوفیانہ چال ڈھال کی بدولت عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔



جب ان مغربی عیسائیوں نے لوگوں میں مقبولیت حاصل کر لی، تو پھر انہوں نے اپنا کام شروع کر دیا۔ ساری ساری رات روضۂ رسول میں نقب لگانے کے لیے کھدائی کرتے اور جو مٹی نکالتے، اس کو چمڑے کی تھیلیوں میں بھر کر رکھ لیتے اور دن کے وقت جنت البقیع کی زیارت کے بہانے جاتے اور مٹی وہاں چھوڑ آتے اور پھر سارا دن روضۂ اقدس پر حاضر رہتے۔ عرصہ دراز تک انہوں نے اپنے اس کام کو جاری رکھا، حتیٰ کہ وہ تربتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب پہنچ گئے۔ اسی رات بجلی بڑے زور سے چمکی اور بادل گرجے اور اس قدر زور سے زلزلہ آیا کہ ایسے لگا کہ جیسے پہاڑ اپنی جگہ سے ہل گئے ہوں۔

ادھر رات کو حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کو زیارت بخشی۔ آپ کے چہرۂ انور پر جلال ٹپک رہا تھا اور غصہ سے ان دو فرنگی شخصوں کو دیکھ رہے تھے اور سُلطان کو فرمایا "مجھے ان دو کتوں کے شر سے بچاؤ، یہ مجھے ایذا پہنچا رہے ہیں۔" اس خواب سے سلطان پریشان ہوا، مگر اس کی تعبیر کو نہ سمجھ سکا پھر آنکھ لگی تو دوبارہ وہی خواب دیکھا۔ جب تیسری مرتبہ پھر بھی خواب دیکھا تو سُلطان نورالدین زنگی نے اپنے وزیر جمال الدین موصلی کو طلب کیا اور اپنا خواب بیان کیا۔ وزیر نے کہا وہاں ضرور کوئی ناخوشگوار واقعہ وقوع پذیر ہوا ہے۔ آپ وہاں جلدی پہنچ جائیں اور میں آپ کے پیچھے مال و اسباب کے ساتھ حاضر ہوتا ہوں۔

سُلطان نورالدین زنگی علیہ الرحمہ اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ مدینہ طیبہ پہنچے اور شہنشاہِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور درود و سلام کا ہدیہ پیش کیا ـــــ اور سوچ بچار کرتا رہا کہ اب کیا جائے۔

وزیر جمال الدین موصلی نے عرض کی حضور کیا آپ اُن سرخ رنگ والے دو جوانوں کو پہچان لیں گے جنہیں آپ کو خواب میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دکھایا ہے ـــــ؟ سلطان نے کہا ہاں!

وزیر جمال الدین نے اعلان کرایا کہ سلطان نورالدین دربارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری کے لیے آئے ہیں اور تمام اہلِ مدینہ کو اپنے ہاتھ سے انعام واکرام سے نوازیں گے۔ اس اعلان کے بعد مال تقسیم کرنا شروع کیا گیا۔ اور جب کوئی شخص ہدیہ حاصل کرنے کے لیے آتا، تو سلطان نورالدین بغور اس کے چہرے کو دیکھتا، مگر وہ دو شخص جنہیں خواب میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دکھا کر فرمایا تھا کہ ان کے شر سے بچاؤ، وہ نہیں آئے۔

آخر وزیر نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا تمہاری نظر میں کوئی ایسا شخص ہے جو ابھی تک سلطان کے حضور مال لینے نہیں آیا؟ انہوں نے کہا ہاں ـــــ! یہاں دو مغربی رہتے ہیں۔ وہ اتنے مالدار ہیں کہ انہیں سلطان کے ہدیہ کی کوئی حاجت نہیں اس لیے وہ نہیں آئے۔

وزیر نے حکم دیا کہ انہیں بھی لاؤ۔ جب انہیں لایا گیا، تو سلطان نورالدین نے انہیں پہلی ہی نظر میں پہچان لیا کہ یہی وہ بدبخت ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دکھایا ہے ـــ ان کی ظاہری چال ڈھال اس قدر مکارانہ تھی کہ ان پر شک بھی نہیں کیا جا سکتا تھا ـــــ چنانچہ اُن کی رہائش گاہ پر پہنچے تو اُن کے گھر کی تلاشی لینا شروع کر دی گئی۔ وہاں کتابوں اور مشکیزوں کے سوا کچھ نظر نہ آیا، مگر جونہی ایک مصلّٰی اُٹھایا تو اُس کے نیچے سرنگ نظر آئی۔ یہ دیکھنا تھا کہ سب دم بخود رہ گئے۔ پوچھ گچھ کرنے پر اُن کے سارے فریب کا پتہ چل گیا ـــــ سلطان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ان دونوں عیسائیوں کو قتل کر دیا گیا ـــــ اور روضۂ انور کے گرداگرد گہری بنیادیں کھدوائی گئیں اور انہیں مختلف دھاتوں کے ساتھ پگھلا ہوا سیسہ ملا کر بھر دیا گیا تاکہ آئندہ کے لیے اس خطرے کا امکان باقی نہ رہے ؎

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے



## رِہا کر دو

ابراہیم بن اسحاق جو کہ بغداد کے حاکم تھے، انہیں ایک رات حضور تاجدارِ انبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت خواب میں نصیب ہوئی۔ حضور سُلطانِ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بغداد کے حاکم کو حکم فرمایا؛

اَطْلِقِ الْقَاتِلَ — قاتل کو رہا کر دے

آپ کا یہ فرمان سُن کر بغداد کا حاکم کانپتا ہوا اُٹھا ـــــ اپنے ماتحت عملہ کے لوگوں سے پوچھا۔ کیا ہمارے پاس کوئی ایسا مجرم ہے کہ جس نے قتل کیا ہو؟ انہوں نے کہا ـــــ ہاں ہے ـــــ حاکم نے کہا جلدی کرو اس کو میرے سامنے لاؤ۔ چنانچہ اس قتل کے ملزم کو حاکمِ بغداد کی خدمت میں پیش کیا گیا ـــــ حاکم نے اس ملزم سے کہا کہ اپنے قتل کے صحیح صحیح واقعہ کو بیان کرو۔ اس حکم پر قاتل نے کہا ہم کچھ لوگ مل کر عیاشی کیا کرتے تھے اور اپنی اس نفسانی خواہش کی تکمیل کے لیے ایک بوڑھی عورت مقرر کر رکھی تھی جو ہر رات فریب کاری اور بہانہ سازی سے کسی نہ کسی عورت کو لے آتی ـ ایک روز وہ ایک ایسی عورت کو لائی کہ اُس نے آتے ہی ہمارے بُرے ارادے کو بھانپ لیا اور بے ساختہ چیخ اٹھی اور بے ہوش ہو گئی۔ میں اسے اُٹھا کر ایک دوسرے کمرے میں لے آیا اور اُس کو ہوش میں لانے کی کوشش کی۔ جب وہ ہوش میں آئی تو میں نے اس بے ساختہ چیخنے اور بے ہوش ہونے کی وجہ دریافت کی ـــ تو اُس نے کہا "اے نوجوان! میرے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ پھر کہتی ہوں کہ اللہ کی قسم! مجھے یہ مکار بڑھیا بہانے سے اس مقام پر لے آئی ـــــ خبردار! میری طرف بُری نظر سے نہ دیکھنا ـــــ

اَنَا شَرِیْفَۃٌ وَجَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ

میں سیّد زادی ہوں میرا نانا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور میری ماں فاطمہ بنت

اُمّی فَاطِمَۃُ بِنْتُہٗ (حجۃ علی العالمین ص۸۱۳) رسول اللہ ہے۔

جب میں نے اُس کی یہ بات سُنی تو کانپ گیا اور اپنے دوستوں سے ساری حقیقت بیان کردی اور کہا اگر اپنی آخرت کی خیر چاہتے ہو تو اس پاکباز عورت کی بے ادبی سے بچ جاؤ۔ میری اس نصیحت سے دوستوں نے یہ سمجھا کہ شاید میں انہیں اس عورت سے باز کر کے خود تنہا ارتکابِ گناہ کرنا چاہتا ہوں ـــــ اور انہیں دھوکا دے رہا ہوں ـــــ اس خیال سے وہ میرے ساتھ لڑنے لگے۔ میں نے کہا میں تمہیں اس پاکباز عورت کی طرف نظر اُٹھانے کی بھی اجازت نہیں دوں گا ـــــ چنانچہ انہوں نے مل کر مجھ پر حملہ کر دیا جس جس سے مجھے ایک زخم بھی آگیا ـــــ اسی دوران اُن میں سے ایک شخص نے اُس کمرہ میں جانا چاہا جس میں سیدزادی بیٹھی ہوئی تھی۔ میرے روکنے پر اُس نے مجھ پر حملہ کر دیا، میں نے اُسے چھری مار دی اور وہ مرگیا ـــــ پھر میں نے اپنی حفاظت میں سیدہ کو باہر نکالا، تو ہر طرف سے شور برپا ہوگیا۔ چھری میرے ہاتھ میں تھی اور میں پکڑا گیا ـــــ اس سرگزشت کو سننے کے بعد۔ ـــــ

فَقَالَ لَهٗ وَهَبْتُكَ لِلّٰهِ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَلِحِفْظِ الْمَرْأَةِ۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص۸۱۳)

پس حاکم نے کہا میں نے تجھے اللہ اور اُس کے رسول کے لیے اور عورت کی حفاظت کرنے کی وجہ سے چھوڑا۔

## مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

مولوی محمد زکریا نے اپنی کتاب "تبلیغی نصاب" میں "فضائلِ درود" کے باب میں صفحہ نمبر ۱۳۱ پر لکھا ہے کہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں نعت شریف لکھی جس کے چند اشعار پیش کرتا ہوں ؎

زمہجوری برآمد جانِ عالم　　ترحّم یا نبی اللہ ترحّم

ترجمہ: "آپ کے فراق سے کائناتِ عالم کا ذرہ ذرہ جاں بلب ہے اور دم توڑ رہا ہے،



اے آقا! نگاہِ کرم فرمائیے۔ یا نبی اللہ رحم فرمائیے۔"

نہ آخر رحمۃ للعالمینی　　زمحروماں چرا غافل نشینی

ترجمہ: "آپ یقیناً رحمۃ للعالمین ہیں۔ ہم حرماں نصیبوں کو آپ کیسے بھول سکتے ہیں؟"

برون آور سراز بُردِ یمانی　　کہ روئے تست صبحِ زندگانی

ترجمہ: "اپنا سرِانور بردِ یمانی سے باہر نکالیے، اس لیے کہ آپ کا رُوئے انور صبحِ زندگانی ہے"

یہ فریاد لکھنے کے بعد لکھنے کے بعد آپ حج پر تشریف لے گئے اور دل میں ارادہ کیا کہ یہ اشعار سرورِ کونین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزارِ پُرانوار کے سامنے کھڑا ہو کر عرض کروں گا ـــــ چنانچہ حج بیت اللہ شریف کے لیے تشریف لے گئے اور حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ زاداللہ شرفہا کی حاضری کا ارادہ کیا ـــــ امیر مکہ کو خواب میں سلطانِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے زیارت کرائی اور فرمایا کہ اے امیر مکہ جامی کو مدینہ طیبہ کی طرف نہ آنے دینا ـــــ امیر مکہ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ پر پابندی عائد کر دی کہ وہ مدینہ طیبہ نہیں جا سکتے مگر مولانا جامی علیہ الرحمہ پر جذب و شوق اس قدر غالب تھا کہ چھپ کر مدینہ طیبہ کی طرف چل دیئے ـــــ

امیر مکہ کو دوبارہ خواب میں حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ جامی کو میرے روضہ پر نہ آنے دینا ـــــ امیر مکہ نے فرمانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سُن کر آدمی دوڑائے جو مولانا جامی کو مدینہ منورہ کے راستے سے پکڑ کر لے آئے اور امیر مکہ نے مولانا جامی علیہ الرحمہ کو سختی سے جیل میں بند کر دیا۔

چنانچہ تیسری دفعہ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے امیر مکہ کو زیارت کا شرف بخشا اور فرمایا "جامی کوئی مجرم نہیں، بلکہ ہم اس لیے اُسے اپنے روضے پر آنے سے روک رہے ہیں کہ اُس نے کچھ اشعار لکھے ہیں، جن کو وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر پڑھنے کا ارادہ رکھتا

ہے ـــــــ اگر یہ مدینہ طیبہ پہنچ گیا اور میری قبر پر کھڑے ہو کر اُس نے یہ اشعار پڑھ دیئے تو مجھے قبر سے مصافحہ کے لیے ہاتھ باہر نکالنا پڑے گا ـــــــ چنانچہ امیر مکہ نے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کو جیل سے نکالا اور بڑی عزت و تکریم سے پیش آیا ؎

تو زندہ ہے واللہ، تو زندہ ہے واللہ
میرے چشمِ عالم سے چھُپ جانے والے

## ختمِ قرآن

کمالاتِ عزیزی ص ۱۹ پر ہے کہ جب شاہ عبدالعزیز نے اوّل سال جو کلام مجید حفظ کر کے سنایا ـــــــ نماز تراویح ہو چکی تھی۔ اس عرصہ میں ایک سوار بہت خوب زرہ بکتر وغیرہ پہنے، برچھا ہاتھ میں لیے تشریف لائے اور کہا، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کہاں تشریف رکھتے ہیں ـــــــ؟ جو وہاں تھے، سب نے دوڑ کر اُن کو گھیر لیا اور پوچھا، حضرت یہ کیا تقریر ہے اور آپ کا نام کیا ہے ـــــــ؟ انہوں نے فرمایا، میرا نام ابوہریرہ ہے؛ جنابِ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہم عبدالعزیز کا کلام مجید سننے چلیں گے۔ پھر مجھ کو کسی کام کے واسطے دوسری جگہ بھیج دیا، اس کے سبب میں دیر سے آیا۔ یہ بات کہہ کر غائب ہو گئے۔

## جلوہ گری

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الدرالثمین فی مبشرات النبی الامین" میں لکھتے ہیں؛

میرے والدِ گرامی شاہ عبدالرحیم کے شیخ کامل عبداللہ قاری نے قاری زاہد جو کہ ایک جنگل میں رہتے تھے، اُن سے قرآن پاک حفظ کیا تھا، وہ فرماتے ہیں ایک روز ہم قرآن کریم کا دَور کر رہے تھے کہ ایک عربی قافلہ آگیا، جن کے آگے اُن کا سردار تھا۔ اُس نے قرآنِ حکیم کی تلاوت سُنی تو فرمایا؛ "بارک اللہ! تو نے قرآن پاک پڑھنے کا حق ادا کر دیا ہے۔ پھر وہ چلے گئے۔ دوسرا شخص اسی صورت میں آیا اور فرمانے لگا کہ حضور نبی کریم



صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے کل رات فرمایا تھا کہ کل ہم فلاں جنگل میں قرآن کے قاریوں کی قراءت سننے کے لیے جائیں گے۔ جو سردار قافلہ کے آگے آگے تھے وہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تھے۔ سید عبداللہ علیہ الرحمہ نے فرمایا، بے شک میں نے آپ کو اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا ؎

تو زندہ ہے واللہ، تو زندہ ہے واللہ
میرے چشمِ عالم سے چھُپ جانے والے

کچھ ناعاقبت اندیش قرآن پڑھ کر اس کا غلط مطلب بیان کر کے لوگوں کے ایمانوں پر ڈاکہ زنی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ پڑھتے ہیں؛

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (پ۴ ع۱) ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

یہ پڑھ کر کہتے ہیں ہر غوث، ہر قطب، ہر ولی اور ہر نبی نے مرنا ہے ـــــــ میں کہتا ہوں انہوں نے یہ کبھی نہیں سوچا کہ مرنا تو سبھی نے ہی ہے، اس دنیا کی سرحد کو سب نے ہی طے کرنا ہے ـــــــ مگر مرنے مرنے میں فرق ہے۔

سامعین کرام! آپ جانتے ہیں ـــــــ ایک وہ مرتے ہیں ـــــــ جنہیں مرنے کے بعد جلا دیا جاتا ہے ـــــــ بے نام و نشان کر دیا جاتا ہے ـــــــ اُن کے مرنے کے بعد کوئی اُن کے لیے فاتحہ نہیں پڑھتا ـــــــ مر گئے مردود ـــــــ نہ فاتحہ نہ دُرود ـــــــ اور ایک مسلمان بھی مرتا ہے ـــــــ نبی کے غلام، کے تصدقے ـــــــ اور نبی کے حکم سے کہ جو مسلمان فوت ہو جاتے ـــــــ تو اسے غسل دو ـــــــ خوشبو لگاؤ ـــــــ اچھا اور پاک صاف کفن دو ـــــــ اور بڑے اعزاز سے چارپائی پر لٹا کر ـــــــ اسے دولہا کی طرح جنازہ گاہ تک لے جاؤ ـــــــ جنازہ پڑھو ـــــــ آپ نے دیکھا ہو گا کہ اگر کسی مسلمان کا جنازہ آ رہا ہو ـــــــ تو مسلمان اس کے استقبال کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے ـــــــ جنازہ پڑھا جاتا ہے

اور اسے دفن بھی بڑے اکرام سے کیا جاتا ہے ـــــ پھر اس کے لیے دعائے خیر کی جاتی ہے ـــــ فاتحہ خوانی ہوتی ہے ـــــ قرآن کریم پڑھ کر بخشا جاتا ہے۔ یہ سب عزتیں اور عظمتیں مسلمان کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کے صدقہ میں ملیں ـــــ

سامعین محترم! یہ تو ایک عام مسلمان کی موت ہے اور ایک نبی کا موت کا ذائقہ چکھنا ایسا ہے، ملک الموت علیہ السلام سب کے پاس آتے ہیں ـــــ مگر حدیثِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گواہ ہے کہ جب آپ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی رُوح قبض کرنے کے لیے حاضر ہوئے تو آپ نے اُسے اس زور سے مکّہ لگایا کہ اُس کی آنکھ پھوڑ دی۔

اور ایک ہمارا مرنا ہے ـــــ اور ایک نبی علیہ السلام کا اس دُنیا سے رُخصت ہونا ہے ـــــ اور ایک حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا موت کا ذائقہ چکھنا ہے کہ عزرائیل علیہ السلام کو اتنی جرأت نہیں کہ بغیر اجازت، کاشانۂ نبوت میں داخل ہو جائے ـــــ دروازے پر کھڑے ہو کر اجازت طلب کرتے ہیں ـــــ ہمارا مرنا اور ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال فرمانا اور بات ہے ـــــ اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں ؎

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے     مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اُسی آن کے بعد اُن کی حیات     مثلِ سابق وہی جسمانی ہے
رُوح تو سب کی ہے زندہ اُن کا     جسمِ پُر نور بھی رُوحانی ہے
اوروں کی رُوح ہو کتنی لطیف     ان کے اجسام کی کب ثانی ہے
پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی     رُوح ہے، پاک ہے، نورانی ہے
یہ ہیں حیّ ابدی، اِن کو رضا     صدقِ وعدہ کی قضا مانی ہے



## وصالِ مُبارک

جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصالِ کمال کا وقت قریب آیا تو ایک آدمی دروازے پر آیا اور اُس نے کہا مجھے اندر آنے کی اجازت دی جائے، میں دُور سے آیا ہوں۔ سیّدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: میرے ابا حضور آرام فرما رہے ہیں، اس لیے اس وقت ملاقات نہیں ہو سکتی ـــــ اُس نے پھر دوبارہ اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ جناب سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے وہی جواب دیا ـــــ تیسری دفعہ جو اُس آنے والے نے اجازت طلب کی، تو اُس کی ہیبت ناک آواز سے تمام اہلِ خانہ لرز گئے۔

اسی عالم میں حضور سیّدِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چشمانِ نبوت کو کھولا اور فرمایا کہو کیا ماجرا ہے؟ سیّدہ فاطمہ بنتِ رسول اللہ سلام اللہ علیہا نے عرض کی، ابا حضور! باہر ایک آدمی کھڑا ہے اور بار بار اندر آنے کی اجازت طلب کر رہا ہے۔ اس پر حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیٹی کیا تم جانتی ہو کہ وہ کون ہے ـــــ؟ عرض کی اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ اس پر حضور تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیٹی یہ کوئی آدمی نہیں، بلکہ یہ وہ ہے جو عورتوں کو بیوہ، اور بچوں کو یتیم کر جاتا ہے ـــــ یہ بھائیوں سے بھائی لے جاتا ہے ـــــ ماؤں کی گودیں خالی کر دیتا ہے ـــــ دروازہ کھول دے یہ تجھے بھی یتیم کرنے آیا ہے اس نے کبھی کسی سے آج تک اجازت طلب نہیں کی ـــــ مگر آستانۂ نبوت پر حاضر ہونے کی اجازت مانگ رہا ہے ـــــ

میں پوچھتا ہوں ـــــ تم کہتے ہو نبی ہماری طرح فوت ہوئے ہیں ـــــ کیا ملک الموت نے تم سے بھی کبھی رُوح نکالنے کی اجازت طلب کی ہے ـــــ؟ تو کیا اُسے زندہ نہ مانوں کہ جس کے صدقے سے ساری کونین کو زندگی ملی ـــــ جس کی نگاہِ رحمت سے ابوجہل کی مٹھی میں سنگریزوں کو قوتِ گویائی حاصل ہوئی ـــــ جس کے عشق کی دولت

Scanned with CamScanner

؎ اُستنِ حنانہ کھجور کے درخت کو رونے کا سلیقہ کا آگیا ـــــ اور پہاڑ میں جنبش آگئی ؎

عیسیٰ کے معجزوں نے مُردے جِلا دیئے ہیں
محمّد کے معجزوں نے مسیحا بنا دیئے ہیں

حیاتِ مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا انکار کرنے والو! یہ تو وہ آقا ہیں ـــــ کہ ایک عاشق عرض کرتا ہے ؎

اکھیں سوہنے نوں وائے نی جے تیرا گزر ہووے
میں مر کے وی نئیں مرنا، جے تیری نظر ہووے

نگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے سے ہمارا صدیق زندہ ـــــ ہمارے فاروق زندہ ـــــ ہمارے عثمان زندہ ـــــ ہمارے مولیٰ مشکل کشا سیدنا علی المرتضےٰ زندہ ـــــ ہمارے ولی زندہ ـــــ داتا علی ہجویری زندہ ـــــ خواجہ اجمیری زندہ ـــــ پیر کلیر زندہ ـــــ حضرت صابر پیا زندہ ـــــ سُلطان العارفین سُلطان باہو زندہ ـــــ شیخ احمد سرہندی مجددالف ثانی زندہ ـــــ حضرت پیر جماعت علی شاہ لاثانی زندہ ـــــ غوثِ صمدانی قطبِ ربانی شہباز لامکانی میراں محی الدین جیلانی زندہ ـــــ ہر قطب زندہ ـــــ ہر اوتاد زندہ ـــــ ہر ولی زندہ ـــــ ہر نبی زندہ ـــــ ؎

اکھیں سوہنے نوں وائے نی، جے تیرا گزر ہووے
میں مر کے وی نئیں مردا، جے تیری نظر ہووے
مر گئے جنہاں دے اد ہوای کہیں مر گئے ساڈا ہے ہر اک تاجدار زندہ
ساڈا نبی زندہ، ساڈے ولی زندہ، ہر مزار زندہ، ہر دربار زندہ

وما علینا الا البلاغ المبین



# فیضانِ حج

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ہ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ہ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ہ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ہ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ ہ

اے خانہ کعبہ، تو پناہ گاہ بشر ہے
تو عظمتِ اسلام ہے، اللہ کا گھر ہے
تعمیر تیری کی ہے خلیل اور ذبیح نے
تو رحمتِ کونین کا منظورِ نظر ہے
عظمت پہ تصدق ہے ترے ہر دلِ مومن
یہ تیرا تقدس ہے کہ تو امن کا گھر ہے

سامعینِ محترم! فطرتی طور پر انسان کے دل میں جذبۂ محبت پایا جاتا ہے۔ گو محبت کے اظہار کے طریقے مختلف ہیں۔ دیکھیے کوئی مال سے محبت کرتا ہے کسی کے دل میں اولاد کا پیار ہے، کسی کو زمین سے، کسی کو جائیداد سے، کسی کو سیم و زر سے، کسی کو کسی انسان سے، حتیٰ کہ بعض لوگ تو جنون کی حد تک جانوروں اور پرندوں سے بھی محبت کرتے ہیں ـــــ بہر حال خوش بخت وہ مومن مسلمان ہیں، جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ جل وعلا اور اُس کے محبوبِ مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت جلوہ گر ہے ـــــ حضرات! ہر انسان کسی نہ کسی شے سے ضرور محبت رکھتا ہے۔ ہر دل میں کسی نہ کسی کی محبت ضرور جلوہ گر ہے ـــــ آخر ایسا کیوں ہے؟

جب ہم اس سوال پر غور کرتے ہیں کہ ہر دل میں محبت کیوں ہے؟ تو پتہ چلتا ہے کہ اس کائنات عالم کا معرضِ وجود میں آنے کا سبب ہے ـــــ خدا تعالیٰ کی قسم اگر اللہ ربّ العالمین جل شانہ کو اپنے محبوبِ مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت نہ ہوتی، تو کائنات میں کسی شے کا بھی وجود نہ ہوتا ـــــ نہ یہ فرش ہوتا نہ یہ عرش ہوتا ـــــ نہ یہ سما ہوتا نہ سمک ہوتا ـــــ نہ کوئی حور ہوتی نہ ملک ہوتا ـــــ نہ فلک ہوتا نہ لوح و قلم ہوتا ـــــ نہ زمین ہوتی نہ زماں ہوتا ـــــ نہ جن ہوتے نہ انساں ہوتا ـــــ نہ کہیں برگ ہوتا نہ ثمر ہوتا ـــــ نہ شمس ہوتا نہ قمر ہوتا ـــــ نہ دن ہوتے نہ رات ہوتی ـــــ نہ باغ نہ بہار ہوتی ـــــ نہ کہیں بلندی ہوتی نہ پستی ہوتی ـــــ نہ کوئی شہر نہ کوئی بستی ہوتی ـــــ نہ کوئی آدمی ہوتا نہ کوئی ہستی ہوتی ـــــ خدا تعالیٰ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوبِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت نہ ہوتی تو ظہورِ معبودیت نہ ہوتا، نہ شانِ عبادت ہوتی ـــــ اور اگر حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

محمد نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا
خُدا کی قسم یہ خدائی نہ ہوتی



سامعینِ کرام! اللہ ربّ العالمین جل وعلا نے اِس جہان کو اپنے محبوبِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کی خاطر بنایا اور اگلا جہان، جسے روزِ محشر اور یومِ قیامت کہتے ہیں، وہ بھی آپ ہی کی عظمت کا اعلان کرنے کے لیے قائم ہوگا۔ حضرت مولانا حسن رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا
کہ اُن کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

میدانِ محشر بھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شانِ محبوبی دکھانے کے لیے قائم ہوگا، وگرنہ اگر صرف حساب و کتاب لینا مقصود ہو تو اللہ تعالیٰ کی ذات تو علیم بذات الصدور ہے، اسے علم ہے کون جنتی ہے، کون دوزخی ہے۔ وہ چاہتا تو نیکوں کو سیدھا جنت میں اُٹھا دیتا اور مجرموں کو دوزخ میں ڈال دیتا، لیکن قیامت کے میدان میں کل مخلوق جمع ہوگی۔ نفسی نفسی کی ہر طرف پکار ہوگی۔ جب کوئی کسی کا حال نہ پوچھے گا تو اُس وقت سب سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مقامِ محمود پر سجدہ ریزی کے بعد گنہ گاروں کی شفاعت کا دروازہ کھول لیں گے اور پھر کُل کائنات پر حضور کی عظمت کا اعلان ہو جائے گا۔

سامعینِ محترم! خداوند قدوس کو ہمارے آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت ہے۔ تب ہی تو سارا قرآن محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں نازل فرمایا ـــــ اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب کی ہر ادا سے محبت ہے ـــــ قرآن شاہد ہے کہ آپ کے چہرۂ انور کو والضحیٰ فرمایا ـــــ آپ کی جبینِ اقدس طٰہٰ اور آپ کی زلفِ عنبریں کو واللیل اِذا یغشیٰ، چشمانِ رحمت کو مازاغ البصر وما طغیٰ ـــــ آپ کے نوری لبوں کو وحی یوحیٰ ـــــ آپ کے زمانۂ اقدس کی قسم ارشاد فرماتا ہے؛ والعصر آپ کی جوانی کی قسم لَعَمْرُكَ فرماتا ہے۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

کوئی مثل نہ جانی دی — قسم خدا آپ کھاوے اُوہدی چڑھدی جوانی دی
کوئی مثل نہ ڈھولن دی — مہرعلی چُپ کرجا ایتھے جا نہیوں بولن دی

قرآنِ حکیم میں ارشادِ خداوندی ہوتا ہے:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ — قسم ہے مجھے اس شہر کی

مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ یہ آیتِ مقدسہ مکیّہ ہے۔ پھر ترجمہ یوں ہوا، اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے مکے شہر کی قسم۔ عرض کیا، اے اللہ تو نے اس مقدس شہر کی قسم اس لیے ارشاد فرمائی کہ اس میں تیرا گھر بیت اللہ شریف ہے — اس لیے ارشاد فرمائی کہ اس میں حجرِ اسود جنتی پتھر ہے — مقامِ ابراہیم ہے — آبِ زمزم کا کنواں — صفا و مروہ کی پہاڑیاں — عرفات و مزدلفہ کے مقدس میدان ہیں — اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں اعلان کر دیا: مجھے اے محبوب! قسم ہے شہر مکہ کی — اور یہ قسم میں نے اس لیے نہیں ارشاد فرمائی کہ اس میں میرا گھر یا مقدس مقامات ہیں، بلکہ میں نے قسم اس لیے ارشاد فرمائی ہے:

وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ — کہ اس شہر میں تم تشریف فرما ہو

اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام! میں نے اس شہر مکہ کی قسم اس لیے ارشاد فرمائی ہے کہ اس شہر کی مقدس زمین نے تیرے قدموں کے بوسے لینے کا شرف حاصل کیا ہے۔

شاعر نے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت سے شہر مکہ کی عظمت کو اس طرح بیان کیا ہے ؎

مَیں قربان جاواں اونہاں ٹبیاں توں جیتھے بنی سوہنا اِجڑ چار دا سی
اونہاں غاراں دی شان عظیم آہی جوڑا چُھپیا جنہاں سرکار دا سی
جگ جانیں حجاز دے ٹبیاں وچ اللہ پیار دے جال وچھا بیٹھا
اَیسا یار دا دیس پسند آیا، اپنا گھر دی اوتھے بنا بیٹھا



# شہرِ محبوب

وہ شہر جس کی زمین نے محبوبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں کے بوسے لیے، وہ زمین خدا تعالیٰ کی ساری زمین سے بہترین زمین قرار پائی — اسے اُمّ القریٰ، سیّد البلاد اور بلدِ امین کا لقب حاصل ہو گیا۔ وہ تجلیاتِ الٰہیہ کا مرکز بن گیا۔ اس شہر میں اُمّ الکتاب قرآنِ حکیم کے نزول کا سلسلہ شروع ہوا۔ وہ شہر دار الامن، دار القرار، زیارت گاہِ عالم بن گیا۔ اللہ تعالیٰ کو وہ زمین اتنی پسند آئی کہ اس سرزمین کو اپنے گھر یعنی بیت اللہ شریف کے لیے منتخب فرمایا۔ ارشادِ ربانی ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ (پ۴-ع۱) — پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لیے مقرر کیا گیا، وہی ہے جو مکہ میں ہے، برکت والا اور موجبِ ہدایت۔

سامعینِ محترم! قربان جاؤں شہرِ مکہ پر — ولادت گاہِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی مقدس سرزمین پر — جہاں اللہ رب العزت نے اپنا گھر، بیت اللہ شریف بنایا — اور صدقے جاؤں، اُس نورِ مبین مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر، جن کے نور کو ساری کائنات سے پہلے تخلیق فرمایا:

**اوّل**: ہمارے آقا و مولیٰ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ — میرا نور سب سے پہلے پیدا کیا گیا۔

سیّد الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانِ اقدس ہے:

كُنْتُ اَوَّلَ النَّبِيِّیْنَ فِی الْخَلْقِ وَاٰخِرَهُمْ فِی الْبَعْثِ (خصائص کبریٰ ج۱) — میری تخلیق تمام انبیاء کرام سے پہلے ہوئی اور بعثت سب سے بعد۔

ارشادِ خداوندی ہوتا ہے اے محبوب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم آپ فرما دیجئے:

لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (پ۸-ع۷) — اللہ کا کوئی شریک نہیں، مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

سامعینِ محترم! فرمانِ خدا تعالیٰ اور ارشادِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو سب سے پہلے پیدا کیا گیا۔ آپ ہی کی ذاتِ اقدس اوّل الانبیاء، اوّل المسلمین، آپ ہی نے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے ارشاد پر سب سے پہلے بلیٰ کہا۔

سامعینِ محترم! قربان جاؤں فیصلۂ خداوندی پر کہ مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفہا میں نورانی اوّل الخلق، اوّل الانبیاء، اوّل المسلمین، سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی اور وہ گھر جو کرۂ ارض پر عبادت کے لیے سب سے پہلے بنا، وہ بھی مکہ معظمہ میں ہے۔

حبیب اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت گاہ مکہ میں۔
کائنات عالم کی پہلی عبادت گاہ بھی مکہ میں ——— شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

دُھماں مکے پاک دیاں دُھمیاں
تکیاں حدتوں مصطفےٰ دیاں چُمیاں

## حج مبارک

اللہ تعالیٰ رب العزت کو اپنے محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ گری والا شہر ایسا محبوب ہوا کہ اپنا گھر بیت اللہ شریف بھی وہاں بنوالیا اور کائناتِ عالم میں رہنے والے مسلمان صاحبِ استطاعت مردوں اور عورتوں کو حکم فرمایا کہ آؤ اُس شہر کی زیارت کرو جس شہر کی مقدس گلیوں نے ترسٹھ سال میرے محبوب کے قدم چومے ہیں ——— میرے اس گھر کی آکر زیارت و طواف کرو جس کا طواف میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہے ——— اس حجرِ اسود کے بوسے لو جس پر میرے محبوبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نوری ہونٹ لگے ہیں ——— مقامِ ابراہیم پر نفل پڑھو ——— زمزم کا پانی پیو ——— صفا و مروہ پر دوڑو ——— منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کے اُن مقدس میدانوں میں حاضری دو ——— ان غاروں کی زیارت کرو جہاں بیٹھ کر میرا محبوب رو رو کر تمہاری بخشش کی دعائیں کرتا رہا ہے۔ آؤ خوش نصیبو! میرے گھر کی زیارت کے لئے آؤ۔ ارشادِ خداوندی ہوتا ہے:



وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا

اور اللہ کے لیے اس گھر کا حج کرنا لوگوں پر فرض ہے جو اس تک چل سکے۔

(پ ۴ - ع ۱)

اللہ رب العزت نے صاحبِ استطاعت لوگوں کے لیے عمر میں ایک مرتبہ اپنے گھر کی زیارت فرض قرار دی ہے۔ خوش بخت ہیں وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرما کر صاحبِ استطاعت کیا اور اپنے اس گھر کی زیارت نصیب فرمائی، جہاں دن رات رحمتِ خداوندی کی برسات ہو رہی ہے۔ شاعر نے بیت اللہ شریف کی عظمت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے ؎

اُچیاں شاناں نے رب دے گھر دیاں
رحمتاں جھتے نے ہر دم وَر دیاں

## عظمتِ بیت اللہ شریف

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ مقدس ہے:

مَنْ نَظَرَ اِلَى الْكَعْبَةِ اِيْمَانًا وَّتَصْدِيْقًا خَرَجَ مِنَ الْخَطَايَا كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ (نزہۃ المجالس ج ۱، ص ۱۵۲)

جو کوئی ایمان اور تصدیقِ قلبی سے کعبہ شریف کی طرف نظر کرے، گناہوں سے ایسے نکل جاتا ہے، جیسے اُس کی ماں نے اُسے آج ہی جنا ہو

اُچیاں شاناں نے رب دے گھر دیاں
رحمتاں جھتے نے ہر دم وَر دیاں

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور سید عالم رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ

جس نے حج کیا اور فحش کلام اور گناہ نہیں کیا، تو جب وہ واپس ہوگا تو اُس

وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔
(مشکوٰۃ صفحہ ۲۲۱)

دن کی طرح ہوگا، جس میں اُس کی ماں نے اُسے جنا۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

اِذَا لَقِیْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَیْہِ وَصَافِحْہُ وَمُرْہُ اَنْ یَّسْتَغْفِرَ لَکَ قَبْلَ یَدْخُلَ بَیْتَہٗ فَاِنَّہٗ مَغْفُوْرٌ۔
(مشکوٰۃ صفحہ ۲۳)

جب تو حاجی سے ملاقات کرے تو اُس کو سلام دے اور اُس سے مصافحہ کر اور اسے کہہ کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہونے سے پہلے تیرے لیے استغفار کرے، اس لیے کہ وہ بخشا ہوا ہے۔

مجرم مُک جاندے نے زمزم پیندیاں
کعبۃ اللہ دی زیارت کیتیاں

## رحمتوں کا نزول

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا،

اگر بیت اللہ شریف میں ہر روز ایک سو بیس رحمتوں کا نزول ہوتا ہے، جن میں ساٹھ رحمتیں طواف کرنے والوں کے لیے ہوتی ہیں۔ چالیس نماز پڑھنے والوں کے لیے اور بیس کعبۂ معظمہ کو دیکھنے والوں کے لیے (احیاء العلوم جلد اوّل)

جُرم مُک جاندے نے زمزم پیتیاں
کعبۃ اللہ دی زیارت کیتیاں

صاحبِ تفسیر رُوح البیان لکھتے ہیں،

وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا مِّنَ النَّارِ (روح البیان ج ۱ صفحہ ۶۸)

جو اس حرم شریف میں داخل ہوا، اُسے جہنم کی آگ سے امان مل گئی۔

سرورِ عالم نبی محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں،



مَنْ مَّاتَ فِیْ اَحَدِ الْحَرَمَیْنِ بُعِثَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اٰمِنًا۔

جو شخص بھی حرمین میں مرے گا، قیامت میں اَمن والا ہو کر اُٹھے گا۔

(رُوح البیان ج ۱۔ صفحہ ۶۸)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے،

مَنْ صَبَرَ عَلٰی حَرِّ مَکَّۃَ سَاعَۃً مِّنْ نَّھَارٍ تَبَاعَدَتْ عَنْہُ جَھَنَّمُ مَسِیْرَۃَ مِائَتَیْ عَامٍ (رُوح البیان ج ۱۔ صفحہ ۶۸)

جو شخص حرم شریف کی گرمی پر ایک پل بھی صبر کرے گا، تو اللہ تعالیٰ دو سال کی مسافت پر اس سے جہنم کو دُور رکھے گا۔

ٹھنڈیاں واواں کرم دیاں وگدیاں
جد صفا مروہ تے دوڑاں لگدیاں
مُجرم مُک جاندے نے زمزم پیتیاں
کعبۃ اللہ دی زیارت کیتیاں

## حجرِ اسود

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے بارے ارشادِ مقدس ہے،

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَبْعَثُ الرُّکْنَ وَالْمَقَامَ لَھُمَا عَیْنَانِ وَلِسَانَانِ وَشَفَتَانِ یَشْھَدَانِ یَشْھَدُ لِمَنْ وَافَاھُمَا بِالْوَفَا (جامع المسانید ج ۱۔ صفحہ ۵۰)

بیشک اللہ تعالیٰ رُکنِ اسود اور مقامِ ابراہیم کو اس طرح اٹھائے گا کہ ان کی دو آنکھیں اور زبانیں اور دو ہونٹ ہوں گے اور جس نے ان دونوں کا حق ادا کیا ہوگا اس کی گواہی دیں گے۔

سامعینِ محترم! حجرِ اسود، مقامِ ابراہیم اپنے زائرین کی گواہی بروزِ محشر بارگاہ خداوندی میں پیش کریں گے اور یہ گواہی یقیناً باعثِ نجات ہوگی۔ شاعر کہتا ہے ؎

Scanned with CamScanner

اُچیاں شاناں نے رب دے گھر دیاں
رحمتاں جتھے نے ہر دم وَر دیاں

## جنت میں

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ "احیاء العلوم" جلد اوّل میں روایت نقل کرتے ہیں کہ کعبہ معظمہ کا قیامت میں حشر اس شان سے ہوگا کہ جن لوگوں نے اس کا حج کیا ہوگا، وہ اس کے پردوں کے ساتھ لٹکے ہوئے ساتھ چلتے ہوں گے یہاں تک کہ کعبہ مکرمہ جنت میں داخل ہوگا اور یہ لوگ اس کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔

## ایک لاکھ نیکی

ابن ماجہ میں ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

وَصَلٰوۃٌ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَۃِ اَلْفِ صَلٰوۃٍ (ابن ماجہ ص۱۰۲) اور مسجدِ حرام کی نماز ایک لاکھ نمازوں کا درجہ رکھتی ہے۔

اُچیاں شاناں نے رب دے گھر دیاں
رحمتاں جتھے نے ہر دم وَر دیاں

سامعینِ محترم! زیارتِ بیت اللہ شریف حصولِ حسنات و برکات کا ذریعہ ہے۔ اس گھر کی زیارت سے رضائے مولیٰ بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ کسی کو گھر کی زیارت ہوتی ہے اور کسی کو گھر والے کی ملاقات ہو جاتی ہے۔

اُچیاں شاناں نے رب دے گھر دیاں
رحمتاں جتھے نے ہر دم وَر دیاں

## گھر والا

ایک عارف باللہ اور ولی کامل نے کعبہ معظمہ زاداللہ شرفہا کی زیارت یعنی حج بیت اللہ شریف کا ارادہ فرمایا، تو اُن کے بیٹے نے پوچھا "اباحضور! آپ کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟" والدِ محترم نے جواب دیا "میں اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کے لیے مکہ معظمہ جا رہا ہوں۔"



بیٹے نے سوچا جس کے گھر میں جائیں، وہاں گھر والا بھی ملتا ہے۔ اس خیال سے والدِ گرامی کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے بھی ساتھ لیتے چلیے۔ والدِ محترم نے کہا، تم میں اتنی ہمت و طاقت نہیں کہ تم خدا تعالیٰ کے گھر تک پہنچ سکو۔ یہ سُن کر بیٹے کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

چنانچہ وہ ولی کامل اسے ساتھ لے جانے کے لیے رضامند ہو گئے اور باپ بیٹا دونوں مکہ معظمہ زاداللہ شرفہا کی جانب عازمِ سفر ہو گئے۔ جب ــــــ پر پہنچے، تو احرام باندھا اور پھر لبیک پڑھا ــــــ اور پھر جب بیت اللہ شریف میں پہنچے، تو دونوں نے بیت اللہ شریف کی زیارت کی، مگر بیٹے نے خانہ کعبہ کو جب سامنے پایا، تو دیکھتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑا اور رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ والدِ محترم نے جب اپنے بچے کی موت کا یہ منظر دیکھا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، ادھر پردۂ غیب سے آواز آئی: تم بیت اللہ شریف کو دیکھنے آئے تھے، لہٰذا تم بیت اللہ کے پاس پہنچ گئے ــــــ اور تیرا بیٹا بیت اللہ شریف والے کو ملنے آیا تھا، وہ اُس کے حضور پہنچ گیا۔ مولانا رُوم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

خوش بکش ایں کارواں را فالحج
اے امیر الصبر مفتاح الفرج
حج وزیارت کردنِ خانہ بود
حج رب البیت مردانہ بود

"اے حج کے امیرِ قافلہ کو خوشی سے لے چل، اس لیے کہ صبر کشادگی کی کنجی ہے خانہ کعبہ کی زیارت کا نام حج ہے، مگر حجِ جاں وہ ہے جو صاحبِ خانہ کی زیارت سے فیض یاب ہو۔" (رُوح البیان، سورۃ حج)

اُچیاں شاناں نے رب دے گھر دیاں
رحمتاں جتھے نے ہر دم وَر دیاں

## شیخ ابراہیم خواص

شیخ ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا معمول تھا کہ جب کہیں سفر کو تشریف لے جاتے تو اپنی رخصتی کا کسی سے ذکر نہ کرتے ـــــ حضرت حامد اسعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مسجد میں حاضر تھا کہ آپ حسبِ معمول لوٹا اٹھا کر چل پڑے اور میں نے بھی آپ کے پیچھے چلنا شروع کر دیا۔ جب ہم قادسیہ پہنچے، تو آپ نے مجھ سے پوچھا کہ حامد تمہارا کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ میں نے عرض کیا، "جہاں آپ تشریف لے جائیں گے۔" اس پر شیخ ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، "میرا ارادہ مکہ معظمہ میں حاضری دینے کا ہے۔" میں نے عرض کیا، انشاء اللہ تعالیٰ العزیز میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گا۔ میں اور حضرت ابراہیم خواص بیت اللہ شریف کی جانب چلتے رہے۔ جب تیسرا روز ہوا، تو ایک جوان آدمی بھی ہمارے ساتھ آملا اور صبح سے شام تک ہمارے ساتھ چلتا رہا۔ ہم تو بر وقت نماز ادا کرتے، مگر اُس نے کوئی نماز نہ پڑھی۔ اس پر شیخ ابراہیم خواص نے فرمایا، اے نوجوان ساتھی تو بیت اللہ شریف کی طرف ہمارے ساتھ سفر کر رہا ہے۔ نماز تو حج سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ پھر تو نماز کیوں نہیں ادا کرتا۔ اس پر اُس نوجوان نے کہا: "جناب میرے ذمہ نماز نہیں ہے" شیخ نے کہا، "کیا تو مسلمان نہیں؟" اس نے کہا: "ہاں میں مسلمان نہیں ہوں، بلکہ میں عیسائی ہوں اور متوکلانہ زندگی بسر کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ میرے نفس نے دعویٰ کیا کہ میں توکل میں پختہ ہو گیا ہوں۔ میں نے اپنے نفس سے کہا کہ تو ابھی توکل کی منزل میں پورا نہیں ہوا، چنانچہ نفس کا امتحان کرنے کے لیے اس جنگل میں آیا ہوں، جہاں معبودِ حقیقی کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں ہے تاکہ اپنے نفس کے دعویٰ کا امتحان ہو سکے۔

شیخ ابراہیم خواص علیہ الرحمہ اس کی یہ بات سن کر خاموش ہو گئے اور اس سے مزید کوئی اور سوال نہ فرمایا ـــــ اور وہ نصرانی خاموشی سے مسلسل سفر کرتا رہا۔

حامد فرماتے ہیں ہم سفر کرتے کرتے بطن مر پہنچ گئے۔ شیخ ابراہیم خواص اس مقام پر پہنچ کر اپنے میلے کپڑے دھوئے اور اُس نصرانی نوجوان ساتھی سے فرمایا کہ تیرا نام کیا ہے۔ اس نے



کہا "میرا نام عبد المسیح ہے۔" شیخ نے فرمایا، "اے عبد المسیح! یہ مکہ مکرمہ کی دہلیز ہے۔ حرمِ شریف کی حدود کا آغاز ہو چکا ہے۔ اس حدود سے آگے تمہارا جانا منع ہے، اس لیے کہ خالقِ کل مالک الملک جل وعلا کا فرمان ہے:

| | |
|---|---|
| اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ (پ، ع) | بے شک مشرک ناپاک ہیں، پس مسجدِ حرام کے قریب نہ جائیں۔ |

آپ نے فرمایا، اے نصرانی! تو اپنے نفس کا امتحان کرنا چاہتا تھا، وہ ہو گیا اور اب ہمارے ساتھ اس حدود سے آگے سفر نہ کرنا، چنانچہ عبد المسیح اس مقام پر حسبِ حکم رک گیا۔ حامد فرماتے ہیں کہ ہم اُسے اُسی مقام پر چھوڑ کر مکہ معظمہ زاد اللہ شرفہا میں چلے گئے اور وہاں سے عرفات گئے ـــــ وہی نصرانی احرام باندھے لوگوں کا منہ دیکھتے دیکھتے شیخ ابراہیم خواص کے پاس پہنچ گیا اور آپ کو دیکھتے ہی بے اختیار آپ سے لپٹ گیا ـــــ شیخ نے کہا: "اے عبد المسیح! تم پر کیا گزری، تم یہاں کیسے پہنچ گئے؟" عبد المسیح نے کہا "اب مجھے اس نام سے نہ پکارو۔ پہلے میں مسیح کا غلام تھا، اب میں اس کا غلام ہوں جس کو مسیح بھی اپنا پیشوا مانتے ہیں ـــــ" ابراہیم خواص نے کہا: "تیری یہ حالت کیسے ہو گئی ـــــ؟" تو اُس نصرانی نے کہا، "جب تم مجھے چھوڑ کر چلے آئے، تو میں اسی جگہ بیٹھ گیا اور جب مسلمانوں کا ایک اور قافلہ آیا، تو میں نے بھی احرام باندھ لیا اور خود کو مسلمان ظاہر کر کے ان کے ساتھ ہو لیا۔ جب میں بیت اللہ شریف پہنچا اور اس مالک الملک ذو الجلال والاکرام کے گھر پر میری پہلی نظر پڑی تو اسلام کے علاوہ جتنے بھی مذاہب تھے، سارے میری نظر سے گر گئے۔ میں نے غسل کیا اور مسلمان ہو گیا۔ (روض الریاحین، جلد اول، ص ۱۶۲)

مجرم مک جاندے نے زمزم پیندیاں
کعبۃ اللہ دی زیارت کیتیاں

سامعینِ کرام! خوش بخت ہیں وہ لوگ جنہیں مالک الملک اللہ رب العالمین جل وعلا

نے اپنے گھر کی زیارت اور اس مقدس شہر میں حاضری کی توفیق بخشی۔ جس شہرِ مقدس کو تریسٹھ سال، محبوبِ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی قدم بوسی کا شرف حاصل رہا۔ وہ مقدس شہر، جہاں سیدنا ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی دُعا کو شرفِ قبولیت حاصل ہوا۔

کتنے کرم کی بات ہے کہ بندے کو اپنے مالک کے گھر کی زیارت کی سعادت نصیب ہوجائے۔ پُرخطا بندہ، صاحبِ جود و عطا کے دربار میں پیش ہوجاتے۔ بے یار و مددگار، حامی و ناصر کے حضور حاضر ہوجاتے ـــــ بے سروسامان، مسبب الاسباب کی بارگاہ میں پہنچ جاتے ـــــ منگتا، داتا کے حضور پیش ہوجاتے ـــــ اِدھر گناہوں پر ندامت ہو ـــــ اُدھر رحیم و کریم کی رحمت ہو ــــ

جسے چاہا در پہ بُلا لیا، جسے چاہا اپنا بنالیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

## دُعا

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم حج کرنے والوں کے لیے یہ دُعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْحَاجِّ وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَاجُّ۔

اے اللہ حاجیوں کو بخش دے اور اس کو بھی بخش دے، جس کے لیے حاجی بخشش مانگیں۔

(احیاء العلوم جلد اوّل)

حج کرنے والا ایک تو فرض کی ادائیگی بجالاتا ہے اور دوسرا ہزارہا اولیاء کرام اور بزرگانِ دین کی زیارت سے مستفیض ہوتا ہے۔

حج کے اجتماع میں ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین علیہم السلام کی آمد آمد ہوتی ہے، جس سے پاک اجتماع میں اور زیادہ برکت و رحمت ہوجاتی ہے ـــــ حج کرنے والے کے دل میں خوفِ خدا اور محبتِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جلوہ گر ہوجاتی ہے۔

حاجی سعادتِ دارین کا حق دار بن جاتا ہے۔



کتنے بدنصیب ہیں وہ بخیل مالدار، جو صاحبِ استطاعت ہونے کے باوجود اپنے مالک کے حضور پیش نہیں ہوتے اور سفرِ حج کی سعادت سے محروم رہتے ہیں۔ بے جا حیلوں بہانوں سے حج بیت اللہ شریف کی ادائیگی سے محروم رہتے ہیں اور بڑی سادگی سے کہتے ہیں کہ ابھی ہمیں بچے بچیوں کی شادی کرنا ہے، جبکہ یہ کوئی شرعی عذر نہیں ـــــ اور کچھ لوگ اس خیال سے بھی سفرِ حج مبارک کی تیاری نہیں کرتے کہ اس پر کثیر رقم خرچ ہوگی اور ہمارے مال میں کمی آجائے گی، حالانکہ مخبرِ صادق نبی برحق حضور تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

"حج اور عمرہ محتاجی اور گناہوں کو ایسے دُور کر دیتا ہے، جیسے بھٹی لوہے اور سونے اور چاندی کی میل کو دُور کرتی ہے۔" (ترمذی)

"حج اور عمرہ کرنے والے خدا تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں، وہ جو کچھ مانگتے ہیں، انہیں عطا ہوتا ہے۔" (نزہۃ المجالس)

حج و عمرہ کرنے والے کے مال میں کمی نہیں آتی، بلکہ اس سے مال میں برکت آتی ہے۔

## وعید

حضرت علی المرتضیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَلَكَ زَادًا وَّرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ اِلٰى بَيْتِ اللهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ اَنْ يَّمُوْتَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا۔

جو زادِ راہ اور سواری کا مالک ہو جو اُسے بیت اللہ شریف تک پہنچا سکے اور وہ حج نہ کرے، تو اس پر اُس بات میں کوئی فرق نہیں ہے کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی۔

(مشکوٰۃ ص۲۲۲)

حضرت مولانا حسن رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں ــ

حضور کعبہ حاضر ہیں، حرم کی خاک سر پر ہے
بڑی سرکار میں پہنچے، مقدر یاوری پر ہے
خبر کیا ہے بھکاری کیسی کیسی نعمتیں پائیں
یہ اونچا گھر ہے اس کی بھیک اندازہ سے باہر ہے
تصدق ہو رہے ہیں لاکھوں بندے گرد پھر پھر کر
طوافِ خانۂ کعبہ عجب دلچسپ منظر ہے
خدا کی شان یہ لب اور بوسہ سنگِ اسود کا
ہمارا منہ اور اس قابل عطائے ربِ اکبر ہے
جو ہیبت سے رکے مجرم تو رحمت نے کہا بڑھ کر
چلے آؤ چلے آؤ یہ گھر رحمان کا گھر ہے
یہ زمزم اس لیے ہے جس لیے اس کو پیے کوئی
اسی زمزم میں جنت ہے اسی زمزم میں کوثر ہے
حسن حج کر لیا کعبہ سے آنکھوں نے ضیا پائی
چلو دیکھیں وہ بستی جس کا رستہ دل کے اندر ہے

اللہ رب العزت جل وعلا کے حضور دُعا ہے کہ وہ ہمیں بیت اللہ شریف کا حج اور روضۂ رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی پاک بارگاہ میں حاضری کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین! ثم آمین!

و ما علینا الا البلاغ المبین

---



زاد اللہ شرفہا

# مدینہ منورہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَسَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّاتِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ وَمَنْ یُّهَاجِرْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یَجِدْ فِی الْاَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِیْرًا وَّسَعَةً۔ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ ۝ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ ۝

چلیے مدینے سارے چھڈ گھر بار دیئے — روضے دی جالی اتوں تن من وار دیئے
چنگا جے نصیب ہووے چنگی رہنمائی ہووے — اودھر دس مدینہ جانڑاں اکھاں جھڑی لائی ہووے
خاکِ راہ مدینے والی سر وچ پائی ہووے — ہوون جے ہزار جاناں اوس ویلے وار دیئے
گلیاں مدینے دیاں پھر دے فقیراں وانگوں — روضے اگے کھڑے رہیے عاجزاں حقیراں وانگوں
پئے رہیے سجدے وچ عاصیاں اسیراں وانگوں — چکیے نہ سر ساری زندگی گزار دیئے
ہووے جے ظہور ہی فضل ربّ العالمین دا — مل جاوے اوتھے کوئی ٹکڑا زمین دا
روضے نوں اوہلے رہ کے رج نئیں جبین دا — بن کے پروانے کر زندگی نثار دیئے

سامعین محترم! ہر مومن مسلمان کے دل میں مکہ معظمہ زاداللہ شرفہا کی عقیدت و محبت موجود ہے، اس لیے کہ یہ وہ مقدس شہر ہے جس میں والئ دو جہاں حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی ——— یہی وہ پیارا شہر ہے جس میں معلم کائنات نے دعوت الی اللہ کا سلسلہ شروع فرمایا۔ اس شہر کو اللہ رب العزت نے بلد امین کے لقب سے سرفراز فرمایا اور اس کی قسم ارشاد فرمائی ——— اسی شہر میں دنیا بھر کے مسلمان حاضر ہو کر حج کی سعادت حاصل کرتے ہیں ——— اسی شہر میں منیٰ کی مقدس وادی ہے، جہاں ابراہیم علیہ السلام نے رضائے الٰہی کی خاطر اپنے نور نظر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر چھری چلا کر اطاعت خداوندی کی مثال قائم کر دی تھی۔ اسی شہر میں عرفات و مزدلفہ کے میدان ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی برسات ہو رہی ہے، سائلوں اور بے نواؤں کی جھولیاں بھری جا رہی ہیں ——— اسی شہر میں صفا و مروہ کی پہاڑیاں ہیں، جنہیں قرآن کریم نے شعائر اللہ فرمایا ہے ——— اسی شہر میں مقام ابراہیم ہے، زمزم کا کنواں اور حجر اسود جنتی پتھر ہے ——— اسی شہر میں خانہ کعبہ بیت اللہ شریف ہے ——— مکہ معظمہ زاداللہ شرفہا بڑی عظمت والا شہر ہے مگر شہر مدینہ کی شان ہی نرالی ہے۔

مکہ میں چومنے کو حجر اسود ہے ——— مدینے میں چومنے کے لیے سنہری جالی ہے۔ مکہ میں جلال ہے ——— مدینہ میں جمال ہے ——— مکہ میں بیت اللہ ہے ——— مدینے میں حبیب اللہ ہے ——— مکہ میں کعبہ ہے ——— مدینے میں کعبہ کا کعبہ ہے ———

شاعر دربار رسالت میں اپنا نذرانۂ عقیدت اس طرح پیش کرتا ہے ؎

خدا کی مرضی خدا کی حکمت، خدا ہی جانے ولیکن ہم نے
سروں کا کعبہ حرم میں دیکھا، دلوں کا کعبہ تیری گلی میں



## مدینے چلو

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلاموں کو حکم فرمایا:

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً۔ (پ۵، ع۱۱)

اور جو اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑ کر نکلے گا وہ زمین میں کشادگی اور کشائش پائے گا۔

اس فرمان خداوندی کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مکہ معظمہ چھوڑ کر مدینہ منورہ پہنچنا شروع ہو گئے اور در رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حاضری کی تڑپ کا یہ عالم ہوتا تھا کہ جو چلنے کے بھی قابل نہ تھے، وہ بھی عازم مدینہ ہو گئے۔

## جندع بن ضمرہ

مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ مکہ معظمہ زاداللہ شرفہا میں رہنے والے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غلام حضرت جندع رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ انہوں نے جب فرمان خداوندی سنا تو دل میں مدینہ طیبہ کی سکونت کی اس قدر آرزو پیدا ہوئی کہ انہوں نے اسی وقت اپنے بیٹوں کو بلایا اور کہا کہ میرے لیے ہجرت کرنے میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے مال دیا ہے اور مدینۃ الرسول جانے والے راستے کو بھی خوب جانتا ہوں۔ یہ درست ہے کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں، پیدل سفر کے قابل نہیں ہوں اور اونٹ پر بھی نہیں بیٹھ سکتا۔ تم مجھے اونٹ پر پالان رکھ کر اس میں بٹھا دو اور میرے اونٹ کو میرے نبی کے شہر کی طرف جانے والے راستے پر ڈال کر ارحم الراحمین کے حوالے کر دو۔ اب میں اس شہر میں مزید ایک رات بھی نہیں رہ سکتا۔

## پیام اجل

اس عاشق صادق کے بچوں نے باپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے والد کو اونٹ پر سوار کر کے جانب مدینہ روانہ کر دیا۔ یہ ضعیف ابھی تھوڑا سا سفر کر کے مقام تنعیم تک ہی پہنچا تھا کہ اس عاشق صادق کو پیـ

Scanned with CamScanner

اجل آگیا اور یہ زندگی کی سرحد عبور کرکے دار الفنا سے رخصت ہوگیا جب اس عاشق رسول کی وفات کی خبر مدینہ منورہ میں رہنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پہنچی تو انہیں بہت صدمہ ہوا اور انہوں نے بڑے افسوس سے کہا کہ کاش جندع مدینہ منورہ پہنچ کر فوت ہوتے۔ انہوں نے ہجرت کی، مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں تک نہ پہنچ سکے۔ جب صحابہ نے یہ بات کہی، تو اللہ رب العزت نے آیت مقدسہ نازل فرمائی جس میں اُس مہاجر کو بارگاہ محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہ پہنچنے کے باوجود پورا پورا اجر و ثواب عطا فرمانے کا اعلان فرمایا؛

| | |
|---|---|
| وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ | اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی طرف ہجرت کرتا ہوا |
| مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ | گھر سے نکلا اور پھر اُسے موت نے آلیا، تو |
| الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (پ۵ ع۱۱) | اُس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہوگیا۔ |

سامعینِ محترم اس آیہ مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛ جو اپنے گھر سے ہجرت کرکے نکلے اور راستہ ہی میں اُس کو موت آجائے، تو اللہ تعالیٰ اُسے درِ محبوب تک پہنچنے کا اجر و ثواب عطا فرمائے گا — اس آیہ کریمہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہجرت کرنے والے حضرت جندع بن ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجر و ثواب کا ذکر بھی ہے اور حکم مطلق قیامت تک ہر مومن مسلمان کے لیے عام ہے — اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ؛ وَمَنْ يَّخْرُجْ جو بھی نکلے، اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ حکم ہوا کہ یہ حکم صرف اسی مرنے والے کے لیے نہیں، بلکہ قیامت تک جو بھی اس بارگاہ تک پہنچنے کا سفر کرے اور اگر راستے میں ہی اُسے موت کا پیام آجائے، تو اس کا اجر و ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے — يَخْرُجُ مضارع کا صیغہ ہے جو حال اور مستقبل کے زمانے پر دلالت کرتا ہے۔ اگر یہ حکم صرف اسی صحابی کے لیے ہوتا تو الفاظ یُوں ہوتے ؛ وَمَنْ خَرَجَ فِيْ بَيْتِهٖ (جو اپنے گھر سے نکلا)

سامعینِ محترم ! بارگاہِ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ کی حاضری کی اس سے



بڑھ کر کیا عظمت ہوسکتی ہے کہ اس محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے قدموں کی حاضری کے لیے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کی —— عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کی —— عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کی —— مولا علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کی —— بلالِ حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ چھوڑا — صحابہ کرام نے مکہ میں اپنی جائیدادیں چھوڑیں۔ عزیز و اقارب کو چھوڑا، رشتہ داروں کو چھوڑا، بچوں کی جدائی برداشت کی اور محبوبِ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس شہر میں سکونت اختیار کی۔ سرکارِ اعلیٰ حضرت بریلوی اس عظمت کو یُوں بیان کرتے ہیں ؎

پھر کے گلی گلی تباہ، ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

## دیوارِ کعبہ

آج بھی جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام مکہ معظمہ زاد اللہ شرفہا میں بیت اللہ شریف میں حاضر ہوتے ہیں۔ حج و عمرہ کی سعادت حاصل کرتے ہیں تو کعبہ معظمہ کی در و دیوار سے بزبان حال حکم ہوتا ہے، جس کو امام اہل سنت احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے اس طرح بیان کیا ؎

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو
رُکنِ شامی سے مٹی وحشتِ شامِ غربت
اب مدینہ کو چلو، صبحِ دل آرا دیکھو
آبِ زمزم تو پیا، خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ جُودِ شہِ کوثر کا بھی دریا دیکھو
زیرِ میزاب ملے خوب کرم کے چھینٹے
ابرِ رحمت کا یہاں زور برستا دیکھو

Scanned with CamScanner

خوب لگایا آنکھوں سے غلافِ کعبہ
قصرِ محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو
دھو چکا ظلمتِ دل بوسہ سنگِ اسود
خاک بوسی مدینہ کا بھی رتبہ دیکھو
غور سے سُن تو رضاؔ کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

## درِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

شرق والے بھی کعبہ کی طرف منہ کر کے سجدہ کرتے ہیں۔ غرب والے بھی کعبہ کی طرف منہ کر کے سجدہ کرتے ہیں۔ شمال والے بھی کعبہ کی جانب سجدہ کرتے ہیں۔ جنوب والے بھی کعبہ کی طرف سجدہ کرتے ہیں گورے، کالے، عربی، عجمی، غوث، قطب، ابدال، اوتاد، عابد و زاہد اور پوری دنیا کے مسلمان کعبہ کی طرف سجدہ کرتے ہیں، مگر ؎

زمانے دا سجدہ اے کعبے دے وَل تے
ہے کعبے دا سجدہ محمد دے وَل تے

بارگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کعبے کا بھی کعبہ ہے بلکہ عرش بھی گنبدِ خضریٰ کی طرف جھکا ہوا ہے ـــــ فرشتوں کا یہاں حج ہوتا ہے ـــــ کعبے کو دیکھنے والو ـــــ اس غلاف کے رنگ کو دیکھو ـــــ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کا جلوہ کرنے والو ـــــ روضۂ اقدس کی دیوار پر لٹکائے ہوئے پردے کو دیکھو ـــــ گنبدِ شریف کے رنگ کو دیکھو ـــــ کعبے کا غلاف سیاہ رنگ کا ہے ـــــ اور تاجدارِ مدینہ سرورِ سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضے کا پردہ اور گنبدِ شریف سبز رنگ کا ہے ؎

سر سبز وصل یہ ہے سیہ پوش ہجر وہ
چمکی دوپٹوں سے جو حالت جگر کی ہے



کعبے میں سال بھر میں ایک مرتبہ حج ہوتا ہے، مگر مدینہ منورہ میں ہر ساعت حج ہوتا ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے، میری مسجد میں دو رکعت پڑھنے والے کو حج کا ثواب ملتا ہے ـــــ مکے میں جلال ہے ـــــ مدینے میں جمال ہے ؎

واں مطیعوں کا جگر خوف سے پانی پایا
یاں سیہ کاروں کا دامن میں مچلنا دیکھو
چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

## میزابِ رحمت

اللہ رب العزت ہر مومن مسلمان کو بیت اللہ شریف کی حاضری اور زیارت نصیب فرماتے۔ کعبہ معظمہ کی چھت پر جو پرنالہ لگا ہوا ہے، اُسے میزابِ رحمت کہتے ہیں۔ جب بیت اللہ شریف میں بارش ہوتی ہے، تو کعبہ معظمہ کی چھت کا پانی اسی پرنالہ سے نیچے گرتا ہے۔

سامعینِ محترم! آپ بیت اللہ شریف میں کھڑے ہو کر اس میزابِ رحمت کو غور سے دیکھیں یہ آگے سے تھوڑا سا جھکا ہوا بھی ہے اور اس کے سامنے خانہ کعبہ کا جو دروازہ ہے اسے بابِ مدینہ کہتے ہیں ـــــ اور اس میزابِ رحمت کا رُخ بھی جانبِ مدینہ ہے۔

بلا تمثیل عرض کیے دیتا ہوں جیسے کسی گلی یا بازار کے اندر کسی طبیب یا حکیم کی دکان کا بورڈ لگا ہوا ہوتا ہے اور راستہ سمجھانے کیلئے اس پر تیر یا ہاتھ کا اشارہ بنا ہوا ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بورڈ تو میاں حکیم صاحب کا لگا ہوا ہے اور اگر اُس حکیم سے دوائی حاصل کرنا مقصود ہو تو اُن کی دکان آگے ہے۔ اسی طرح آپ میزابِ رحمت کے رُخ کو دیکھیں تو وہ اشارہ کر رہا ہے ـــــ اے حاجیو! یہ بیت اللہ ہے اور اگر اس کو بسانے والے کو ملنا ہے تو حبیب اللہ کا در سامنے مدینے میں ہے ـــــ میزابِ رحمت یہاں ہے ـــــ اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ مدینے میں ہے ـــــ اے حاجیو! بورڈ

لگا ہوا ہے، طبیبِ دوجہاں کا روضۂ انور، مدینہ منورہ میں ہے، جاؤ اُن کی چوکھٹ سے لپٹ جاؤ — اُن کی بارگاہ میں حاضر ہوکر ہدیۂ دُرود و سلام پیش کرو۔ اُن کی بارگاہ میں پیش ہوکر اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرو — یہ انہیں کا کرم ہے کہ آج لوگ یہاں سنگِ اسود کو چوم رہے ہیں — کعبے کے گرد گھوم رہے ہیں — مقامِ ابراہیم پر نفل پڑھ رہے ہیں — مقامِ ملتزم پر رو رو کر دعائیں مانگ رہے ہیں — خدا کی قسم اگر وہ محبوب نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا — نہ کعبہ ہوتا — نہ حجرِ اسود — نہ مقامِ ابراہیم — نہ میزابِ رحمت — نہ حطیم — نہ صفا — نہ مروہ — نہ زمزم شریف — نہ منیٰ ہوتا نہ مزدلفہ — نہ عرفات۔ نہ کوئی گھر ہوتا — نہ کوئی در ہوتا ؎

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل
روشن انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے
ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

## حج و عُمرہ

سامعینِ محترم! خوش نصیب ہیں، وہ لوگ جنہیں بیت اللہ شریف کی حاضری نصیب ہوئی۔ یہاں پر آنے والا جنت کا حقدار قرار پاتا ہے۔

حاجی یہاں پہنچے، تو حکم ہے کہ سلے ہوئے کپڑے اُتار کر دو چادروں کا کفن پہن کر آئے۔ پاؤں میں جوتا ایسا ہو کہ پاؤں اوپر سے ننگا رہے۔ سر میں کنگھی نہ کرے، خوشبو نہ لگائے۔ ننگے سر آئے۔ ان پابندیوں کے ساتھ آئے اور کعبہ کا طواف کرے۔ مقامِ ابراہیم پر نفل پڑھے۔ صفا مروہ پر دوڑ لگائے۔ آبِ زمزم پیے۔ پھر سر منڈائے تو ایک عمرہ کا ثواب پاتا ہے۔

مگر جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں جاؤ تو نہ



احرام کی پابندی، نہ خوشبو کی پابندی — لباس پہنو، خوشبو لگاؤ، سر پر پگڑی یا رومال رکھو اور مسجدِ قبا میں چلے جاؤ، دو نفل ادا کرلو تو عمرے کا ثواب پاؤ — (اَلصَّلٰوۃُ فِیْ مَسْجِدِ قُبَا کَعُمْرَۃٍ) جنت، بیت اللہ شریف کی زیارت سے ملتی ہے مگر مرنے کے بعد اور حشر و نشر کے بعد۔

## ریاض الجنّۃ

مگر جب بارگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضری دو، تو روضہ اقدس کی حاضری دینے کے بعد غلام کو بتا دیا جاتا ہے کہ جنت مکے میں بھی ملتی ہے، جنت مدینے میں بھی ملتی ہے — مگر مکے میں ادھار ہے — یہاں سودا نقد ہے — اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اسی لیے کہتے ہیں ؎

تیری گلی کو چھوڑ کر باغِ جناں میں جائے کون
نقد ملے جو مدعا وعدے پہ دل لگائے کون؟

روضہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب لکھا ہوا ہے:

مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ (شفا شریف ص ۲۷) — میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جو جگہ ہے، وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

مدینے میں سودا نقد ہے — ادھر دربارِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دُرود و سلام کا نذرانہ پیش کرو — اور ریاض الجنۃ کی کیاریوں میں بیٹھ جاؤ۔

امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ؎

اس طرف روضہ کا نور، اس سمت منبر کی بہار
بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ وا
صدقے اس انعام کے، قربان اس اکرام کے
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ وا

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روضہ مسجدِ نبوی شریف کے محراب کی بائیں جانب ہے۔ یہی وہ مقدس حجرہ تھا جس کی ایک کھڑکی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسجد میں کھلتی تھی اور اسی کھڑکی کے راستے جب آپ مسجد میں جلوہ افروز ہوتے تو صحابہ کرام آپ کی زیارت سے مشرف ہو جایا کرتے اور منبر اور حجرے کے درمیان والی مقدس زمین جہاں آپ کے قدم مبارک لگتے، وہ جنت کے باغوں میں سے باغ بن گئی ——— وہ جگہ نہایت اعلیٰ ارفع شان والی بن گئی جس جگہ کو میرے محبوبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں کو چومنے کا شرف حاصل ہو گیا۔

## مقدس قدم

آپ دنیا کی کسی مسجد میں چلے جائیں، علماء کرام فرماتے ہیں، مسجد میں پہلی صف کی فضیلت زیادہ ہے اور پھر پہلی صف میں دائیں طرف زیادہ فضیلت ہے ——— مگر جب مسجدِ نبوی میں جاؤ تو اس میں بائیں طرف زیادہ مقدس اور افضل ہے ——— اس لیے کہ یہ وہ جگہ ہے، جہاں تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم پڑتے تھے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں ؎

مجھے کام کیا تھا رکوع سے، مجھے خبر کیا تھی سجود کی
ترے نقشِ پا کی تلاش تھی جو جھکا رہا میں نماز میں

سامعینِ محترم! جس زمین پر اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے کے قدمِ مبارک پڑ جائیں، وہ جگہ عظمت و شان والی بن جاتی ہے ——— جس مقام پر آدم علیہ السلام کے قدم لگے وہاں میدانِ عرفات بن گیا ——— جہاں نوح علیہ السلام نے قدم لگائے، وہاں جودی پہاڑ بن گیا ——— جہاں سیدہ ہاجرہ نے قدم دیئے، وہاں صفا مروہ شعائر اللہ بن گئے۔ جہاں اسماعیل علیہ السلام نے ایڑیاں لگائیں، وہاں زمزم کا کنواں بن گیا ——— جس جگہ ابراہیم علیہ السلام قدم لگا دیں، وہ جگہ مصلیٰ بن جاتی ہے ——— جہاں ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک لگ جائیں، وہ جگہ عرشِ معلیٰ بن جاتی ہے ———



جہاں موسیٰ علیہ السلام نے قدم لگائے، وہ جگہ کوہ طور بن گئی ——— جہاں ہمارے کملی والے آقا نے قدم مبارک لگائے، وہ جگہ جبلِ نور بن گئی۔

زہے عزت و اعتلائے محمّد
کہ ہے عرشِ حق زیرِ پائے محمّد

اسی لیے تو عشاق اُحد پہاڑ کی زیارت کے لیے جاتے ہیں ؎

اونہاں پتھراں توں لوکی جند وار دے
جنہاں چم لئے نے قدم سرکار دے

ایک عاشقِ رسول نے جب مدینہ منورہ حاضری دی، تو مسجدِ نبوی میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منبر شریف کے قریب جنت کی کیاریوں میں نفل ادا کیے اور پھر روضۂ رسول کی طرف چہرہ کیا، تو خیال آیا کہ میرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روضۂ اقدس مسجد کی بائیں طرف ہے ——— حالانکہ دائیں طرف افضل ہوتی ہے ——— جونہی یہ خیال آیا تو دل سے آواز آئی ——— اے سائل! دل بائیں طرف ہی ہوا کرتا ہے۔

## شہرِ مدینہ

آؤ ذرا عالمِ تصور میں مدینے چلیں۔ یہ وہ مقدس و مطہر شہر ہے جس کی ہر گلی اور کوچہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کی ڈیوٹی لگا دی ہے، جو مدینے کی پاسبانی اور چوکیداری کرتا ہے۔

دُنیا کے شہنشاہوں کے محلوں کی چوکیداری خاکی کرتے ہیں، مدینے والے شہر کی چوکیداری افلاکی کرتے ہیں۔ شاعر اس مقام پر کہتا ہے ؎

نہ جنت، نہ جنت کی گلیوں میں دیکھا
مزہ جو مدینے کی گلیوں میں دیکھا

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شہر کی عظمت و رفعت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا،

مَا عَلَى الْأَرْضِ بُقْعَةٌ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَّكُوْنَ قَبْرِيْ ـ (مشکوٰۃ صـ۲۴۱)

روئے زمین میں مجھے اس ٹکڑے سے زیادہ کوئی ٹکڑا محبوب نہیں جس میں میری قبر ہوگی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بارگاہِ خداوندی میں دعا فرمائی،

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ ـ (مشکوٰۃ صـ۲۳۹)

اے اللہ مدینے کو میرے لیے محبوب بنا جیسے ہم کو مکہ محبوب ہے، بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

سامعینِ محترم! فتوحات کے زمانے میں جتنے شہروں پر اسلام کا قبضہ ہوا وہ سب بزورِ شمشیر حاصل کیے گئے، حتیٰ کہ مکہ مشرفہ کی فتح بھی تلوار سے ہوئی ــــــ مگر مدینہ منورہ بغیر تلوار کے فتح ہوا ــــــ "اللہ تعالیٰ نے یہ پسند نہ فرمایا کہ جو شہر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکن اور ٹھکانا ہو، وہاں تلوار چلے۔" (جذب القلوب صـ۳۱)

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شہر کی عظمت بیان فرمائی؛

غُبَارُ الْمَدِيْنَةِ شِفَاءٌ مِّنَ الْجُذَامِ (زرقانی علی المواہب صـ۳۲۶ ج ۸)

مدینہ کا گرد و غبار جذام (یعنی کوڑھ) کے لیے شفا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّ فِيْ غُبَارِهَا شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ (وفا الوفا ج ۱ - صـ۴۷)

قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، مدینے کی مٹی میں ہر بیماری کی شفا ہے۔

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے
اُٹھا لے جائے تھوڑی خاک اُن کے آستانے سے

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا؛



مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَإِنِّيْ أَشْفَعُ لِمَنْ يَّمُوْتُ بِهَا (ترمذی شریف، مشکوٰۃ صـ۲۴۰)

جو مدینہ منورہ میں مرنے کی طاقت رکھتا ہو، وہ اس میں مرے، بیشک میں مدینہ میں مرنے والوں کی شفاعت کروں گا۔

## دُعا

اسی فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیشِ نظر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ (بخاری)

اے اللہ! مجھے اپنے راہ میں شہادت کی موت عطا فرما اور میری موت اپنے رسول کے شہر میں مقرر فرما۔

سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو مدینہ منورہ کی پاک بستی سے اس قدر عقیدت و محبت تھی کہ کبھی یہاں سے باہر جانا پسند نہ کرتے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مدینہ شریف سے باہر جاؤں اور مجھے وہیں موت آجائے اور میں دیارِ محبوب میں دفن ہونے کی سعادت سے محروم ہو جاؤں۔ آپ نے ساری عمر میں صرف ایک مرتبہ حج فرض ادا کرنے کے لیے مکہ شریف کا سفر کیا۔ باقی ساری عمر مدینے میں گزار دی، وہیں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہوئے (جذب القلوب)

جے موت آوے مدینے وچ تے ساڈی وی حیاتی اے
وگرنہ موت تھیں بدتر ہے جینا یارسول اللہ
دکھا دیو اس عاجز نوں مدینے دی فضا توری
سدا و سدا رہوے تیرا مدینہ یارسول اللہ

## مدینے میں

مدینہ منورہ زمین کا وہ ٹکڑا ہے جو محبوبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محبوب ہے جس کے گرد و غبار میں شفا ہے، جہاں مرنے والا شفاعتِ مصطفیٰ کا حقدار ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

کامزار بھی یہیں ہے - یہیں جنت البقیع کا قبرستان ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب - سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا - امام المسلمین حضرت امام حسن مجتبیٰ - حضرت امام زین العابدین - حضرت امام محمد باقر - حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین آرام فرما ہیں - اسی قبرستان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صاحبزادیاں حضرت زینب - حضرت رقیہ - حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے مزارات ہیں - حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور آپ کے بیٹے حضرت ابراہیم بھی اسی قبرستان میں مدفون ہیں - آپ کی پھوپھی جان حضرت صفیہ بھی یہیں دفن ہیں - سیدنا عثمانِ غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہیں دفن ہیں - حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی قبر انور بھی جنت البقیع میں ہے - بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ، اُمت کے اولیاء اس قبرستان میں دفن ہیں - اللہ تعالیٰ بقیع شریف کی حاضری نصیب فرماتے -

جنت البقیع کا قبرستان مدینے میں ہے - مسجد قبا شریف مدینے میں ہے -

مسجد شمس مدینے میں ہے ——— مسجد جمعہ مدینے میں ہے -

مسجد غمامہ مدینے میں ہے ——— مسجد ابوذر غفاری مدینے میں ہے

مسجد قبلتین مدینے میں ہے ——— مسجد فتح مدینے میں ہے -

مسجد ابوبکر صدیق مدینے میں ہے ——— مسجد علی مدینے میں ہے -

مسجد سلمان فارسی مدینے میں ہے ——— غزوۂ خندق مدینے میں ہے -

اُحد پہاڑ مدینے میں ہے ——— غارِ سجدہ مدینے میں ہے -

سلمان فارسی کا باغ مدینے میں ہے ——— بیرِ رومہ مدینے میں ہے -

انوار و تجلیات کا نزول مدینے میں ہے ——— غریبوں کا آقا مدینے میں ہے -

بے سہاروں کا سہارا مدینے میں ہے ——— بے چاروں کا چارا مدینے میں ہے -

یتیموں کا والی مدینے میں ہے ——— غریبوں کا حامی مدینے میں ہے -



بے سہارا نہ سمجھے زمانہ ہمیں
ہم فقیروں کا آقا مدینے میں ہے

آؤ مدینے چلیں ——— اس پاک بستی میں امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء **مکینِ خضرا** کی وہ پیاری مسجد ہے جس کی زمین کی خریداری میں سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا مال خرچ کرنے کی سعادت حاصل کی - اس مسجد میں حجرۂ فاطمہ اور اس حجرے سے ملا ہوا ایک اور حجرہ جو ام المومنین حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے تاجدارِ دوجہاں محبوب ربّ العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی میں آرام فرما ہیں اور آپ کے پہلو میں حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما لیٹے ہوتے ہیں - سرکارِ اعلیٰ حضرت امامِ اہل سنت قدس سرہٗ اس مزار پُر انوار کے مکینوں کا بیان اپنے اشعار میں اس طرح کرتے ہیں ؎

محبوبِ رب ہے جلوہ گر اس سبز قبہ میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے

اور ایک پنجابی شاعر کہتا ہے ؎

اوتھے ای صدیق عمر اوتھے ای مصطفٰے اے
اوتھے ای خدائی ساری اوتھے ای خدا اے

یہی وہ مقدس دربارِ عالیہ ہے جہاں ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار فرشتے شام کو حاضر ہوتے ہیں اور جو ایک بار آتے ہیں پھر قیامت تک اُن کی باری نہیں آتی ؎

ستر ہزار صبح ہیں، ستر ہزار شام
یُوں بندگی زلف و رُخ آٹھوں پہر کی ہے
جو ایک بار آتے دوبارہ نہ آئیں گے
رخصت ہی بارگاہ میں اسقدر کی ہے

معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار
عاصی پڑے رہیں تو صلا عمر بھر کی ہے

## زیارتِ تربت

حضور سید المرسلین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ (شفاء السقام ص٦) — جس نے میری تربت کی زیارت کی اُس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ فَكَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ (شفاء السقام ص٢٠) — جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی، گویا اس نے میری زیارت میری زندگی میں کی۔

مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ فَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ (شفاء السقام ص٢٧) — جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی گویا اس نے مجھ پر جفا کی۔

ہندا اے کرم خوش بختاں تے سلطان مدینے والے دا
کوئی قسمت والا بن دا اے مہمان مدینے والے دا

## سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصالِ باکمال کے بعد ملکِ شام فتح ہو جانے کے بعد حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہیں سکونت اختیار کرلی، اس لیے کہ اس عاشقِ صادق کا حال یہ تھا۔ علامہ اقبال قلندرِ لاہوری فرماتے ہیں ؎

ادائے دید سراپا نیاز تھی تری
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تری

ملکِ شام ہی میں ایک رات تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ نے فرمایا:



مَا هٰذِهِ الْجَفْوَةُ یَا بِلَالُ اَمَا اٰنَ لَكَ اَنْ تَزُوْرَنِیْ (شفاء السقام ص٥٣) — اے بلال! یہ کیسی جفا ہے کہ تو ہماری زیارت کو نہیں آتا۔

اس دلربا خواب سے حضرت بلال کا سکون و چین لُٹ گیا۔ فراقِ محبوب کے زخم تازہ ہوگئے۔ عشقِ محبوب کا ایک طوفان سا دل میں بپا ہوگیا۔ دیدارِ نبی کے لیے آنکھیں بےتاب ہوگئیں۔ کوئے نبی کی حاضری کے لیے صبح سویرے ہی رختِ سفر باندھا۔ اور دیارِ حبیب کی جانب سفرِ مسلسل کرکے روضۂ محبوب پر حاضر ہوئے۔ سلام عرض کرنے کے بعد تربتِ انور پر اپنے اُن لبوں کو رکھا جن سے اسی تربت والے کے سامنے کھڑے ہوکر اذان دیا کرتے تھے، آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں بہہ رہی تھیں۔ ادھر شہزادگانِ مصطفےٰ حسنین کریمین آگئے۔ وہ بلالِ حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لپٹ گئے۔ ادھر اہلِ مدینہ کو آپ کی آمد کا علم ہوا تو لوگ جوق در جوق آپ کی ملاقات کے لیے جمع ہونے لگے

اہلِ مدینہ کی یہ تمنا تھی کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان پڑھیں اور سن کر محبوبِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد تازہ ہو۔

اہلِ مدینہ نے حسنین کریمین کی خدمتِ اقدس میں دست بستہ عرض کی کہ آپ بلال سے فرمائیں کہ وہ اذان پڑھیں۔ لوگوں کی فرمائش پر حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سیدنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان پڑھنے کو فرمایا۔ اب بلال کی کیا مجال تھی، جو انکار کرتے۔ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس مقام پر کھڑے ہوگئے جہاں محبوب کے زمانہ میں اذان پڑھا کرتے تھے۔ درد و کرب میں ڈوبی ہوئی آواز سے جو اذان کہنا شروع کی، تو مدینہ منورہ کی گلی کوچوں میں کہرام بپا ہوگیا۔ یہی وہ اذان کی آواز تھی کہ جب لوگوں کے کانوں میں پہنچا کرتی تھی، تو وہ مسجدِ نبوی میں پہنچ کر خدا کی عبادت اور نبی کی زیارت سے لطف اندوز ہوا کرتے تھے۔ آج اذان تو تھی لیکن جلوۂ محبوب نہ تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ اکبر کی آواز بلند کی، تو لوگ گلی کوچوں سے باہر نکل آئے

Scanned with CamScanner

ہر طرف سے یہ آواز بلند ہوئی کہ بلال آگیا، بلال آگیا۔ نبی کا مؤذن بلال آگیا۔ ننھے منے بچوں نے کہا بلال تو آگئے، اذان پڑھنے والے تو آگئے، جماعت کروانے والے آقا (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کب تشریف لائیں گے؟ ہر طرف سے آہ و پکار کی صدا بلند ہوئی۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا اور پھر جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھا اور سامنے محبوبِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جلوہ افروز نہ پایا، تو پوری مسجد میں کہرام مچ گیا۔ پھر وہ کونسی آنکھ تھی جو فراقِ محبوب میں اشکبار نہ ہوئی ہو۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یہ کلمات پڑھا کرتے تھے، تو سامنے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوتے اور آج جب اذان پڑھی تو اذان والا سامنے نظر نہ آیا۔ بلال کے دل پر چوٹ پڑی، اذان کے اگلے کلمات نہ پڑھ سکے اور نیچے اتر آئے (جذب القلوب ص ۲۱۵)

اللہ تعالیٰ جل وعلا کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے محبوب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی پاک بارگاہ میں حاضری نصیب فرمائے۔ آمین!

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

---



# بخشش

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِيْمُ ۝ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ ۝

یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یاالٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدارِ حسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
اُن کے پیارے منہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوشِ خلق ستارِ خطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یاالٰہی رنگ لائیں جب میری بیباکیاں
اُن کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب رضاؔ خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

معزز سامعین حضرات! ہمارے آقا و مولیٰ حضور سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ گری سے پہلے بنی اسرائیل کے لوگوں کے لیے بڑے سخت احکامات تھے۔ انہیں حکم تھا کہ اگر کپڑا ناپاک ہوجائے تو اس کو کاٹ دیا جائے۔ اگر جسم کا کوئی عضو پلید ہوجائے تو اس عضو کو آگ سے داغا جائے۔ مال کا چوتھائی حصہ زکوٰۃ ادا کی جائے۔ اگر وہ کوئی گناہ کرتے، تو اُن کے ماتھے پر لکھ دیا جاتا اور اُن کے گھر کی چوکھٹ پر درج کردیا جاتا کہ اس شخص نے فلاں گناہ کا ارتکاب کیا ہے، جس سے اس گناہ گار کی ذلت و رسوائی ہوتی تھی اور گناہ کی پاداش میں بطورِ سزا حلال اشیاء ان پر حرام کردی جاتی تھیں۔ قرآن گواہ ہے جب انہوں نے گائے کے بچھڑے کی پرستش کی تو اُن کی توبہ کے لیے حکم ہوا۔

یٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِىِٕكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (پ ۱ - ع ۶)

اے قوم! بے شک تم نے بچھڑے کو (خدا) بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ پس تمہیں چاہیے کہ توبہ کرو اپنے خالق کے حضور، تو قتل کرو اپنی جانوں کو۔

تاہم ان کو اپنے کیے کی سزا ملی کہ انہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے ایک دوسرے کو قتل کیا اور بارگاہِ خداوندی سے معافی حاصل کی۔

**رحمت**

قربان جاؤں حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت پر کہ آپ کی جلوہ گری سے ہم گناہ گاروں پر مالک الملک نے آسانیاں پیدا فرمادیں۔ پانی کو ہمیں پاک کرنے والا بنایا۔ ہمیں کپڑا پاک کرنے کے لیے اور اپنے جسم کو پاک کرنے کے لیے اب اس کو کاٹنا نہیں پڑتا، بلکہ اس پر پانی بہانے سے پاک ہوجاتا ہے۔ بنی اسرائیل صرف اپنی عبادت گاہوں میں ہی عبادت کرسکتے تھے، ہمارے لیے پوری زمین کو مسجد بنادیا گیا۔ ہم جہاں چاہیں اپنا فریضہ نماز ادا کرلیں۔ مالدار پر مال کا چوتھائی حصہ نہیں بلکہ چالیسواں حصہ زکوٰۃ واجب قرار پائی۔ اب ہم گناہ کرتے ہیں، مگر ہماری جبینوں اور دروازوں



پر نہیں لکھے جاتے۔ گناہ کے سبب ہم پر کوئی شے حرام نہیں ٹھہرائی گئی۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

بن کے خیر الوریٰ آگئے مصطفیٰ — ہم گنہ گاروں کی بہتری کے لیے
اک طرف بخششیں، اک طرف رحمتیں — کیسے کیسے ہیں انعام اُمّتی کے لیے

پہلی اُمّتیں گناہ کرتی تھیں تو اُن کی شکلیں مسخ ہوجاتی تھیں جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے کہ جب بنی اسرائیل نے ہفتہ کا دن جو کہ مقدس دن تھا، اُس کی بے حرمتی کی، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـٕیْنَ ۔

تو ہم نے انہیں حکم دیا کہ دھتکارے ہوئے بندر بن جاؤ۔

سابقہ قوموں پر آسمانی بجلیاں گریں، پتھروں کی بارشیں ہوئیں، تیز آندھیاں چلیں جن سے اُجڑی ہوئی کھیتیوں کی طرح وہ نیست و نابود ہوگئے۔ پانی کے عذاب نے انہیں غرق کردیا۔ غرضیکہ ان کے جرموں اور گناہوں کے سبب انہیں طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کیا گیا۔ مصیبتوں اور پریشانیوں کو اُن پر مسلط کیا گیا — مگر اب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ گری سے لے کر قیامت تک کوئی ایسا عذاب نہیں آئے گا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمالیا ہے:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ ۔

اللہ اُن پر عذاب نہیں کرے گا اور جب تک تم ان میں تشریف فرما ہو۔

مالک الملک نے اپنے محبوب کے صدقہ اعلان فرمادیا ہے:

نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۔ (پ ۱۴ ع ۴)

میرے بندوں کو آگاہ کردو کہ میں بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہوں۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ

(اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) فرمادیجیے اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ

اللهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ — کی رحمت سے ناامید نہ ہو جانا۔ بیشک اللہ تعالیٰ
جَمِيْعًا ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ — تمام گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ بیشک
الرَّحِيْمُ ٥ (پ ۲۴، ع ۲) — وہ بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ مقدس ہے:

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ — اور جو کوئی برا عمل کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے
نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ — پھر اللہ سے بخشش چاہیے تو اللہ تعالیٰ کو
اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ٥ (پ ۵، ع ۱۳) — بخشنے والا رحم کرنے والا پائے گا۔

قرآنِ حکیم میں ارشادِ ربانی ہوتا ہے:

وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ — اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے
عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ — اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جانتا ہے
وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ٥ (پ ۲۵، ع ۴) — جو کچھ تم کرتے ہو۔

سامعین محترم! حضور رحمۃ للعالمین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اللہ تعالیٰ نے ہم گناہ گاروں کے لیے بابِ کرم کھول دیا۔ ہمیں سابقہ قوموں کی طرح ذلیل وخوار نہیں کیا گیا، ہماری بخشش کو سہل بنا دیا۔ ہم ارتکاب گناہ کے بعد ندامت اور عاجزی سے مالک کے حضور جھک کر توبہ کر لیں، تو وہ ہمارے گناہ معاف کر دیتا ہے اور ہمارے کیے ہوئے گناہوں سے درگزر فرما لیتا ہے۔ قربان جاؤں اس کی شانِ ستاری وغفاری پر عارفِ کھڑی شریف حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اک گناہ میرا ماں پیو ویکھے، دیوے دیس نکالا
لکھ گناہ میرا مولیٰ ویکھے پَر اوہ پردے پاون والا

## کرم ہی کرم

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:



لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ — جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا فرمانے کا ارادہ
كَتَبَ كِتٰبًا فَهُوَ عِنْدَهٗ — کیا، تو ایک تحریر لکھی جو رب کے پاس عرش کے
فَوْقَ عَرْشِهٖ اِنَّ رَحْمَتِيْ — اوپر ہے کہ میری رحمت میرے غضب
سَبَقَتْ عَلٰى غَضَبِيْ (مشکوٰۃ ص۲۰۶) — پر غالب ہے۔

وڈیاں مہراں والیا سائیاں رب غریب نوازا
اپنے فضل کرم تھیں کھولیں رحمت دا دروازہ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ — بیشک اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور گناہ تحریر
وَالسَّيِّاٰتِ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ — فرما دیے ہیں تو جو نیکی کا ارادہ کرے مگر کرے نہیں
فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ — تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے ہاں ایک پوری نیکی
عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً فَاِنْ — لکھتا ہے۔ پھر ارادے کے ساتھ اگر عمل کرے تو اسے اپنے
هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ — پاس سے دس گنا سے لے کر سات سو گنا
لَهٗ عِنْدَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰى — تک بلکہ اس سے بھی نیکیاں زیادہ لکھ لیتا ہے
سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ اِلٰى — اور جو گناہ کا ارادہ کرے، پھر نہ کرے، تو اس
اَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ وَمَنْ هَمَّ — کے لیے بھی اللہ تعالیٰ ایک پوری نیکی لکھ
بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا — لیتا ہے۔ پھر اگر گناہ کا ارادہ کرے اور پھر
اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً — کر بھی لے تو اسے اللہ تعالیٰ ایک گناہ
فَاِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا — لکھ لیتا ہے۔
كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً

(بخاری۔ مشکوٰۃ ص۲۰۶)

حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ عارف کھڑی شریف بارگاہِ خداوندی میں عرض کرتے ہیں ؎

رحمت دا دریا الٰہی ہر دم وگدا تیرا
جے اک قطرہ بخشیں مینوں کم بن جاندا میرا
لکھ واری میں توبہ بھنی، میں ہاں بے اعتبارا
پھر وی فضل تیرے دیاں مولا آساں رکھن والا

## جُود و عطا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ آخری وہ شخص جو جنت میں داخل ہوگا، وہ شخص ہوگا جو کبھی چلے گا، کبھی گرے گا اور کبھی اُسے آگ جھلسائے گی۔ پھر جب اس سے آگے نکل جائے گا، تو اُس کی طرف دیکھے گا اور کہے گا مبارک ہے وہ جس نے مجھے تجھ سے نجات دی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ کچھ عطا کیا ہے جو اگلوں پچھلوں میں سے کسی کو عطا نہ کیا ہوگا۔ پھر اُس کے سامنے ایک درخت پیش کیا جائے گا، وہ کہے گا اے میرے رب! مجھے اس درخت کے قریب کر دے میں اُس کا سایہ لوں گا اور اُس کا پانی پیوں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابنِ آدم! ممکن ہے کہ اگر میں تجھے اُس کے قریب کر دوں، تو تُو مجھ سے اس کے علاوہ اور بھی طلب کرے گا۔ وہ عرض کرے گا نہیں اے اللہ اور اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرے گا کہ وہ اس کے علاوہ اور کچھ نہ مانگے گا۔ اُس کا رب تعالیٰ اُسے معذور جانتے گا، کیونکہ وہ ایسی چیز دیکھ رہا ہوگا جس پر صبر نہیں کیا جا سکتا، تو اسے اُس درخت کے پاس کر دے گا۔ وہ اُس کا سایہ لے گا اور اُس کا پانی پیے گا۔ پھر دوسرا درخت اُس کے پاس کیا جائے گا جو پہلے سے بہتر ہوگا تو کہے گا اے میرے رب! مجھے اس درخت کے قریب کر دے تاکہ میں اُس کا پانی پی لوں اور اس کا سایہ لُوں۔ میں تجھ سے اس کے سوا نہ مانگوں گا تو رب تعالیٰ فرمائے گا اے ابنِ آدم کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہ کیا تھا کہ تو اس کے علاوہ اور مجھ سے طلب نہ کرے گا۔ پھر فرمائے گا ممکن ہے اگر میں تجھے اس کے قریب کر دوں، تو تو مجھ سے اس کے علاوہ اور طلب کرے۔ وہ رب سے وعدہ کرے گا کہ اس کے سوا اور نہ مانگے گا اور اُس کا رب اُسے معذور جانتے گا کیونکہ وہ ایسی



چیز دیکھے گا جس پر صبر ناممکن ہے۔ اب اُسے اُس درخت سے قریب کر دے گا۔ وہ اُس کا سایہ لے گا اور اُس کا پانی پیے گا۔ پھر اُس کے سامنے جنت کے دروازے کے پاس سے ایک درخت ظاہر ہوگا جو پہلے دونوں سے اچھا ہوگا۔ تو کہے گا اے میرے رب اب مجھے اس درخت کے قریب کر دے تاکہ میں اس کا سایہ لوں اور پانی پیوں، اس کے سوا تجھ سے کچھ نہ مانگوں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے گا۔ اے ابنِ آدم کیا تو نے مجھ سے یہ عہد نہ کیا تھا کہ تو مجھ سے اس کے سوا کچھ نہ مانگے گا۔ عرض کرے گا ہاں یارب! یہی آخری سوال ہے۔ اس کے علاوہ تجھ سے اور کچھ نہ مانگوں گا اور اُس کا رب تعالیٰ اُسے معذور سمجھے گا، اس لیے کہ وہ ایسی چیز دیکھے گا جس پر اُس سے صبر نہ ہوگا، تو اُس کو اُس کے قریب کر دے گا تو وہ جنتیوں کی آوازیں سُنے گا تو عرض کرے گا کہ اے رب تعالیٰ! مجھے اس میں داخل فرما۔ رب تعالیٰ فرمائے گا اے ابنِ آدم! مجھے تجھ سے فراغت نہیں ہوتی۔ کیا تجھے یہ بات راضی کرے گی کہ میں تجھے دُنیا اور دُنیا کی مثل اس کے ساتھ اور دُوں۔ عرض کرے گا اے رب تو مجھ سے مذاق فرماتا ہے، تُو تو رب العالمین ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہنس پڑے۔ پھر فرمایا تم مجھ سے کیوں نہیں پوچھتے کہ میں کس چیز سے ہنس رہا ہوں، لوگوں نے عرض کیا فرمایئے آپ کس چیز سے ہنس رہے ہیں؟ فرمایا: ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہنسے تھے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم حضور آپ کس چیز سے ہنستے ہیں۔ فرمایا رب العالمین ہنسے گا اس بات سے جو وہ بندہ کہے گا کہ کیا تو مجھ سے مذاق فرماتا ہے، حالانکہ تُو تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

اِنِّیْ لَا اَسْتَھْزِئُ مِنْکَ وَلٰکِنِّیْ عَلٰی مَا اَشَآءُ قَدِیْرٌ (مشکوٰۃ صـ۴۹۲)

میں تجھ سے استہزاء نہیں کرتا، لیکن میں اپنے ہر چاہے پر قدرت رکھتا ہوں۔

**جنّت** ایک اور روایت میں ہے کہ میری اُمت میں سے ایک قوم میری شفاعت کی بناء پر آگ سے رہا کی جائے گی جنہیں جہنّم کی سزا لازم قرار دی گئی تھی اور جہنمی نام دیا گیا ـــــ روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ دوزخ والوں میں سے نکلنے والے آخری شخص کو اور جنّت میں داخل ہونے والے آخری شخص کو۔ ایک شخص آگ میں سے رینگتا ہوا نکلے گا، تو رب تعالیٰ فرمائے گا جا جنّت میں داخل ہو جا۔ وہ وہاں جائے گا، اُسے خیال آئے گا کہ جنّت بھری ہوئی ہے۔ وہ کہے گا:

یَارَبِّ وَجَدْتُّھَا مَلْاٰی (مشکوٰۃ ص۴۹۲) یارب وہ تو بھری پڑی ہے

تو رب تعالیٰ فرمائے گا، جا جنّت میں داخل ہو جا، اس لیے کہ تیری ملکیت دنیا کی برابر اور اُس کا دس گنا ہے۔ وہ کہے گا کیا تو مجھ سے استہزاء کرتا ہے یا مجھ سے ہنسی فرماتا ہے، حالانکہ تو بادشاہ ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا کہ آپ تبسم فرما رہے ہیں، حتیٰ کہ آپ کے دندانِ مبارک چمک گئے اور فرمایا کہ یہ جنّت والوں میں ادنیٰ درجہ پر ہوگا (مشکوٰۃ ص۴۹۲)

**اعلانِ بخشش** سیدنا حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَبْسُطُ یَدَہٗ — اللہ تعالیٰ ہر رات اپنا دستِ رحمت پھیلاتا
بِاللَّیْلِ لِیَتُوْبَ مُسِیْٓءُ النَّھَارِ — ہے کہ کوئی دن کا گناہ گار توبہ کرلے۔ اسی طرح
وَیَبْسُطُ یَدَہٗ بِالنَّھَارِ لِیَتُوْبَ — ہر دن اس کا دستِ رحمت پھیلا رہتا ہے
مُسِیْٓءُ اللَّیْلِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ — کہ کوئی رات کا گناہ گار تائب ہو جائے، یہاں
مِنْ مَغْرِبِھَا۔ (مسلم، مشکوٰۃ ص۲۰۳) — تک سورج مغرب سے طلوع ہو جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی مخلوق پر اتنا مہربان ہے کہ دن رات دستِ رحمت پھیلائے ہوئے ہے کہ دن کو گناہ کرنے والا رات کے وقت اُس سے معافی مانگ لے یا رات کو گناہ کرنے



والا دن کے وقت اُس سے معافی طلب کرے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

پچھلی راتیں رحمت رب دی کرے بلند آوازہ
بخشش منگن والیاں کارن کھلّا ہے دروازہ

سامعین محترم! اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں پر نہایت مہربان اور کرم کرنے والا ہے۔ خدا تعالیٰ کی قسم، ماں کو اپنے بچے سے اتنی محبت نہیں ہوتی، جتنی خالقِ دوجہاں جل و علا کو اپنے بندوں سے ہے۔

**ارحم الراحمین** حضرت عامر الروحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھے اچانک ایک شخص آیا جس پر ایک کمبل تھا اور اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جس پر کمبل لپٹا ہوا تھا۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میں ایک جھاڑی کے پاس سے گزرا، تو میں نے اُس جھاڑی میں چڑیا کے بچوں کی آواز سُنی، میں نے انہیں پکڑ لیا اور اپنے کمبل میں چھپا لیا، اتنے میں اُن کی ماں آگئی، وہ میرے سر پر چکر کاٹنے لگی۔ میں نے اُس کے سامنے وہ بچے کھول دیئے، وہ اُن پر گر پڑی۔ تو میں نے اُن سب کو اپنے کمبل میں لپیٹ لیا۔ وہ سب میرے پاس ہیں۔ فرمایا تم انہیں زمین پر رکھ دو، میں نے انہیں رکھ دیا تو اُن کی ماں اُن سے چمٹی رہی۔ تب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کیا تم ان چوزوں کی ماں کی اپنے بچوں سے اس قدر محبت پر تعجب کرتے ہو؟

فَوَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ اَللّٰہُ — قسم ہے اُس ذات کی جس نے حق کے ساتھ
اَرْحَمُ بِعِبَادِہٖ مِنْ اُمِّ الْاَفْرَاخِ — مبعوث فرمایا اللہ بندوں پر اس سے زیادہ
بِفِرَاخِھَا — مہربان ہے جتنی بچوں کی ماں چوزوں پر مہربان
(ابوداؤد، مشکوٰۃ ص۲۰۸) — ہے۔

بعدہٗ سرکار نے اُس غلام سے فرمایا کہ جاؤ جس مقام سے لائے ہو، وہاں جا کر چھوڑ آؤ۔

Scanned with CamScanner

یا الٰہی تو کریمی و رسولِ تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم

## توبہ کرو

ماں کو اپنے بچے سے اتنی محبت نہیں ہوتی جتنی کہ خالقِ دو جہاں کو اپنے بندے سے ہوتی ہے۔ اسی لیے تو گنہ گار بندے سے بار بار فرمایا جا رہا ہے کہ تو توبہ کر تاکہ میں تیری بخشش کر دوں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (پ ۲۸ - ع ۲۰)

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی طرف ایسی سچی توبہ کرو جو آئندہ کے لیے نصیحت ہو جائے۔ قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ تم سے اتار کر تمہیں جنت میں داخل فرمادے جس کے نیچے نہریں ہیں۔

دوسری جگہ مالک الملک جل شانہٗ نے فرمایا:

وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (پ ۱۸، ع ۱۰)

اور سبھی اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو، اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔

## بخش دوں گا

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم! جب تک تو مجھ سے مانگتا رہے گا اور مجھ سے اُمید رکھے گا، میں تیری بخشش کرتا رہوں گا خواہ تیرے اعمال کیسے ہوں، میں پرواہ نہیں کرتا۔ اے ابنِ آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں پھر بھی تو مجھ سے بخشش مانگے تو میں بخش دوں گا مجھے پرواہ نہیں۔ اے ابن آدم! اگر تو مجھ سے اس حال میں ملے کہ تیرے گناہوں سے ساری زمین بھری پڑی ہو اور تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں تیری بخشش کی بھری ہوئی زمین کے ساتھ



آؤں گا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۴)

گنہ رضا کا حساب کیا، وہ اگرچہ لاکھوں سے ہوں سوا
مگر اے کریم تیرے عفو کا نہ حساب ہے نہ شمار ہے

پنجابی کے کسی شاعر نے کہا ہے ؎

جے میں ویکھاں عملاں وَلّے کجھ نئیں میرے پلّے
جے ویکھاں تیری رحمت وَلّے، بلّے بلّے بلّے

## عورت کی بخشش

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

غُفِرَ لِامْرَاَةٍ مُّوْمِسَةٍ (مشکوٰۃ ص ۱۶۸) ایک بدکار عورت کی بخشش ہو گئی۔

اور پھر اُس کی بخشش کا سبب حضور پُرنور مخبرِ صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بیان فرمایا کہ وہ ایک ایسے کتے کے پاس سے گزری جو شدتِ پیاس کی وجہ سے ایک کنوئیں کے پاس پڑا ہانپ رہا تھا۔ قریب تھا کہ پیاس اُسے ہلاک کر دیتی۔ اُس عورت نے اپنا موزہ اتارا اور اُسے اپنے دوپٹے سے باندھ کر کنوئیں میں لٹکا کر پانی نکالا اور اُس کتے کو پلا کر اُس کی جان بچا دی جس کی وجہ سے اس کی بخشش ہو گئی۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَقَدْ رَاَيْتُ رَجُلًا يَّتَقَلَّبُ فِي الْجَنَّةِ فِيْ شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِيْقِ كَانَتْ تُؤْذِي النَّاسَ۔

میں نے ایک شخص کو جنت میں مزے سے پھرتے دیکھا، اس درخت کے کاٹنے کی وجہ سے جسے اُس نے راستے کے کنارے سے کاٹا جو لوگوں کی تکلیف کا باعث تھا۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۶۸)

ع رحمتِ حق بہا نہ می جوید

## نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا جس نے سو سالہ زندگی فسق و فجور اور معصیت ہی میں بسر کی اور اسی حالت میں اسے موت کا پیام آگیا۔ ملک الموت نے اُس کی رُوح قبض کر لی تو لوگوں نے اُس کے مُردہ جسم کو گھسیٹ کر شہر سے باہر گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا۔ چنانچہ سیدنا موسٰی علیہ السلام کے پاس جبریلِ امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا اے کلیم اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور حکم فرماتا ہے کہ میرا دوست انتقال کر گیا ہے اور لوگوں نے اسے گندے ڈھیر پر ڈال دیا ہے۔ اے کلیم اللہ تم جاؤ اور اُس کو وہاں سے اُٹھالاؤ اور اس کے کفن و دفن کا انتظام کرو اور جو لوگ اس کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے میں اُن کے گناہ معاف کر دوں گا۔ چنانچہ حضرت موسٰی علیہ السلام نے اس کو گندگی کے ڈھیر سے اُٹھوا کر اس کو غسل دلوایا، کفن پہنایا، نمازِ جنازہ پڑھائی اور دفن کروا دیا۔

پھر بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا مولیٰ کریم! یہ تو بہت بڑا مجرم تھا، اس نے سو سال تیری نافرمانی میں گزارا تھا۔ بارگاہِ خداوندی سے جواب ملا اے پیارے نبی! یہ واقعی بہت بڑا گنہ گار تھا، مگر اس نے ایک روز تورات کھولی اور اُس میں میرے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نامِ نامی دیکھا اور محبت سے چُوم لیا، اس کی یہ ادا ہم کو اتنی پسند آئی کہ ہم نے اس کے سو سال کے گناہوں کو معاف کر کے مقربین میں داخل کر لیا۔ (مقدمہ معارج النبوت، نزہۃ المجالس ج۲ ص۷۵)

سامعینِ محترم! نامِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم کرنے والا بنی اسرائیل کا سو سالہ گناہ گار بخشا گیا، تو غلامِ مصطفٰے آپ کے نام پر مر مٹنے والے کو کیوں نہ بارگاہِ خداوندی سے جنت عطا کی جائے گی، اسی لیے تو شاعر کہتا ہے ؎

میریاں عیباں دل نہ جاویں میری جھولی عملوں خالی
میں ادنیٰ تے اسفل ازلوں تیری ذات ازل توں عالی
نام لیوا محبوب تیرے دا جہدے موہڈے کملی کالی
اعظم ساڈے عیب چھپاسی جہڑا دیس عرب دا والی



سامعینِ محترم! اللہ تعالیٰ جل وعلا نے قرآنِ حکیم میں بار بار بندے سے فرمایا اے میرے بندے مجھ سے معافی مانگ تاکہ میں تیرے گناہ بخش دوں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

| | |
|---|---|
| قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ | رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے جیسے گناہ کیا ہی نہیں تھا۔ |

(ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۲۰۶)

اب ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنے مالک کے حضور جھک کر اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں اور آئندہ نیکی کرنے کی کوشش کریں۔ دیکھیے ہمارے آقا مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم معصوم ہونے کے باوجود استغفار کرتے رہتے ہیں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

| | |
|---|---|
| وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ فِی الْیَوْمِ اَکْثَرَ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً (بخاری شریف ج۲ ص۹۹۳) | اللہ تعالیٰ کی قسم میں دن بھر میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کرتا ہوں۔ |

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ وَاسْتَغْفِرُوْہُ فَاِنِّیْ اَتُوْبُ فِی الْیَوْمِ مِائَۃَ مَرَّۃٍ (مسلم) | اے لوگو! اللہ کی جانب توبہ کرو اُس سے مغفرت طلب کرو۔ میں دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ |

سامعینِ محترم! آئیے عہد کریں کہ ہم بھی اپنے خالق و مالک کی بارگاہِ عالیہ میں بخشش و مغفرت طلب کرتے رہیں گے، اس لیے علماء حق کا فرمان ہے:

توبہ کرنے والا گناہ سے اس طرح صاف ہوجاتا ہے جیسے صابن کپڑے کو صاف کر دیتا ہے

توبہ کرنے والے کی روزی میں برکت آجاتی ہے۔

توبہ کرنے والے کی اولاد نیک ہوتی ہے۔

توبہ کرنے والے کی دعا میں قبولیت آجاتی ہے۔

توبہ کرنے والے کا دل منور ہوجاتا ہے۔

توبہ کرنے والے کے دل کو چین اور روح کو سکون مل جاتا ہے۔

آئیے خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں اے مولا!

کانٹے ہمارے پاس ہیں، پھول تیری بارگاہ میں ہیں۔

خطائیں ہمارے دامن میں ہیں، عطائیں تیرے حضور میں ہیں۔

برائی ہم سے ہوہی جاتی ہے، ستاری و غفاری فرمانا تیرا شیوہ ہے۔

ہم گنہ گار و سیہ کار ہیں، تو غفار و ستار ہے

جو ہم سے ہوسکا ہم نے کیا اور جو تیری شان کے لائق ہے تو عطا فرما۔

ہمارے عمل کو نہ دیکھ، ہماری حالت کو نہ دیکھ، ہمارے گناہوں کا سیاہ دفتر نہ دیکھ

اپنے کالی کملی والے محبوب کو دیکھ، ہمارے گناہ معاف فرما دے مولا!

نیکی پر استقامت بخش اور گناہوں سے محفوظ رکھ۔

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارا نہ کیا
لیکن تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے جہنم کی بہت تدبیر مگر
تیری رحمت نے گوارا نہ کیا

وَمَا عَلَیْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

---



# سیدہ عائشۃ الصدیقہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ اَجْمَعِيْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ○ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ الْاَمِيْنُ ○

بتاؤں کیا نعمتیں ملی ہیں، مکینِ خضرا تیری گلی میں
سرور بخشا تیری گلی نے، سکون پایا تیری گلی میں
نگاہ کو روشنی ملی ہے تو دل کو تابندگی ملی ہے
جبیں نے سجدوں میں کیف پایا کیا جو سجدہ تیری گلی میں
کرم ہو اے تاجدار بطحا، عطا ہو کچھ لاڈلوں کا صدقہ
ہزاروں منگتے پسارے دامن کھڑے ہیں داتا تیری گلی میں

معزز سامعینِ کرام، میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید فرقانِ حمید کے اکیسویں پارے میں سے ستارھویں رکوع کی ایک آیتِ مقدسہ کے جُز کی تلاوت کا شرف حاصل کیا ہے

ارشادِ خداوندی ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ (پ ۲۱، ع ۱۷)

نبی کا مومنوں پر اُن کی جانوں سے بھی زیادہ حق ہے اور آپ کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں۔

صاحبِ تفسیر رُوح البیان اس آیۂ کریمہ کے تحت لکھتے ہیں

## شانِ نزول

کہ جب حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو غزوۂ تبوک کے لیے جانے کا حکم فرمایا تو کچھ لوگوں نے عرض کیا

نُشَاوِرُ اٰبَاءَنَا وَاُمَّهَاتِنَا — ہم اپنے والدین سے مشورہ کرلیں

(تفسیر رُوح البیان ج ۷، صـ ۱۳۸)

جب انہوں نے جنگ پر جانے کے لیے والدین سے مشورہ کرنے کے لیے عرض کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس موقع پر یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی جس میں انہیں بتادیا گیا کہ تمہاری جانوں پر تمہارے والدین، بلکہ تمہارا اپنا حق نہیں، جتنا نبی کو تمہاری جانوں پر اختیار ہے۔ توجب نبیِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہوجائے، تو پھر مومن کو یہ اختیار نہیں کہ وہ حکمِ نبی کی تعمیل کرنے کے لیے کسی دوسرے سے مشورہ کرے۔

جب محسنِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی کام کرنے کا اپنے غلام کو حکم دے دیں، تو حقِ غلامی یہ ہے کہ اسے بلاچون وچرا دل کی گہرائیوں سے تسلیم کرلیا جائے ـــــ

قرآنِ حکیم میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا



اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ؕ (پ ۲۲، ع ۲)

نہ کسی مومن مرد کو یہ حق پہنچتا ہے اور نہ ہی کسی مومن عورت کو کہ جب خدا اور اُس کا رسول انہیں کوئی امر مقرر کردیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کوئی اختیار سمجھیں اور جو نافرمانی کرتا ہے اللہ اور اُس کے رسول کی تو وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہوگیا۔

عارفِ رُومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اے نبی کے غلام ـــــ ! اگر تو جائیداد خریدنا چاہے، تو عقل سے مشورہ کرلے ـــــ اگر مکان خریدے تو عقل سے پوچھ لے ـــــ اگر زمین خریدنا ہو تو عقل سے مشورہ کرلے ـــــ اگر کوئی مال خریدنا ہو تو عقل سے پوچھ لے ـــــ مگر جب کملی والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کی باری آجائے تو عقل سے مشورہ نہ کر۔

یاد رکھ تو پیرِ رُومی کا کہا
عقل قرباں کن بہ پیشِ مصطفےٰ

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں اس حقیقت کا صراحتاً اعلان فرمادیا کہ تمہارے والد کو بھی تم پر اتنا حق نہیں جتنا تم پر تمہارے نبی کا ہے اور نبی کی تمام ازواجِ مطہرات تمہاری مائیں ہیں۔

## ازواجِ مطہرات

سامعینِ محترم! ہمارے آقا ومولیٰ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گیارہ ازواجِ مطہرات تھیں۔

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد ـــــ سیدہ عائشۃ الصدیقہ بنت ابی بکر صدیق ـــــ سیدہ حفصہ بنت عمر بن خطاب ـــــ سیدہ اُمِّ حبیبہ بنت ابوسفیان ـــــ سیدہ اُمِّ سلمہ بنت ابوامیہ ـــــ سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن ان چھ ازواجِ مطہرات کا تعلق خاندانِ قریش سے تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چار ازواجِ مطہرات یعنی سیدہ زینب بنت جحش ـــــ سیدہ میمونہ بنت حارث ـــــ سیدہ زینب بنت خزیمہ ـــــ سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا تعلق عرب سے تھا قریش خاندان سے نہ تھا۔

آپ کی زوجہ محترمہ سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا غیر عربیہ تھیں اور ان کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم)

سامعین کرام! حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات ہماری مائیں ہیں ہم سب کے خادم اور غلام ہیں۔ اُن کے قدموں کی خاک کا احترام ہمارے لیے ذریعہ نجات ہے۔ ان سے عقیدت رکھنا خداوند قدوس کو راضی کرنے کا ذریعہ ہے، اس لیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفاقت کے لیے چُن لیا تھا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی تمام ازواج مطہرات کے ساتھ شفقت و محبت فرماتے تھے۔ سب کے حقوق کی پاسداری کرتے تھے۔ رفاقتِ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجہ سے بارگاہِ خداوندی میں انہیں عظیم مقام حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا نِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (پ ۲۲ ع ۱)

اے نبی کی بیویو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفاقت نے انہیں جہان بھر کی عورتوں میں بے مثل و بے مثال بنا دیا۔ محبوب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کی بارگاہ میں سب ازواج کو عظمت حاصل تھی، مگر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک انفرادی مقام حاصل تھا۔

## محبوبۂ محبوبِ ربّ العالمین

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ مقدسہ میں عرض کیا:

اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیْكَ قَالَ عَائِشَةُ قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ اَبُوْهَا۔
بخاری ص ۵۱۷، مشکوٰۃ ص ۵۵۵

آپ کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا عائشہ — میں نے عرض کی، مردوں میں کون؟ فرمایا ان کا باپ (ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)



سامعین محترم! جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کرے اللہ رب العالمین کا فیصلہ ہے، يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ کہ اللہ تم سے محبت کرے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا محبوب بن جاتا ہے ——— تو جس سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محبت فرمائیں، تو پھر اس کو بارگاہِ خداوندی میں کیا مقام حاصل ہوگا۔

محبوب ہے اللہ کو جو نبی کا گدا ہے
محبوب جسے پیار کرے شان اس کی جدا ہے

اب ان لوگوں کو اپنی عاقبت کے متعلق سوچنا چاہیے جو اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ محبوبۂ محبوب ربّ العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بغض و عناد رکھتے ہیں، کیا وہ بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہو سکتے ہیں۔ شاعر نے اس مقام پر کیا خوب کہا ہے اے اُمّ المومنین!

دشمن تیرا دنیا میں گرفتارِ بَلا ہے
دل مردہ، عقل خوردہ، لباس اُس کا سیاہ ہے

## جنت قدموں میں

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقدس ارشاد ہے کہ جنت تمہاری ماں کے قدموں میں ہے۔ یعنی ماں کی خدمت و محبت اور اطاعت کا صلہ جنت ہے۔ فرمانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہ غور فرمائیں "ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔" یہ فرمان مطلق ہے، یہ نہیں فرمایا کہ اگر تمہاری ماں نماز ادا کرتی ہوگی تو پھر اُس کے قدموں تلے جنت ہوگی۔ اگر اُس نے حج کیا ہوگا تو پھر اس کے قدموں تلے جنت ہوگی۔ یہ نہیں فرمایا کہ اگر اُس نے روزے رکھے ہوں گے، تو پھر اُس کے قدموں تلے جنت ہوگی، بلکہ فرمان غیر مشروط ہے، یعنی خدا نہ کرے ماں بے نماز بھی ہو، بے روزہ ہو، بے عمل ہو۔ بچہ اگر خدا اور رسول کے حکم کے مطابق ماں کی خدمت کرے گا تو وہ اس کے لیے حصولِ جنت کا ذریعہ اور سبب بن سکتی ہے۔ ایک شخص اپنی بے نماز ماں کی خدمت کرے، تو اسے جنت ملتی ہے، تو جو ساری مومنوں کی ماں ہے جس کے گھر میں نماز آئی ——— روزہ آیا ——— حج آیا ———

زکوٰۃ آئی ـــــ جس کی بارگاہ میں جبرائیل علیہ السلام سلام پیش کرے ـــــ جو محبوبہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ـــــ جو ام المومنین ہے ـــــ جبرائیل علیہ السلام نے جس کی صورت کا نقشہ سبز رنگ کے ریشم کے ٹکڑے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرکے عرض کیا؛

هٰذِهٖ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ یہ دُنیا و آخرت میں آپ کی بیوی ہے۔

(ترمذی۔ مشکوٰۃ صـ۵۷۲)

جس کا باپ صدیقوں کا امام ـــــ جس کے سر کا تاج نبیوں کا امام ـــــ طاہر باپ کی طاہرہ بیٹی ـــــ طیّب باپ کی طیّبہ بیٹی ـــــ زاہد باپ کی زاہدہ بیٹی ـــــ ساجد باپ کی ساجدہ بیٹی ـــــ عالم باپ کی عالمہ بیٹی ـــــ معلّم باپ کی معلّمہ بیٹی ـــــ مفسّر باپ کی مفسّرہ بیٹی ـــــ محدّث باپ کی محدّثہ بیٹی ـــــ عتیق باپ کی عتیقہ بیٹی ـــــ صدّیق باپ کی صدّیقہ بیٹی ـــــ

وہ صدیقہ ہے عتیقہ ہے رفیقہ ہے نبی کی
جھکتی ہے در اُس کے جبیں ہر غوث و ولی کی

کون عائشہ ـــــ؟ جب سیدنا یوسف علیہ السلام پر تہمت لگی، تو ایک بچے نے گواہی دی ـــــ عیسیٰ علیہ السلام نے شیرخوارگی کے زمانے میں اپنی ماں کی عفت و عصمت کی گواہی دی ـــــ مگر جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگی، تو اللہ تعالیٰ نے خود اس کی گواہی دی اور قرآن کریم کی سورۃ نور نازل فرمائی۔

کون عائشہ ـــــ؟ جس کے حجرے کی زمین عرشِ اعلیٰ سے بھی افضل ہے؟

جس کے حجرے کا مکیں سرورِ دنیا و دیں ہے
یوں عرش سے اعلیٰ اُس کی زمیں ہے

کون عائشہ ـــــ؟ جس کے بستر پر نبی کریم جلوہ فرما ہوتے تو اللہ تعالیٰ قرآن نازل فرماتا۔



## تحائف

بخاری شریف میں ہے کہ مسلمانوں کو معلوم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ محبت ہے، چنانچہ جب ان میں سے کسی کے پاس کوئی ہدیہ ہوتا اور وہ اُس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا تو انتظار کرتا تاکہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں ہوں تو پیش کیا جائے، یعنی ازواجِ مطہرات نے صحابہ کرام کے اس خصوصی برتاؤ کو شدت سے محسوس کیا اور اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کریں کہ آپ لوگوں سے فرمادیں کہ جو شخص آپ کو ہدیہ بھیجنا چاہے، تو وہ بھیج دے، چاہے آپ اپنی کسی بیوی کے پاس بھی موجود ہوں۔

چنانچہ اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اُن کے کہنے کے مطابق بارگاہِ مصطفوی میں عرض کردیا، تو آپ نے کوئی جواب ارشاد نہ فرمایا۔ ان دوسری بیویوں نے اُمِّ سلمہ سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ انہوں نے اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ تم پھر عرض کرو۔ اُمِّ سلمہ نے بیان کیا کہ جب پھر میری باری آئی، تو میں نے عرض کیا، مگر آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ بیویوں نے کہا کہ تم پھر عرض کرو ـــ چنانچہ جب ان کی باری آئی تو انہوں نے عرض کی، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا؛

لَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ فَاِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَاْتِنِيْ وَاَنَا فِيْ ثَوْبِ امْرَاَةٍ اِلَّا عَائِشَةَ

مجھے عائشہ کے متعلق اذیت نہ دو، اس لیے کہ وحی میرے پاس اس وقت آتی ہے، جب میں عائشہ کے بستر میں ہوتا ہوں۔

(بخاری صـ۲۵۱ ج ۱)

## دعوت

سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پڑوس میں رہنے والا فارسی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو کھانے کی دعوت پیش کی۔

فَقَالَ وَهٰذِهٖ لِعَائِشَةَ۔ تو آپ نے فرمایا ساتھ عائشہ بھی اے مجھے دعوت دینے والے فارسی! یہ کھانے کی دعوت تم مجھ ہی کو دے رہے ہو یا عائشہ کو بھی ساتھ دعوت دے رہے ہو۔ اُس نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا تو پھر میں دعوت قبول نہیں کرتا، وہ چلا گیا۔ پھر دوبارہ آیا تو پھر یہی سوال وجواب ہوا۔ تیسری مرتبہ آیا تو آپ نے پھر بھی یہی فرمایا کہ ساتھ عائشہ بھی ہو گی؟ اُس نے عرض کی، ہاں — پھر آپ اور حضرت عائشہ اُس کے گھر گئے (مسلم شریف ج ۲، ص ۱۷۶)

حدیث شریف کی شرح کرتے ہوئے علماء کرام فرماتے ہیں کہ آپ کے تنہا کھانے کی دعوت قبول نہ فرمانے کی وجہ یہ تھی کہ اُس دن گھر میں فاقہ تھا۔ آپ کے اُنس اور محبت، لطف وکرم کو گوارا نہ تھا کہ عائشہ گھر میں فاقہ سے ہو اور میں دعوت کھا لوں۔

سامعین محترم! مقامِ غور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فاقہ سے ہوں، تو آپ کی محبت کو یہ گوارا نہیں کہ آپ تنہا کسی کی دعوت قبول فرما کر کھانا تناول فرمائیں۔ آپ کا یہ طرزِ عمل جہاں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مرتبے اور مقام کا آئینہ دار ہے، وہاں امتِ مسلمہ کے لیے ازدواجی تعلقات کے حقوق کی ادائیگی کے لیے مشعلِ راہ بھی ہے، یعنی مرد کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ خود تو گھر سے باہر پیٹ بھر کر کھائے اور اس کی بیوی گھر میں فاقہ کشی کرے۔

ہمارے معاشرہ میں یہ کمزوریاں کئی ایک مقامات پر دیکھنے میں آتی رہتی ہیں کہ شوہر اپنی بیوی کے حقوق کو ادا نہیں کرتا۔ بیوی گھر میں فاقہ سے ہوتی ہے اور شوہر ہوٹلوں میں کھانے کے مزے لے رہا ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے مرد کو عورتوں پر حاکم قرار دیا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ مرد عورتوں پر حاکم ہیں

(پ ۵، ع ۲)

جیسے حاکم کے لیے رعایا کی نگہداشت کرنا ضروری ہوتی ہے، اسی طرح مرد کو اپنی بیوی



کی ضروریات کو پورا کرنا لازمی ہے۔

پھر ہماری ماؤں بہنوں کو، یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ جیسے مرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ عورتوں کے حقوق کو ادا کرے، اس لیے کہ وہ ان پر حاکم ہے تو جیسے رعایا پر ہے کہ اپنے بادشاہ کی اطاعت ضروری ہے، اسی طرح عورتوں پر بھی اپنے حاکم کی تابعداری ضروری ہے۔

سامعینِ محترم! ہمارے معاشرہ میں بعض مرد اپنی بیوی کے حقوق ادا نہیں کرتے اور بعض عورتیں اپنے خاوند کی خدمت و اطاعت نہیں کرتیں — ذرا ذرا سی بات پر طعنے شکوے شروع ہو جاتے ہیں۔ خدا نہ کرے شوہر پر غربت کا وقت آ جائے، عورت کو حسبِ منشا لباس، خوراک، نہ ملے تو فوراً ناشکری کے کلمات زبان پر آ جاتے ہیں۔ زندگی بھر جس کی کمائی کھائی ہوتی ہے مشکل وقت میں اُس کا ساتھ دینے کی بجائے کہتی ہے —— "میں نے تیرا دیکھا کیا ہے —؟ جب سے تیرے گھر آئی ہوں، دکھوں کے سوا مجھے تجھ سے کیا حاصل ہوا؟

مشاہدے کی بات ہے کہ بڑے بڑے باعزت اور پُروقار لوگ، جنہیں دُنیا سلام کرتی ہے، مگر بیوی اُن کو خاطر میں نہیں لاتی۔

**پَرواز**

کہتے ہیں کہ ایک پیر صاحب جو لوگوں کی نظروں میں بڑے معزز اور پارسا تھے۔ ہر شخص اُن کا احترام واکرام کرتا اور عزت کی نگاہ سے دیکھتا۔ مگر اُن کی زوجہ محترمہ انہیں خاطر میں نہ لاتیں، لمحہ لمحہ انہیں طعن وتشنیع سے نوازتی رہتی، بزرگی اور پارسائی کے طعنے دیا کرتی جس سے حضرت صاحب کی زندگی اجیرن ہو کر رہ گئی۔ تنگ آ کر حضرت پیر صاحب نے ایک وظیفہ پڑھا جس کے نتیجہ میں وہ ہوا میں اُڑنے لگے۔ پیر صاحب کی بیوی نے دیکھا کہ ایک شخص ہوا میں اڑ رہا ہے اور پہچان نہ کر سکی کہ اڑنے والا کون ہے۔ رات ہوئی تو اپنے شوہر سے کہنے لگی کہ تو کہاں کا پیر ہے، پیر تو میں نے آج دیکھا ہے — حضرت صاحب نے فرمایا، کہو کہ کیا دیکھا، کہنے لگی کہ وہ مردِ باصفا ہوا میں اڑ رہا تھا۔ پیر صاحب بیوی کی عقیدت بھری گفتگو سن کر اندر ہی اندر بڑے خوش ہو رہے تھے۔ خدا کا شکر ہے کہ آج

Scanned with CamScanner

یہ ہمارے کمالات کی معترف ہوگئی۔ پیر صاحب نے بیوی سے کہا، خدا کی قسم جس کو تو نے ہوا میں اُڑتا دیکھا ہے، وہ میں ہی تھا۔ بیوی نے لمحہ بھر توقف کیا اور پھر کہا اچھا وہ تم تھے۔ اسی لیے ٹیڑھے ٹیڑھے اُڑتے تھے؛

سامعین محترم! یہ ہے بعض عورتوں کا حال، اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب فرمائے۔ بیوی کو چاہیے کہ اپنے خاوند کی خدمت و اطاعت کرکے خدا اور رسول کی خوشنودی اور رضا حاصل کرلے اور بغیر شوہر کی اجازت کے گھر کی چار دیواری سے باہر قدم نہ نکالے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے؛

اِذَا خَرَجَتِ الْمَرْاَۃُ مِنْ بَیْتِھَا وَزَوْجُھَا کَارِہٌ لَعَنَھَا کُلُّ مَلَکٍ فِی السَّمَآءِ وَکُلُّ شَیْئٍ مَرَّتْ عَلَیْہِ غَیْرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ۔ (کشف الغمہ ص۸۱)

جب عورت اپنے گھر سے نکلے اور مرد اُس کو ناپسند سمجھے تو آسمان کے تمام فرشتے اسے لعنت کرتے ہیں، ہر وہ شے جہاں سے وہ گزرتی ہے لعنت کرتی ہے سوائے جنوں اور انسانوں کے۔

سامعینِ محترم! عورت کو چاہیے کہ مرد کا احترام کرے اور مرد کو چاہیئے کہ عورت کے حقوق کی پاسداری کرے۔ ہمارے آقا و مولیٰ کی ازدواجی زندگی ہر مومن مسلمان کے لیے مشعلِ راہ ہے سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بغیر کھانے کی دعوت کو قبول نہ فرمایا جبکہ ام المومنین فاقہ سے تھیں۔

## امامِ ربّانی

امامِ ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقیر کا یہ طریقہ تھا کہ اگر کھانا پکواتا تو اس کا ثواب حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حضرت امیر یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فاطمۃ الزہرا اور حسنین کریمین کی ارواح طیبات کے لیے خاص کرتا اور ازواج مطہرات کا نام نہ لیا کرتا تھا۔



ایک رات خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ فقیر نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا، تو آپ فقیر کی طرف متوجہ نہ ہوتے اور چہرۂ انور دوسری طرف پھیر لیا اور فقیر سے فرمایا،

من طعام درخانہ عائشہ مے خورم — میں عائشہ کے گھر کھانا کھاتا ہوں۔

جس کسی نے کھانا بھیجنا ہو، وہ مجھے عائشہ کے گھر بھیجا کرے۔ اس وقت معلوم ہوا کہ آپ کے توجہ نہ فرمانے کا سبب یہ تھا کہ فقیر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شریک طعام نہ کرتا تھا۔ اس کے بعد فقیر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بلکہ تمام ازواج مطہرات، سب کو شریک کیا کرتا اور تمام اہل بیت عظام کو بھی شریکِ طعام کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے لیے وسیلہ بناتا تھا۔ (مکتوب نمبر ۳۶)

سامعین محترم! حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو محبت تھی، وہ امام ربانی کے خواب سے بھی اظہر من الشمس ہے کہ اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بارگاہِ نبوی میں کتنا زیادہ قرب حاصل ہے۔

## عظمتِ صدیقہ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

کَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ کَثِیْرٌ وَلَمْ یَکْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَرْیَمُ اِبْنَتُ عِمْرَانَ وَاٰسِیَۃُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَۃَ عَلَی النِّسَآءِ کَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَائِرِ الطَّعَامِ۔ (بخاری ج ۱، ص۵۳۲)

مردوں میں تو بہت سے کامل گزرے ہیں، لیکن عورتوں میں مریم بنت عمران، آسیہ زوجہ فرعون کے سوا کوئی کامل نہ ہوئی اور حضرت عائشہ کو تمام عورتوں پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے ثرید کو تمام کھانوں پر۔

محبوب ربّ العالمین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردوں میں تو بہت

Scanned with CamScanner

سی کامل ہستیاں گزری ہیں، مگر عورتوں میں حضرت مریم اور حضرت آسیہ شان والی ہیں — اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان تمام عورتوں میں ایسی ہے جیسے کھانوں میں ثرید — ثرید اہل عرب کی مرغوب غذا ہے اور اسے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی پسند فرمایا کرتے تھے۔ ثرید شوربے اور روٹی کو بھگو کر تیار کیا جاتا ہے۔ دورِ حاضرہ کے اطبار نے بھی اس کے بڑے فوائد بیان کیے ہیں۔

## گفتگو

مولانا روم مثنوی شریف میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درمیان گفتگو کا سلسلہ جاری تھا۔ دورانِ گفتگو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی امی جان! میں آپ سے افضل ہوں، اس لیے کہ میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کا ٹکڑا ہوں — اور تم صدیق کی بیٹی ہو — میں نبی کی لاڈلی ہوں — سیدہ عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا، اے بیٹی! اس کا فیصلہ تو میدانِ قیامت میں ہوگا کہ تو فضیلت والی تو ہے یا میں — اے بیٹی! تجھے علم ہے قیامت والے دن نیک بیویاں اپنے نیک خاوندوں کے ہمراہ جنت میں پہنچیں گی — اے بیٹی جب اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں جانے کا حکم صادر فرمائے گا، میں بھی جنت میں جاؤں گی اور تو بھی جنت میں جائے گی، لیکن ہمارا دونوں کا جنت میں جانا اپنی اپنی شان کے مطابق ہوگا

من با احمد ہاشم و تو با علی
فرق کن در ایں و آں گر عاقلی

اے بیٹی! سیدہ تو بھی جنت میں جائے گی اور جنت میں بھی جاؤں گی — مگر جانے میں فرق ہوگا ؎

دامن علی کا ہوگا اور ہاتھ تیرا ہوگا
دامن نبی کا ہوگا اور ہاتھ میرا ہوگا



یہ سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چُپ ہوگئیں۔

فَقَامَتْ عَائِشَۃُ وَقَبَّلَتْ رَأْسَهَا وَقَالَتْ يَالَيْتَنِيْ شَعْرَةٌ فِيْ رَأْسِكِ (نزہۃ المجالس ج ۲، ص ۱۷۶)

تو عائشہ کھڑی ہوگئیں اور سیدہ کے سر کو چوم کر کہنے لگیں اے کاش! میں تیرے سر کا ایک بال ہوتی۔

قربان جاؤں شانِ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دُنیا و آخرت میں رفیقہ ہے۔

جو خود چکی چلا کر آٹا تیار کرتی اور پھر اپنے ہاتھ سے گوندھ کر روٹی پکاتی۔
حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لباس شریف کو دھونے کا شرف جنہیں حاصل ہوا۔
جو رحمتِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بستر بچھاتیں
رات کو تہجد کی نماز آپ کی معیت میں ادا کرتیں۔
والّیل والی زلفوں میں کنگھی کرنے کا جسے شرف حاصل ہوا۔
جسے جسم معطر پر عطر لگانے کی سعادت نصیب ہوئی۔
ہمارے آقا و مولیٰ کا وصال باکمال جس کی مقدس گود میں ہوا۔
اور جس کے حجرۂ اقدس میں کونین کے والی کا مزار بنا۔
کسی کو ناز ہے کہ اُس کے گھر میں مال و دولت ہے۔
کسی کو ناز ہے کہ اُس کے گھر میں سیم و زر ہے۔
کسی کو ناز ہے کہ اُس کے گھر میں علم و ہنر ہے۔
کسی کو ناز ہے کہ اُس کے گھر میں صداقت ہے۔
کسی کے گھر میں عدالت ہے، کسی کے گھر میں سخاوت ہے
کسی کے گھر میں شجاعت ہے، کسی کے گھر میں امامت ہے۔
کسی کے گھر میں سیادت ہے، کسی کے گھر میں دیانت ہے۔

Scanned with CamScanner

کسی کے گھر میں ریاضت ہے، کسی کے گھر میں شہادت ہے۔
کسی کو ناز ہے کہ اس کے گھر میں بادشاہت و سروری ہے۔

اے اُمّ المومنین! تیری عظمت و رفعت پہ قربان جاؤں!
تیرے حجرے میں دو عالم کے تاجدار کی جلوہ گری ہے۔
تیرے حجرے کا مکیں وارثِ عرشِ بریں ہے۔
تیرے حجرے کا مالک امام الانبیاء و سید المرسلیں ہے۔
فرشتے تیرے گھر کی چوکھٹ پر حاضری دیتے ہیں۔
ابوبکر و عمر اس گھر میں نبی کے قدموں میں لیٹے ہیں۔
عرش والے تیرے حجرے کے مکیں کو سلام کہتے ہیں۔
کائنات میں بسنے والے مسلمان اس گھر کی زیارت کے لیے بیتاب ہیں
خوش بخت ہیں وہ لوگ جو ام المومنین کا احترام کر کے گنبدِ خضرٰی کے مکیں کی رُوح پُرفتوح کو راضی کرتے ہیں۔

آؤ ہم سب مل کر خداوندکریم کی بارگاہِ عالیہ میں دُعا کریں کہ اے اللہ! ہمیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اُن کی ازواجِ مطہرات، آلِ پاک اور اصحابِ پاک کی عقیدت و محبت نصیب فرما۔ آمین ثم آمین!

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ



# مقامِ ولایت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ ۝ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ الْاَمِيْنُ ۝

مَیں لجپالاں دے لڑ لگیاں، میرے پلّے بھرے رہندے
میری آساں اُمیداں دے، سدا بُوٹے ہرے رہندے
کدی وی لوڑ نئیں پیندی، مینوں دَر دَر تے جاون دی
میرے دل وچ سجن وسدا، میرے دیدے ٹھرے رہندے
دُعا منگیا کرو سجنوں، کتے نہ پیر رُس جاوے،
جنہاں دے پیر رُس جاون، اوہ جیوندے وی مرے رہندے
ایہہ اوکھا عشق دا پینڈا، جو ٹُرنے نال مکناں اے
اوہ منزل نوں نہ پا سکدے، جو بیٹھے نے گھرے رہندے
نیازی تینوں غم کِس دا، تیری نسبت ہے لاثانی!
جو ہوکے پیر دے رہندے، قسم رب دی کھرے رہندے

معزز سامعین حضرات! یہ مسلمہ اصول ہے کہ مکان کی عظمت مکین سے ہے، مکین اگر شان والا ہوگا تو جہاں اُس کا احترام ہوگا ——— وہاں اُس کی نسبت سے اس کے مکان کا بھی اکرام ہوگا ——— نسبت بڑی چیز ہے۔ عربی زبان کی گرامر کا اصول ہے کہ اگر نکرہ کی نسبت معرفت کی طرف ہوجائے ——— تو نکرہ بھی معرفہ ہوجاتا ہے۔ عام چیز کی نسبت کسی خاص چیز کے ساتھ ہوجائے تو وہ بھی خاص ہوجاتی ہے ——— دیکھیے ایک ہی بھٹے سے تیار ہونے والی اینٹیں تھیں، ایک مسجد کے فرش پر لگ گئی ——— دوسری عام گلی کے فرش پر لگادی گئی ——— ایک کی نسبت اللہ تعالیٰ کے گھر سے قائم ہوگئی۔ اور دوسری کی نسبت گلی کے فرش سے ہوگئی ——— مسجد کے فرش پر لگنے والی اینٹ پر کوئی بھی جوتے سمیت قدم نہیں رکھ سکتا ——— اور گلی کے فرش پر لگنے والی اینٹ پر کوئی بغیر جوتے کے چل نہیں چلتا۔ ایک ہی درخت کی لکڑی تھی۔ اس کے ایک حصہ سے کرسی بنالی گئی ——— اور دوسرے حصے قرآن پاک رکھنے کے لیے رحل بنالی گئی ——— کرسی پر پاک و ناپاک بیٹھ سکتا ہے، اس کا کوئی احترام نہیں کرتا ——— مگر وہ لکڑی جو قرآنِ کریم کی رحل بن گئی، وہ قرآن پاک کی نسبت سے قابلِ احترام ہوگئی ——— ایک ہی کارخانہ کا بنا ہوا کاغذ تھا ——— ایک پر کوئی ناول یا قصہ کہانی کو لکھا گیا ——— اور دوسرے کاغذ پر قرآن کریم لکھا گیا ——— کیا اب یہ دونوں کاغذ برابر رہے ——— ؟ ——— نہیں ——— ! جس کاغذ پر ناول لکھا گیا وہ پڑھنے کے بعد ردّی کی ٹوکری میں پہنچ جاتا ہے اور جس کاغذ پر قرآن حکیم لکھا گیا ——— اُس کو پڑھنا بھی عبادت اور دیکھنا بھی عبادت قرار پایا ——— ناول والا کاغذ ردّی کی ٹوکری میں پہنچ کر باعثِ نفرت ہوگیا ——— اور جس کاغذ پر قرآن پاک لکھا گیا، وہ قرآن حکیم کی نسبت سے قابلِ عزت ہوگیا ——— اب اسے کوئی بے وضو شخص ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا ——— کتنا ہی قیمتی کپڑا ہو، لوگ اسے یہی کہیں گے کہ یہ قیمتی کپڑا ہے، مگر اسے کوئی بوسہ نہیں دے گا ——— پُرانا ہونے پر اُسے



پہننے والا کبھی اتار پھینکتا ہے، مگر وہ کھدر جو بظاہر قیمتی نہیں تھا، مگر اُس کی نسبت قرآن کریم کے ساتھ ہوگئی اور وہ قرآن پاک کا غلاف بن گیا ——— اب قرآن حکیم پڑھنے والا قرآن مجید کو بعد میں کھولتا ہے، پہلے غلاف کو چوم لیتا ہے ——— پانی دُنیا کے ہر ملک اور ہر بستی میں ہے۔ سمندر بھرے پڑے ہیں، دریا چل رہے ہیں، ندیاں بہہ رہی ہیں ——— مگر وہ پانی جس کو سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کے قدموں کے ساتھ نسبت ہوگئی ——— وہ پانی تبرک بن گیا ——— وہ کپڑا جو غلافِ کعبہ بنا ——— مومن اسے چومنے کو سعادت دارین سمجھتے ہیں

سامعین محترم! اینٹ کی نسبت جب مسجد سے ہوجائے تو وہ شان والی ہوجاتی ہے کپڑے کی نسبت جب قرآن کریم سے ہوجائے، تو وہ شان والا ہوجاتا ہے ——— جس کاغذ کی قرآن کریم سے نسبت ہوجائے، تو وہ قابلِ احترام ہوجاتا ہے ——— اور پھر جس کی نسبت صاحبِ قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوجائے، وہ صاحبِ مقام بن جاتا ہے ؎

محمّد سے نسبت بڑی چیز ہے
خُدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

ایک اور شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

مَیں اور کیا میری حقیقت، سب کچھ ہے سرکار کی نسبت
مَیں تو بُرا ہوں، لیکن میری لاج ہے کس کے ہاتھ نہ پوچھو

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم **خیرُ الامم** کے طفیل آپ کی اُمت کو عظمت و شان عطا فرمائی، جس کا اعلان قرآن میں یُوں کیا گیا:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (پ ۴ – ع ۲)

تم سب اُمتوں میں بہترین اُمت ہو، جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔

جس طرح حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور تمام انبیاء و مرسلین

کے جملہ فضائل و کمالات آپ کی ذات بابرکات میں موجود ہیں۔ آپ پر مکارمِ اخلاقِ حمیدہ تمام ہیں ـــــ اسی طرح آپ کی اُمت بھی خاتم الامم ہے۔ کمالِ دین کی دولت، اور اتمامِ نعمت کی حامل ہے، جیسا کہ قرآنِ حکیم میں ہے،

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ — آج میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا،
وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ — اور اپنی تمام نعمتیں تم پر تمام کر دیں۔ (پ ۶ ع ۵)

سامعینِ محترم! حضور تاجدارِ دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس تمام انبیاء مرسلین علیہم السلام میں اعلیٰ وارفع ہے ـــــ اسی طرح آپ کی اُمت پچھلی تمام اُمتوں سے اعلیٰ وارفع ہے ؎

میرا محبوب، محبوب یزدان ہے
اُس کا فرمان، خالق کا فرمان ہے
سارے نبیوں کا ایسا وہ سُلطان ہے
بن گئی اُس کی اُمت بھی خیر الامم

## فضلِ خداوندی

شیخِ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مدارج النبوۃ میں روایت نقل فرماتے ہیں،

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی "اے اللہ! کیا تیرے نزدیک میری امت جیسی کوئی اُمت ہے ـــــ؟ جس پر تو نے بادلوں کا سایہ کیا ہو؟ اُن کے لئے من وسلویٰ نازل کیا ہو ـــــ؟" اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے ارشاد فرمایا "اے موسیٰ علیہ السلام! تم اُمتِ محمدیہ کی فضیلت کو نہیں جانتے ـــــ جتنا میرا فضل تمام اُمتوں پر ہے، اتنا تنہا اس امت پر ہے۔" (مدارج النبوۃ ج ۱، صـ ۱۴۵)

سارے نبیوں کا ایسا وہ سُلطان ہے
بن گئی اُس کی اُمت بھی خیر الامم



## تمنائے کلیم

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب توراۃ کی تختیوں میں اُمتِ نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ستر صفات پڑھیں، تو بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا، اے میرے مولا! یہ اُمت مجھے دے دے ـــــ تو فرمانِ باری تعالیٰ ہوا، یہ اُمت تو میرے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حصہ ہے ـــــ عرض کی، اے اللہ تعالیٰ! تو پھر مجھے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اُمتی ہی بنا دے ؎

سارے نبیوں کا ایسا وہ سُلطان ہے
بن گئی اُس کی امت بھی خیر الاُمم

## جنت میں پہلے

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، حرام کر دی گئی جنت انبیاء پر، جب تک کہ میں نہ داخل ہو جاؤں ـــــ اور حرام کر دی گئی دوسری اُمتوں پر جنت، جب تک کہ میری اُمت داخل نہ ہو۔ (مدارج النبوۃ ج ۱)

سامعینِ محترم! کسی نبی، کسی رسول کو حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جنت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوگی ـــــ اور کسی نبی کی امت، آپ کی اُمت سے پہلے جنت میں داخل نہ ہوگی ؎

باغِ جناں میں سائم، ہرگز نہ جا سکیں گے
دُنیا کے تاجور بھی اُن کے گدا سے پہلے،

؎ سارے نبیوں کا ایسا وہ سُلطان ہے — بن گئی اُس کی اُمت بھی خیر الامم

## بے حساب وکتاب

جنت میں اس اُمت کے ستر ہزار لوگ بے حساب داخل ہوں گے (اس روایت کو شیخین نے روایت کیا اور بیہقی اور طبرانی کے نزدیک حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے

میری اُمت کے ستر ہزار لوگوں کو بے حساب و کتاب جنت میں داخل کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ میں نے حق تعالیٰ سے اس سے زیادتی کا سوال کیا، تو حق تعالیٰ نے وہ بھی مجھے عنایت فرما دیا۔ ارشاد ہوا کہ ان ستر ہزار میں سے ہر ایک شخص مزید ستر ہزار کو بے حساب جنت میں لے جائے گا۔ مدارج النبوۃ، ج ۱؍

سارے نبیوں کا ایسا وہ سلطان ہے
بن گئی اُس کی اُمت بھی خیر الامم

## دو نور

ابو نعیم بروایت سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب سے نقل کرتے ہیں کہ کعب احبار سے ایک مرد نے خواب دیکھا کہ لوگ حساب و کتاب کے لیے جمع ہیں اور تمام نبیوں کو بُلایا گیا، تو جملہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کے ساتھ آئے ـــــ اور ہر نبی کے لیے دو نور اور ہر اُمتی کے لیے ایک نور تھا جو اُن کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔

اس کے بعد حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلایا گیا تو آپ کے ہر مُوئے تن کے ساتھ ایک ایک نور تھا (یعنی آپ اس حال میں تشریف لائے کہ آپ نورٌ علیٰ نور تھے) اور آپ کے ہر اُمتی کے ساتھ دو نور تھے۔ مدارج النبوۃ ج ۱

سارے نبیوں کا ایسا وہ سُلطان ہے
بن گئی اُس کی اُمت بھی خیر الامم

## اُمت کے ولی

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس سارے نبیوں سے اعلیٰ ـــــ آپ کی امت تمام سابقہ نبیوں کی اُمتوں سے اعلیٰ ـــــ اور آپ کی اُمت کے ولی پچھلی ساری اُمتوں کے ولیوں سے اعلیٰ ـــــ جن کی عظمت و رفعت خداوند قدوس نے قرآن کریم میں بیان فرمائی ـــــ ارشاد ہوتا ہے:



اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ خبردار جو اللہ کے ولی ہیں، اُن پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ اُن پر کچھ غم۔

سامعینِ محترم! اس دُنیا کے رنگ و بُو میں غور کیجیے، یہاں ہر چیز ڈر رہی ہے، پہاڑ لوہے سے ڈر رہے ہیں کہ ہمیں کاٹ نہ ڈالے۔ لوہا آگ سے ڈر رہا ہے کہ مجھے پگھلا نہ دے ـــــ آگ بادلوں سے خائف ہے کہ وہ اس پر برس کر اسے بجھا نہ دیں ـــــ بادل ہوا سے ڈر رہے ہیں کہ وہ اسے اپنے تھپیڑوں کی لپیٹ میں نہ لے لے ـــــ ہوا مکانوں سے ڈرتی ہے کہ یہ میرے راستے میں رکاوٹ ہیں ـــــ مکان، انسانوں سے خوفزدہ ہیں کہ یہ ہمیں گرا نہ دیں ـــــ انسان موت سے ڈرتا ہے کہ وہ اس کا رشتۂ حیات منقطع نہ کر دے۔

اس دنیا میں ہر چھوٹا بڑے سے ڈر رہا ہے ـــــ ہر ایک کسی نہ کسی سے ڈر اور غم میں مبتلا ہے، مگر جن لوگوں کا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ سے مالکِ حقیقی سے تعلق ہو گیا، وہ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ کا مصداق بن گئے ہیں۔

## کسی سے نہیں ڈرتا

آج اگر کسی شخص کا تعلق شہر کے کسی ڈپٹی کمشنر سے ہو جائے، تو وہ کہتا ہے کہ مجھے شہر میں کسی افسر کا ڈر نہیں ـــــ اگر کسی کا تعلق گورنر سے ہو جائے ـــــ کسی وزیر سے ہو جائے ـــــ کسی امیر سے ہو جائے ـــــ کسی سفیر سے ہو جائے ـــــ تو وہ اس کے زیرِ اثر علاقہ میں سے کسی سے نہیں ڈرتا ـــــ تو جس کا تعلق نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے ربِّ قدیر سے ہو جائے، وہ اُس کی خدائی میں کسی سے نہیں ڈرتا۔

سارے نبیوں کا ایسا وہ سلطان ہے
بن گئی اُس کی امت بھی خیر الامم

Scanned with CamScanner

## حضرت سفینہ

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ام سلمہ کے غلام تھے۔ آپ نے انہیں اس شرط پر آزاد کیا کہ وہ زندگی بھر سرورِ کائنات، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کیا کریں۔ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ شرط منظور کر لی کہ میں ساری زندگی آپ ہی کی خدمت میں رہوں گا ـــــ ایک سفر میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور بعض صحابہ کرام نے بھی انہیں اپنا سامان اٹھوا دیا ـــــ آپ یہ سارا سامان اُٹھا کر چلے تو سرکارِ مدینہ سُرورِ سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تم ہمارے سفینہ ہو یعنی کشتی ہو، اس دن سے آپ کا نام سفینہ مشہور ہو گیا ـــــ اور پہلا نام لوگوں کو بھول گیا۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ اقدس سے یہ نکلا ہوا نام آپ کو اتنا پسند تھا کہ جب بھی کوئی آپ سے نام پوچھتا، تو آپ کہتے میرا نام سفینہ ہے۔

ایک مرتبہ آپ روم کے علاقہ میں اپنے لشکر سے بچھڑ گئے اور چلتے چلتے راستہ بھول گئے ـــــ اچانک ادھر سامنے سے ایک شیر آنکلا۔ اب جو شیر کی نظر حضرت سفینہ پر پڑی، تو وہ مستی میں آگیا اور زوردار آواز نکالی، اس لیے کہ انسان کا گوشت شیر کو بہت مرغوب ہے ہماری حالت یہ ہے کہ ہمارے پاس سے بلی کا گزر ہو جائے تو ہم ڈر جاتے ہیں اور کئی تو اتنے دل جگرے کے مالک ہیں کہ اچانک چوہے کو بھی دیکھ لیں تو ڈر سے ان کا دل دھڑکنے لگتا ہے۔

مگر قربان جائیں غلام مصطفےٰ کی عظمت پر کہ اُن پر شیر کا کوئی خوف مسلط نہیں ہوا، شیر گرجتا ہوا آپ کو کھانے کے لیے قریب آرہا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا یہ شیر بے خوف و خطر لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ کی عملی تفسیر بن کر سامنے کھڑا ہے۔ اس لیے کہ جن لوگوں کے دلوں میں مالکِ حقیقی کا ڈر پیدا ہو جاتا ہے، پھر وہ کسی سے نہیں ڈرتے وہ اپنے خالق و مالک اللہ رب العالمین جل وعلا کی فرمانبرداری اور رسولِ اعظم حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری کرتے ہیں اور پھر ہر شے ان کے تابع فرمان ہو جاتی ہے۔



اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہٗ عرض کرتے ہیں ؎

نکیریں کرتے ہیں تعظیم میری
فدا ہو کے تجھ پہ یہ عزت ملی ہے

سرکار اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ کے ملفوظات میں ہے۔ آپ فرماتے ہیں؛ ایک اللہ والا کسی بستی میں رہتا تھا۔ دو مولویوں کو اُن سے ملاقات کرنے کا شوق ہوا اور اُس اللہ والے کی بستی کی طرف چل پڑے۔ چلتے چلتے عشاء کے وقت وہاں پہنچ گئے۔ نماز کا وقت ہوا تو حضرت صاحب تشریف لائے اور عشاء کی جماعت کرائی اور ان دونوں مولویوں نے آپ کے پیچھے نماز ادا کی۔

سامعین محترم! اللہ کا ولی نمازی ہوتا ہے اور جو بے نماز ہو، وہ ولا تو ہو سکتا ہے، مگر ولی نہیں ہو سکتا۔ میرا دعویٰ ہے آپ کو جو بھی ولی ملے گا، وہ نمازی ہو گا ـــــ میں کہتا ہوں آپ داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک پر حاضری دیں، تو آپ کو مزار کے قریب مسجد نظر آئے گی ـــــ خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب مسجد ـــــ بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب مسجد ـــــ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب مسجد ـــــ میرے پیر و مُرشد، میرے ہادی و رہبر حضرت سلطان المشائخ پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے ساتھ مسجد ـــــ حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے ساتھ مسجد ـــــ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے ساتھ مسجد ـــــ خدا تعالیٰ کی قسم جنہوں نے دیکھا ہے ـــــ پوچھ لو میرے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مزار پُر انوار بھی مسجد نبوی شریف کے ساتھ ہے۔

اللہ والوں کے مزارات کے ساتھ مسجدوں کا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ نمازی تھے ـــــ آج جب ہم اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضر ہو کر فاتحہ پڑھتے ہیں تو ان اللہ والوں

Scanned with CamScanner

کی قبروں سے بزبانِ حال آواز آتی ہے ـــــ اے ہمارے مزار پر حاضری دینے والو! ہم نے اپنی زندگی کے شب و روز اللہ کے گھر میں گزارے تھے، مالک کی فرمانبرداری کی تھی اور رات کے اندھیروں میں اٹھ کر تہجدیں پڑھیں ـــــ آج ہم اس دُنیائے فانی سے کوچ کر چکے ہیں، مگر ہماری قبریں روشن ہیں ؎

نہ وزیراں دے نہ امیراں دے
دیوے بلدے سدا فقیراں دے

دربارِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آواز آتی ہے ـــــ اے میرے امتی، اے میرے غلام! دیکھ میرا ڈیرا مسجد میں ہے ـــــ میرے صدیق کی آخری آرام گاہ مسجد میں ہے ـــــ میرے عمر کی تربت مسجد میں ہے ـــــ اگر تو میرا بننا چاہتا ہے، تو تُو بھی مسجد سے محبت کر۔ اس میں حاضر ہو کر فلاحِ دارین اور لقائے مولا و حُبِّ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دولت حاصل کر۔

میں عرض کر رہا تھا کہ دونوں مولویوں نے اس اللہ والے کے پیچھے نماز پڑھی اور وہ بڑھاپے کی وجہ سے الفاظ کی ادائیگی درست طریقے سے نہ کر پائے۔ ان دونوں نے نماز تو پڑھ لی اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے، اچھا ولی ہے، جسے تجوید بھی نہیں آتی۔ قرآن کریم بھی درست نہیں پڑھ سکتا۔

## منطق پڑھی ہے؟

اللہ تعالیٰ علم کی دولت دے، تو دوسروں کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔ بعض کی عادت ہوتی ہے، ذرا چار حرف آگئے، تو ہر ایک کو اپنے سے کمتر جانتے ہیں ـــــ ہر کس و ناکس پر اپنے علم کا رعب جمانے کی کوشش کرتے ہیں ـــــ ایسے ہی ایک مولوی صاحب، جنہوں نے نیا نیا علمِ منطق پڑھا تھا، اُن کی عادت ہوگئی جو ملتا، سلام کے بعد پوچھتے کیوں بھئی! تم نے منطق پڑھی ہے؟ حالانکہ منطق پڑھنا ہر انسان کے لیے کوئی فرض و



واجب تو نہیں ـــــ لیکن یہ مولوی صاحب ہر شخص سے پوچھ لیتے تاکہ اسے پتہ چل جائے کہ آپ نے منطق پڑھی ہوئی ہے۔

ایک روز مولوی صاحب کشتی میں سوار ہوگئے، جونہی کشتی چلی تو ملاح کے ساتھ گفتگو شروع ہوگئی۔ مولوی صاحب نے حسبِ عادت ملاح سے کہا کیا تو نے منطق پڑھی ہے ـــــ؟ اس نے کہا حضور والا! میں نے منطق نہیں پڑھی ـــــ مولوی صاحب نے قہقہہ لگایا اور فرمایا، پھر تو تمہاری آدھی عمر برباد ہوگئی ـــــ باتیں شروع تھیں کہ آگے چل کر کشتی بھنور میں آگئی۔ ملاح نے مولوی صاحب سے کہا کہ تیرنا آتا ہے ـــــ؟ انہوں نے کہا ـــــ نہیں ـــــ ملاح نے کہا پھر تو تمہاری ساری عمر ہی ضائع ہوگئی۔

سامعینِ محترم! دونوں مولویوں نے اس اللہ کے ولی کے بارے میں بدگمانی کی کہ اسے قرآن پڑھنا نہیں آتا۔

یاد رکھو اگر مولوی کے پاس بیٹھو تو زبان کی حفاظت کرو۔ اگر اللہ والے کے پاس بیٹھو، تو دل کی حفاظت کیا کرو۔ عارفِ رُومی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ؎

بندگانِ خاص علّامُ الغُیُوب
وَاحذَرُوھُم ھُم جَواسِیسُ القُلُوب

"اللہ تعالیٰ کے خاص بندے پوشیدہ بھیدوں کو جاننے والے ہیں، اور اے انسان تو ان سے ڈرتا رہ، اس لیے کہ یہ دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں"

ایک اور شاعر نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا ؎

کوئی سمجھے تو کیا سمجھے، کوئی جانے تو کیا جانے
دو عالم کی خبر رکھتا ہے، دیوانہ محمد کا

محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، شہبازِ لامکانی، سرکارِ غوثِ اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ قصیدہ غوثیہ میں فرماتے ہیں ؎

Scanned with CamScanner

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰهِ جَمْعًا
کَخَرْدَلَةٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالِیْ

"میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کی طرف دیکھا،
تو وہ سب مل کر رائی کے دانہ کے برابر تھے"

بہرحال اللہ والے صاحبِ کشف ہوتے ہیں اور دلوں کے بھیدوں سے خبردار ہوجاتے ہیں۔ ان کی صحبت میں بیٹھتے وقت اپنے دلوں کو خیالِ بد سے اور بدظنی سے بچانا چاہیے۔

## بغداد کا تاجر

ایک تاجر جو بغداد کا رہنے والا تھا اور اولیاء کرام کے ساتھ بُغض رکھتا تھا۔ ایک روز اسے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نمازِ جمعہ ادا کرنے کا اتفاق ہوگیا۔ اُس نے کیا دیکھا کہ آپ نمازِ جمعہ کے فوراً بعد مسجد سے باہر تشریف لے گئے اور وہ دل میں یہ خیال کرنے لگا۔ دیکھو یہ ولی بنا پھرتا ہے، اور مسجد میں اس کا دل نہیں لگتا ــــــ نماز پڑھنے کے بعد نہ کوئی ورد نہ کوئی تسبیح، نہ ذکر نہ اذکار ــــــ بس جونہی نماز پڑھی مسجد سے چل پڑے ــــــ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ مسجد سے باہر نکلے اور یہ شخص اسی خیالِ بد سے آپ کے پیچھے پیچھے ہولیا کہ دیکھوں یہ مسجد سے اتنی جلدی نکلے ہیں، اب کیا ضروری کام ہے جو انہیں مسجد سے باہر لے آیا۔ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ آگے آگے اور یہ اولیاء کا دشمن پیچھے پیچھے ــــــ کیا دیکھتا ہے کہ آپ چلتے چلتے ایک نانبائی کی دکان پر پہنچے، وہاں سے روٹی خریدی اور شہر سے باہر کی طرف چل دیے اُسے یہ دیکھ کر اور بھی غصہ آیا کہ بشر حافی محض روٹی کی خاطر خدا کے گھر سے جلدی باہر نکل آیا۔ اب اس روٹی کو باہر لے جا کر کسی جگہ پر بیٹھ کر تسلی سے کھائے گا۔ آپ روٹی کو اُٹھائے ہوئے چلتے گئے اور یہ پیچھے پیچھے چلتا گیا اور دل میں خیال کیا کہ جہاں یہ روٹی کھانے کے لیے بیٹھیں گے، وہاں اُن سے پوچھوں گا کہ کیا ولی ایسے ہوتے ہیں جو روٹی کی خاطر مسجد سے فوراً باہر نکل آتے ہیں۔ حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ روٹی کھانے کسی جگہ پر بھی نہ بیٹھے۔ چلتے چلتے ایک گاؤں میں پہنچ گئے



پھر اس گاؤں کی مسجد میں تشریف لے گئے۔ یہ تاجر بھی ساتھ ہی اس مسجد میں داخل ہوگیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ اس مسجد کے حجرہ میں ایک بیمار لیٹا ہوا ہے۔ حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ اس بیمار کے سرہانے بیٹھ گئے اور اسے اپنے ہاتھ سے کھانا کھلانے لگے ــــــ تاجر یہ دیکھ کر بڑا متعجب ہوا۔ پھر گاؤں کو دیکھنے کے لیے ذرا مسجد سے باہر نکلا۔ تھوڑی دیر بعد واپس مسجد میں آیا اور اس بیمار کو دیکھا کہ وہ لیٹا ہوا ہے اور حضرت بشر حافی وہاں نہیں ہیں۔ تاجر نے بیمار سے پوچھا کہ جناب حضرت بشر حافی کہاں ہیں؟ تو اُس نے کہا، وہ بغداد چلے گئے ہیں۔ تاجر نے کہا یہاں سے بغداد کتنا دُور ہے؟ اس نے بتایا کہ چالیس میل دُور ــــــ اب تاجر پریشان ہوگیا اور سوچنے لگا کہ آتے وقت تو کوئی فاصلہ معلوم تک نہ ہوا اب چالیس میل کو کیسے طے کیا جائے۔ پھر اُس بیمار سے پوچھا، جناب! بشر حافی کب آئیں گے؟ وہ بولا اگلے جمعہ کو ــــــ مجبور ہو کر تاجر وہاں ٹھہر گیا۔ دوسرے جمعہ کو جب آپ تشریف لائے، تو اس بیمار نے کہا جناب! یہ شخص پچھلے جمعہ کو آپ کے ساتھ آیا تھا۔ آپ چلے گئے اور یہ آٹھ دن سے یہیں ٹھہرا ہوا ہے۔ حضرت بشر حافی کو جلال آگیا اور فرمایا، تم میرے پیچھے پیچھے کیا لینے آئے تھے؟ آ اب میرے ساتھ چل ــــــ تھوڑی ہی دیر چلا تو بغداد پہنچ گیا اور آپ نے فرمایا جاؤ اپنے گھر جاؤ۔ خبردار آئندہ کسی اللہ والے کا امتحان نہ لینا، چنانچہ اُس شخص نے توبہ کرلی۔ (روض الریاحین ص ۱۱۸)

## قطب کون؟

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شخص نے شکایت کی کہ آجکل دہلی کا نظام بہت سُست ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا، آج کل یہاں کا صاحبِ خدمت (یعنی دہلی کا ابدال) سُست ہے ــــــ پوچھا وہ کون صاحب ہیں؟ شاہ صاحب نے فرمایا وہ اس وقت دہلی کے کنجڑہ بازار میں خربوزے بیچ رہا ہے، چنانچہ وہ اس کا امتحان لینے کے لیے گیا اور امتحان ایسے کیا کہ خربوزے کاٹ کاٹ اور چکھ چکھ کر سب ناپسند کرکے ٹوکرے میں رکھ دیئے، وہ کچھ نہ بولے ــــــ چند روز کے بعد دیکھا کہ انتظام بالکل درست ہے۔ اسی شخص نے پھر پوچھا کہ آجکل دہلی کا ابدال

کون ہے ؟ شاہ صاحب نے فرمایا، ایک سقہ ہے جو چاندنی چوک میں پانی پلاتا ہے ۔ یہ شخص وہاں پہنچ گیا اور اُن سے پانی مانگا ۔ انہوں نے پانی دیا ۔ اس نے پانی میں ایک تنکا گرا کر کہا کہ (یہ پانی صاف نہیں، اور پانی دیں ——— پانی زمین پر گرا کر دوسرا کٹورہ مانگا تو انہوں نے ایک تھپڑ لگایا اور فرمایا تو نے مجھے بھی خربوزے والا سمجھ لیا ہے ۔

(مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب تادیب المعصیہ ص۱۲)

بندگانِ خاص عَلّامُ الغُیُوب
وَاحْذَرُوهُمْ هُمْ جَوَاسِيسُ الْقُلُوب

میں عرض کر رہا تھا کہ دونوں مولویوں نے اللہ والے کے پیچھے نمازِ عشاء پڑھی اور بدگمانی میں مبتلا ہو گئے اور سوچا رات تو ہو چکی ہے ۔ سردی کا زمانہ ہے رات بسر کرو اور صبح کے وقت اپنے گھر کی راہ لیں گے ——— اللہ کا ولی، ان دونوں حضرات کی اس بدگمانی سے آگاہ ہو چکا تھا، لیکن میزبانی کے حقوق کا خیال کرتے ہوئے کچھ نہ کہا ——— چنانچہ جب صبح ہوئی، تو قریب ہی ایک نہر تھی، کپڑے اتارے اور غسل کرنے کے لیے نہر میں اُتر گئے ۔ جب غسل سے فارغ ہوئے، تو کیا دیکھتے ہیں کہ اُن کے کپڑوں پر ایک شیر بیٹھا ہوا ہے ۔ یہ دونوں صاحب چھوٹی چھوٹی لنگوٹیاں باندھے ہوئے تھے ۔ سردی کا زمانہ تھا انہوں نے سوچا اگر پانی کے اندر رہیں، تب بھی مرے ——— باہر نکلیں تو کنارے پر شیر بیٹھا ہوا ہے، تب بھی مرے ——— ادھر اللہ کے ولی کی نگاہِ بصیرت یہ سارا ماجرا دیکھ رہی تھی، وہ اُٹھے اور نہر پر تشریف لائے اور سارا منظر دیکھا اور پھر شیر کا کان پکڑ کر ایک طمانچہ لگایا پھر فرمایا، ہم نے تمہیں کہا تھا کہ ہمارے مہمانوں کو تنگ نہ کیا کرو ۔ شیر نے اللہ کے ولی کا حکم سُنا تو دُم دبا کر چلا گیا مولوی صاحبان نہر سے باہر نکلے، تو اُس اللہ کے ولی نے فرمایا، بدگمانی نہ کیا کرو ——— تم نے زبانیں سیدھی کر رکھی ہیں ——— اور ہم نے دل سیدھا کر رکھا ہے ۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ج ۴، ص ۳۷۶)



## نبی کا غلام ہوں

سامعینِ محترم! جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، ہر شے اس سے ڈرتی ہے ۔ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب شیر کو دیکھا، تو آپ بلا خوف و خطر وہاں کھڑے رہے اور جب شیر بالکل آپ کے قریب آگیا اور آپ پر جھپٹنے لگا، تو آپ نے شیر سے فرمایا،

يَا اَبَا الْحَارِثِ اَنَا مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ (مشکوٰۃ ص۵۵۵)

اے ابو الحارث (شیر) میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہوں ۔

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان کی ترجمانی شاعر نے اس طرح کی ہے

سفینے کہیا شیر دے تائیں بے شک مینوں کھا دیں
میں غلام رسول اللہ دا ذرا سوچ کے ہتھ پاویں

یہاں پر ایک اعتراض ہوتا ہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ ایک مشکل وقت تھا ۔ لوگ کہتے ہیں کہ مشکل کے وقت صرف خدا تعالیٰ کو پکارنا چاہیے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کو بھی ایسا ہی کہنا چاہیے تھا ——— اے شیر! ٹھہر جا میں اللہ کا بندہ ہوں ——— حقیقت یہ ہے کہ اگر حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہتے کہ اے شیر! مجھے دیکھ کر میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں تو یقیناً آپ کو شیر کھا جاتا ———

اس لیے کہ سب انسان اللہ تعالیٰ ہی کی مخلوق ہیں، اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں ۔ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہوں ——— یہاں سے معلوم ہوا کہ جو صرف خدا تعالیٰ کا بندہ ہونے کا دعویٰ کرے وہ بے خطر نہیں ہو سکتا ——— بے خطر وہ ہوگا جو بندہ خدا تعالیٰ کا ہو اور غلام مصطفےٰ کا ہو، اس لیے سرکارِ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں ؎

خوف نہ رکھ رضا ذرا، تو تو ہے عبدِ مصطفےٰ
تیرے لیے امان ہے، تیرے لیے امان ہے

Scanned with CamScanner

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے جنگل کے بادشاہ! میں حضور نبی کریم تاجدارِ دوجہاں، سلطانِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا غلام ہوں ؎

سفینے کہیا شیر دے تائیں بے شک مینوں کھاویں
میں غلام رسول اللہ دا، ذرا سوچ کے ہتھ پاویں

پھر ؎

شیر نے کہیا سفینے تائیں، سُن راہی راہ جاندے
جیہڑے غلام رسول اللہ دے اسیں غلام اونہاندے

سامعینِ محترم! حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت کے ولیوں کی یہ شان ہے، وہ خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور ہر چیز اُن سے ڈرتی ہے ؎

سارے نبیوں کا ایسا وہ سُلطان ہے
بن گئی اُس کی امت بھی خیر الامم

اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ ہمیں بوسیلہ سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولیاء اللہ کی محبت نصیب فرمائے۔ آمین!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

---



# وسیلہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ ○ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ ○

دُکھ مُک جاندے جد پیندا اے دل وچ لشکارا مُرشد دا
تیرا مُرشد تیتھوں دُور نہیں، ایہہ جان سارا مُرشد دا
مُرشد دے پاک دوارے توں ہر درد دا دارو ملدا اے
دن رات دُعاواں منگیا کرو رہے وسدا دوارا مُرشد دا
رب قبر اوہدی پُر نور کرے، ایہہ نکتہ دسیا رُومی نے
جس دید خدا دی کرنی ایں، کرلوے اوہ نظارا مُرشد دا

معزز سامعین کرام! میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید فرقانِ حمید سے چھٹے پارے کے دسویں رکوع کی ایک آیۂ مقدسہ کی تلاوت کی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

| | |
|---|---|
| يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ | اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور |
| وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ | اُس کی طرف وسیلہ تلاش کرو، اور |
| وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ | اُس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب |
| تُفْلِحُوْنَ ۝ (پ ۶، ع ۱۰) | ہو جاؤ۔ |

سامعین محترم! آج اگر کسی شخص کو اس کے گاؤں کا نمبردار کہہ دے کہ تُو ایمان دار ہے تو وہ خوش ہوتا ہے ـــــ اگر کسی کو شہر کا امیر کہہ دے کہ تُو ایمان دار ہے تو وہ راضی ہوتا ہے اگر کسی کو کوئی وزیر کہہ دے کہ تُو ایمان والا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے ـــــ اگر کسی کو مُلک کا فرماں روا یا بادشاہ کہہ دے کہ تُو ایمان والا ہے تو وہ بڑی راحت و فرحت محسوس کرتا ہے

اے محبوبِ کبریا سیّد الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا کلمہ پڑھنے والو! خوش بختو ناز کرو اپنے مقدر پر، اپنی قسمت پر، اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی غلامی پر کہ تمہیں ایمان والا کہہ کر پکارنے والا کسی گاؤں کا نمبردار نہیں، کوئی دُنیا کا وزیر، امیر نہیں، کوئی فرماں روا یا ملک کا بادشاہ نہیں، بلکہ دونوں جہان کا خالق، مالک، رازق، اللہ رب العالمین احکم الحاکمین جل وعلا فرما رہا ہے:

| | |
|---|---|
| يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا | اے ایمان والو! |

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم کی تلاوت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ربِ کائنات نے اپنی لاریب کتاب میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے غلاموں کو اٹھاسی مرتبہ اس پیارے اور شان والے لقب سے خطاب فرمایا: اے ایمان والو! اسی لیے تو شاعر نے کہا ہے



غلامی دے سِوا کجھ دی نہ منگیں
بڑی شان اے محمد دے گدا دی

## ایمان والا کون؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! اب کوئی شیعہ ہو، سُنّی ہو، دیوبندی ہو یا غیر مقلد ہو، کسی جماعت سے کسی فرقہ سے تعلق رکھنے والا ہو، وہ ہر شخص خود کو ایمان والا سمجھتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایمان والا کہہ کر خطاب فرمایا ہے۔ تو آیئے بارگاہِ خداوندی اور دربارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم میں عرض کریں کہ اے ہمارے اللہ تو بیان فرما کہ ایمان والا کون ہے؟ اے ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ ایمان والا کون ہے؟ اس لیے کہ یہاں تو ہر شخص خود کو ایمان والا سمجھتا ہے۔ تو سنیئے فرمانِ خداوندی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

| | |
|---|---|
| فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ | تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ ایمان |
| حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ | والے نہ ہوں گے، جب تک آپس کے |
| بَيْنَهُمْ (پ ۵، ع ۹) | اختلافات میں تمہیں حاکم نہ بنائیں |

ایمان والا وہ ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اپنا حاکم تسلیم کرے۔ آپ کی دونوں جہان میں فرمانروائی کو مانے اور عقیدہ یہ رکھے سے

کوئی ہویا دو چار مُلکاں دا حاکم
میرے کملی والے دی دو جگ تے شاہی

حضور تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے:

| | |
|---|---|
| لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى | تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک ایمان |
| اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ | والا نہیں ہوگا، جب تک میں اُس کے |
| وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ | نزدیک اُس کے والدین، اُس کی اولاد، |
| (بخاری شریف ج ۱، ص ۷) | اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ |

فرمانِ خداوندی اور ارشادِ نبوی سے معلوم ہوا کہ ایمان والا وہ ہے جو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو، حاکمِ دوعالم مانتے اور آپ کو خدا تعالیٰ کی خدائی میں سب سے زیادہ محبوب جانے، تو اب اُن لوگوں کو سوچنا چاہیے جو معاذ اللہ کہتے ہیں:

"جس کا نام محمد یا علی ہے، وہ کسی شئے کا مالک و مختار نہیں" (تقویۃ الایمان)

خدا کی قسم! جو محبوبِ کبریا، تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت نہیں رکھتے، ایمان والا ہونا تو بڑی بات ہے، وہ تو انسان کہلانے کے بھی حقدار نہیں۔ شاعر کہتا ہے ؎

جو اُن پہ صدقے نہیں، نثار نہیں
خدا کے بندوں میں، وہ بندہ شمار نہیں

ایمان والا وہ ہے جو محبوبِ دوجہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ساری کائنات میں مخلوقِ خدا میں، والدین، اولاد اور اپنی جان سے زیادہ عزیز اور افضل و اعلیٰ جانے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے انہیں خوش نصیبوں سے ارشاد فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ (پ ۶ ع ۱۰)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اُس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والو! اے میرے محبوبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمتوں اور رفعتوں کا اعتراف کرنے والو! تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرو اور اپنے خالق و مالک کا قرب اور حضوری حاصل کرنے کے لیے کوئی وسیلہ تلاش کرو۔

## وسیلہ کیا ہے؟

وسیلہ کو تلاش کرنے کا مالک الملک اللہ رب العالمین نے حکم فرمایا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے نماز وسیلہ ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حضوری حاصل کرنے کے لیے روزہ وسیلہ ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ خداوند قدوس کا قرب حاصل کرنے کے لیے حج کی ادائیگی وسیلہ ہے۔ کوئی کہتا ہے



خیرات وسیلہ ہے، کوئی کہتا ہے زکوٰۃ وسیلہ ہے، لیکن ہمارا عقیدہ ہے کہ خدا تک پہنچنے کے لیے نبی کی ذات وسیلہ ہے۔ محبوبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت وسیلہ ہے اور اولیاء اللہ سے عقیدت رکھنا وسیلہ ہے۔ شاعر کہتا ہے ؎

"درمرشد توں تیرا در ملدا، تیرے در توں رب دا گھر ملدا
میں تاہیوں مرشدِ کامل دی چوکھٹ نوں جا کے چُم لیناں

سامعین محترم! نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ و خیرات اور نیک اعمال یقیناً بارگاہِ خداوندی کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں، لیکن آپ آیۂ کریمہ کی ترتیب پر غور فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے — اے ایمان والو! — اِتَّقُوا اللّٰهَ — پھر فرمایا:

وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ —

اے وہ لوگو! جنہوں نے ایمان کی دولت سے اپنے سینے کو منور کر لیا ہے۔ اللہ سے ڈرو — تقویٰ اختیار کرو — تو تقویٰ پرہیزگاری اعمالِ صالحہ کی ادائیگی ہی کا تو نام ہے۔ تقویٰ، حقوق اللہ یعنی نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ کی ادائیگی کو کہتے ہیں — پھر فرمایا وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ — اور اُس کی طرف وسیلہ تلاش کرو — تو غور فرمائیے عملِ صالح یعنی تقویٰ و پرہیزگاری کا تو پھر ذکر ہو گیا — اور جو وسیلہ ڈھونڈنے کے متعلق حکم ہو رہا ہے تو ماننا پڑے گا کہ وسیلہ کوئی اور چیز ہے — آیتِ کریمہ کی ترتیب سے یہی پتہ چلتا ہے۔

رب کریم نے آیۂ کریمہ میں اپنا قرب حاصل کرنے کے چار درجے بیان فرمائے ہیں:

ایمان سب سے پہلی شرط ہے، اس لیے کہ بغیر ایمان کے کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔

دوم — پرہیزگاری، تقویٰ یعنی نماز، روزہ، اعمالِ صالحہ کی ادائیگی۔

سوم — وسیلہ کی تلاش۔

چہارم — جہاد فی سبیل اللہ، خواہ وہ میدانِ جنگ میں کسی کافر و مشرک سے خداوند قدوس

کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیا جائے یا اپنے نفسِ امارہ سے جہاد کیا جائے۔ بہرحال وسیلہ عملِ صالح کے علاوہ کوئی چیز ہے، جس کے تلاش کرنے کا حکم اللہ رب العالمین نے ہمیں فرمایا ہے۔ ہم وسیلہ سے مراد اللہ والوں کو لیتے ہیں اور ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ کسی اللہ والے کو تلاش کرو اس سے بارگاہِ خداوندی تک پہنچنے کا طریقہ وسلیقہ سیکھو۔

اور ہمارے عقیدے کی حقانیت کی ایک یہ بھی دلیل ہے کہ جو وسیلہ کا مفہوم ہم نے بیان کیا ہے، وہی مفہوم وسیلہ کے منکرین کے پیشوا نے بیان کیا ہے۔ اس لیے کہ حق ایک ایسی لازوال طاقت ہے جس کو دبایا نہیں جاسکتا۔ سچ اپنا آپ منوا لیتا ہے۔ یہی وجہ ہوتی ہے کہ بعض اوقات جھوٹ بولنے والے کے منہ سے غیر ارادی طور پر سچی بات نکل جاتی ہے۔

## صداقت

بزرگ فرماتے ہیں کہ کسی گاؤں کے ایک مکان پر چور چوری کی نیت سے چھپا۔ رات کے وقت اُس نے کچھ سامان چرایا اور اس کو گٹھڑی میں باندھ لیا اور چپکے سے جانے کا ارادہ کیا۔ دروازے کو گھر والوں نے تالہ لگایا ہوا تھا۔ اُس نے تالہ کو توڑنے کی بجائے آسان راستہ یہ سوچا کہ دیوار پھلانگ کر یہاں سے گٹھڑی سمیت نکلا جائے، چنانچہ اُس نے اس مکان کی ایک چھوٹی سی دیوار پر سامان سے بھری گٹھڑی رکھی اور پروگرام یہ بنایا کہ میں دیوار کو پھلانگ کر مکان سے باہر چلا جاؤں اور پھر آسانی سے اس چرائے ہوئے مال کی گٹھڑی لے جاؤں۔ چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔ پہلے گٹھڑی دیوار پر رکھی اور خود دیوار سے باہر نکلا۔ اب جو اُس نے گٹھڑی کو اٹھانے کے لیے اُسے ہاتھ لگایا، وہ اُس کے سر پر آنے کی بجائے واپس اس مکان کے اندر گر گئی، جہاں سے لے جانے کا اس نے ارادہ کیا تھا۔ مکان میں رہنے والوں نے رات کے وقت اس گٹھڑی کے گرنے کی آواز سُنی، تو بیدار ہو گئے۔ تو چور صورتِ حال کے پیشِ نظر فرار ہو گیا۔ تاہم گھر والوں نے اپنا بندھا ہوا سامان دیکھا، تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ وہ چور کے بُرے ارادے کی تکمیل سے بال بال بچ گئے۔



صبح ہوئی تو انہوں نے سوچا کہ بیشک چور ہمارے مال کو لے جانے میں کامیاب تو نہیں ہو سکا، لیکن ہو سکتا ہے، وہ دوبارہ آئے یا پھر کسی دوسرے گھر میں واردات کرنے کی کوشش کرے، تو اس لیے بہتر ہے کہ گاؤں کے تمام لوگوں کو جمع کیا جائے اور صورتِ حال انہیں بتا کر چور کا سراغ لگانے کی کوشش کی جائے ــــ چنانچہ سارے گاؤں کے بااثر لوگوں کو جمع کیا گیا۔ اتفاقاً چور جو اسی گاؤں کا رہنے والا تھا، وہ بھی ان میں موجود تھا، اُسے بھی بلایا گیا تھا، اُس نے سوچا کہ اگر میں نہ گیا تو لوگ مجھ پر شک کریں گے، چنانچہ وہ بھی پنچایت میں پہنچ گیا۔ گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا کسی نے کہا چور مکان کے آگے سے آیا ہو گا، کسی نے کہا چور پیچھے سے آیا ہو گا۔ کسی نے کہا چور دن کو چھپا ہو گا، کسی نے کہا کہ نہیں، رات کے وقت آیا ہو گا۔ کسی نے کہا اُس کے قدموں کے نشان دیکھنے چاہئیں۔ غرضیکہ جو جس کے ذہن میں آیا، اُس نے کہا، بات چلتے چلتے چور پر آ گئی ــ اہلِ پنچائت نے اُس سے کہا کہ جناب تمہارے خیال کے مطابق یہ کیسے واقعہ رونما ہوا ہو گا ــ تو اس نے کہا جناب میرے خیال کے مطابق چور نے گھر کا جو ساز و سامان چوری کی نیت سے چرایا، اُسے گٹھڑی میں باندھا اور پھر تالہ نہیں توڑا تاکہ گھر والے بیدار نہ ہو جائیں۔ اُس نے گٹھڑی باندھ کر دیوار پر رکھی اور پھر ــــ میں باہر آیا ــــ اور گٹھڑی اندر گر گئی ــــــ دیکھا سچی بات منہ سے نکل گئی۔

میں عرض کر رہا تھا کہ وسیلہ کا مفہوم ان کے پیشوا سے پوچھتے ہیں جو وسیلے کا سرے سے ہی انکار کرتے ہیں۔ وہابیوں کے پیشوا مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی اپنی کتاب "صراطِ مستقیم" میں وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ کی تشریح وتفسیر کرتے ہیں :

"اہلِ سلوک اس آیت کو سلوک کی طرف اشارہ سمجھتے ہیں اور وسیلہ مرشد کو جانتے ہیں، بس حقیقی نجات کے لیے مجاہدہ سے پہلے مرشد کا ڈھونڈنا ضروری ہے۔ اسی واسطے رہبر کے سوا راستہ پالینا نہایت نادر اور کمیاب ہے۔"

(صراطِ مستقیم اُردو ص ۵۸، مطبوعہ کتب خانہ اشرفیہ، دیوبند)

دیوبندیوں اور وہابیوں کے پیشوا کی اس تفسیر سے ثابت ہوا کہ وسیلہ سے مُراد مرشد کی ذات ہے۔ بغیر پیر کامل کے اللہ تعالیٰ تک رسائی مشکل ہے۔ یہی عقیدہ اہل سنت وجماعت کا ہے۔ عارفِ کھڑی شریف حضرت میاں محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎

راہ دے راہ دے ہر کوئی آکھے میں دی آکھاں راہ دے
بن مرشد راہ نئیں لبھناں مر ویسیں وچ راہ دے

عارفِ کھڑی شریف فرماتے ہیں ــــ "راہ دے ــــ راہ دے ہر کوئی آکھے" یہ ترجمہ ہے ــــ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کا ــــ اے اللہ مجھے سیدھے راستے پر چلا ــــ پنجابی میں اس کا ترجمہ یوں ہوتا ہے : راہ دے ــــ فرماتے ہیں ہر شخص نماز میں راہ دے کہتا ہے ــــ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ پڑھتا ہے اور میں بھی یہی کہتا ہوں، مگر ؎

بن مرشد دے راہ نئیں لبھناں
مر ویسیں وچ راہ دے

یاد رکھو ــــ کوئی فن، علم یا ہنر بغیر اُستاد کی رہنمائی کے نہیں آسکتا علم سیکھنے کے لیے کسی معلّم کے پاس جانا پڑے گا ــــ طب پڑھنے کے لیے طبیب کے پاس جانا ہوگا۔ ادب سیکھنے کے لیے کسی ادیب کی خدمت میں حاضر ہونا پڑے گا ــــ کتابت سیکھنے کے لیے کاتب کے پاس جانا پڑے گا ــــ خطابت کے حصول کے لیے کسی خطیب کے پاس حاضر ہونا پڑے گا ــــ قرآن کریم پڑھنا ہو تو قاری کے پاس جانا ہوگا ــــ علمِ تفسیر پڑھنا ہو تو کسی مفسّر کے پاس جانا ہوگا ــــ علم حدیث پڑھنا ہو تو کسی محدّث کے پاس جانا پڑے گا ــــ فقہ پڑھنا ہو تو کسی فقیہہ کے پاس جانا ہوگا ــــ اور اگر معرفتِ الٰہیہ حاصل کرنی ہو تو کسی عارف باللہ کے پاس جانا ہوگا۔

بن مُرشد راہ نئیں لبھناں، مر ویسیں وچ راہ دے



انسانی جسم بیمار ہوجائے تو اس کا علاج کروانے کے لیے ڈاکٹروں اور حکیموں کے پاس جانا پڑتا ہے ــــ اور اگر انسان رُوحانی طور پر بیمار ہوجائے تو اس کا علاج کروانے کے لیے دل کے طبیبوں یعنی اولیاء اللہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہونا پڑتا ہے۔

اللہ ربّ العزّت کا ارشادِ گرامی ہے،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ۝ — اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

(پ ۱۱ ـ ع ۴)

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۔ (پ ۲۱ ع ۱۱) — اور اس کے راستے پر چل، جس نے میری طرف رجوع کیا۔

سامعینِ محترم! جب بندہ کی رُوح بیمار ہوجاتی ہے تو وہ بارگاہِ خداوندی سے دُور ہوجاتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کا قرب اور حضوری حاصل کرنے کے لیے اعمالِ صالحہ کے ساتھ کسی مقبولِ بارگاہ کی سنگت و رفاقت ضروری ہے، اس کے بغیر انسان منزلِ مقصود تک نہیں پہنچ سکتا، اس لیے کہ شیطان نے جگہ جگہ ڈیرے ڈال رکھے ہیں، وہ قدم قدم پر طالبِ مولیٰ کو بہکانے کی کوشش میں ہمہ تن مصروف ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ شیطان لعین کی فریب کاری سے بچنے کے لیے کسی اللہ والے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر سفر کیا جائے تاکہ سلامتی سے منزلِ مقصود تک پہنچ سکے اور ابلیس کی عیاری و مکاری سے محفوظ و مامون رہے۔

علامہ اقبال علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

چھپایا حُسن کو اپنے کلیم اللہ سے جس نے
وہ ناز آفریں ہے جلوہ پیرا نازنینوں میں
جلا سکتی ہے شمعِ مُردہ کو موجِ نفس اُن کی
الٰہی کیا رکھا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی!
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

سامعینِ محترم! اللہ والوں کی سنگت و رفاقت بندے کو اللہ والا بنا دیتی ہے، نیکوں کی صحبت نیک کر دیتی ہے۔ صاحبِ اکرام لوگوں کی صحبت بندے کو عزت والا بنا دیتی ہے۔

## غلافِ کعبہ

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگ کعبہ شریف کے غلاف کو اس لیے نہیں چومتے کہ وہ ریشمی اور قیمتی کپڑے سے تیار کیا گیا ہے، بلکہ وہ عزت و توقیر والا اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقدس گھر بیت اللہ شریف کی دیواروں کی سنگت نصیب ہو گئی ہے۔

آپ بطورِ تمثیل فرماتے ہیں کہ میں نے ایک روز محبوب کے ہاتھوں سے ایک مٹی اپنے ہاتھ میں لی جو بڑی خوشبودار تھی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اے مٹی! تو خوشبودار کیسے ہو گئی تو اُس نے جواب دیا ؎

بگفتا من گلِے ناچیز بودم
ولیکن مدتے با گُل نشستم
جمالِ ہم نشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

اُس نے کہا کہ میں تو ایک ناچیز مٹی ہوں، لیکن ایک مدت پھول کے پاس بیٹھی ہوئی ہوں یہ کمال میرا نہیں، بلکہ میرے ہم نشیں کا جمال ہے جس نے مجھ پر اثر کیا ہے۔

سامعینِ محترم! اصحابِ کہف کا کتا جو نیکوں کی صحبت سے عزت پا گیا اس لیے کہ وہ اللہ والوں کی غار کے دروازے پر بیٹھا رہا، قیامت کے روز شکلِ انسانی میں اٹھایا جائے گا۔



سادہ پانی پھولوں کی صحبت میں رہ کر عرقِ گلاب بن جاتے — انسان اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی مجلس میں بیٹھ کر مقبولِ بارگاہِ الٰہی سے اپنا تعلق قائم کر کے، ولیِ کامل کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر دُرِ نایاب بن جاتا ہے — شاعر کہتا ہے ؎

جیہڑا اللہ دے ولیاں دا کردا اے سنگ
اوس کچ تے وی اوندا اے ہیرے دا رنگ
اوس ہیرے دا کوڈی وی رہندا نئیں مُل
مُٹھ کے گِر جائے جیہڑا اِکسے بار چُوں

## مالک بن دینار

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اپنے وقت کے عارفِ کامل تھے — آپ کا مناظرہ ایک دہریہ سے ہو گیا۔ آپ نے اُسے خداوند قدوس کے ہونے پر کئی دلیلیں پیش کیں، مگر اُس بدبخت ناقص العقل دہریہ نے اسے قبول نہ کیا۔ کفر کی تاریکیوں میں غرق ہونے کی وجہ سے اُس بدبخت کا قلب نورِ ہدایت کی شعاعوں کو جذب نہ کر سکا۔ آخر کار طے یہ پایا کہ آگ جلا کر مالک بن دینار کا ہاتھ دہریئے کے ہاتھ کے ساتھ ملا کر آگ کے اندر داخل کیا جائے، پھر جس کا ہاتھ جل گیا وہ جھوٹا اور جس کا صحیح سلامت رہے، وہ سچا۔

چنانچہ ایسے ہی کیا گیا، مگر آگ نے نہ تو خدا کے ماننے والے کے ہاتھ کو جلایا اور نہ ہی منکر کا ہاتھ جلایا۔ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے اس صورتِ حال کو دیکھا تو بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا اے مولا کریم! میں تیرا ماننے والا — دہریہ تیرا منکر — میں تیری بارگاہِ عالیہ میں جھکنے والا — اور دہریہ متکبر — میں وفا والا — وہ جفا والا — میں تیرا نیازمند — وہ تیرا باغی — میں حق پرست — وہ باطل پرست — مولا کریم کیا وجہ ہے کہ آگ نے دہریئے کے ہاتھ کو کس لیے محفوظ رکھا؟ ہاتفِ غیبی سے آواز آئی کہ آگ نے دہریئے کے ہاتھ کو اس لیے نہیں جلایا کہ اللہ کی شانِ رحمت

Scanned with CamScanner

نے یہ گوارا نہیں کیا کہ جو ہاتھ میرے مقبول بندے کے ہاتھ سے ملا ہوا ہو، اُسے آگ جلائے۔
(تذکرۃ الاولیاء)

جیہڑا اللہ دے ولیاں دا کرداے سنگ ۔ اوس کچ تے وی اوندا اے ہیرے دا رنگ
اوس ہیرے دا کوڈی وی رہندا نئیں مُل ۔ ٹٹ کے گر جائے جیہڑا کسے یار چوں

سامعینِ محترم! اگر کسی منکر کا ہاتھ اللہ والے کے ہاتھ سے مل جائے، تو اُسے دنیا کی آگ نہیں جلاتی — تو پھر جو مومن مسلمان ہو اور اپنا ہاتھ ارادت و محبت سے اللہ والے کے ہاتھ میں دے دے، وہ کیوں نہ نارِ جہنم سے آزاد ہوگا۔

حضرات! اللہ والوں کی مجلس اور اُن کی محفل میں حاضری یقیناً حصولِ برکات و حسنات اور ترقیٔ درجات کا ذریعہ ہے۔ ان کی صحبت میں بیٹھنے والا خداوند قدوس کی بارگاہ سے رحمت و بخشش کا حقدار بن جاتا ہے۔

## اللہ والے

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے زمین پر دورہ کرتے رہتے ہیں تاکہ کہیں ذکر اللہ کرنے والوں کی محفل کو پائیں تو ان میں شریک ہو جائیں۔ جب انہیں کہیں اللہ اللہ کرنے والے نظر آتے ہیں، تو اپنے ساتھیوں کو جمع کر لیتے ہیں اور وہاں اس قدر فرشتے جمع ہو جاتے ہیں کہ آسمانِ دُنیا تک انہیں ڈھانپ لیتے ہیں۔ پھر جب وہ بارگاہِ خداوندی میں پہنچتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ انہیں فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! تم نے میرے بندوں کو کس حال میں پایا؟ تو وہ عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ! وہ تیرے ذکر میں تیری تسبیح پڑھنے میں مشغول تھے — اللہ تعالیٰ پھر فرماتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں: اے اللہ! تیری قسم انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو پھر اُن کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں پھر تو مولا کریم وہ بہت زیادہ تیری تسبیح کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کچھ مانگتے بھی تھے؟ تو فرشتے عرض کرتے ہیں۔ مولا کریم وہ تجھ سے جنت کے طلب گار تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے



جنت دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں خدا کی قسم انہوں نے جنت نہیں دیکھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ جنت دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں یا اللہ اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو اس کی بہت زیادہ طلب کرتے — اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے دوزخ دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں خدا کی قسم انہوں نے دوزخ نہیں دیکھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ دیکھ لیتے، تو ان کا کیا حال ہوتا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں اے اللہ! پھر وہ تو اس دوزخ سے بہت ہی ڈرتے — حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے:

فَاُشْهِدُكُمْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ ۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فرشتے عرض کرتے ہیں یا اللہ اُن میں سے ایک شخص ایسا تھا جو کسی حاجت کے لیے آیا تھا — یعنی اس کی نیت محفلِ ذکرِ خدا میں شمولیت کی نہیں تھی۔ سرکار فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ ۔ وہ ایسی مجلس والے ہیں کہ ان میں بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہو سکتا۔
(مشکوٰۃ ص ۱۹۷)

یعنی اللہ والوں کی محفل میں ذکر کی نیت کیے بغیر بھی بیٹھنے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش سے محروم نہیں کیا جاتا ۔

جیہڑا اللہ دے ولیاں دا کرداے سنگ
اوس کچ تے وی اوندا اے ہیرے دا رنگ
اوس ہیرے دا کوڈی وی رہندا نئیں مُل
ٹٹ کے گر جائے جیہڑا کسے یار چوں

Scanned with CamScanner

اللہ والوں کے پاس بیٹھنے والا بھی اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو جاتا ہے، خواہ وہ کسی ذاتی غرض کے لیے آیا ہو تو جو اُن سے بارگاہِ خداوندی میں قرب حاصل کرنے کا سبق لینے آیا ہو۔ جو معرفتِ الٰہیہ کا طریقہ و سلیقہ سیکھنے کے لیے آیا ہو، جو اُن حق پرستوں کی ارادت و محبت لے کر آیا ہو تو وہ کیوں نہ دین و دُنیا میں کامیاب و کامران ہو گا؟ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ کسی اللہ والے سے اپنا تعلق و نسبت قائم کر کے اس کی غلامی کا پٹّہ اپنے گلے میں ڈال لو تاکہ تمہیں راہِ ہدایت میسر ہو سکے، وگرنہ ؎

بِن مرشد راہ نئیں لبھناں
مَر ویسیں وچ راہ دے

علامہ خرپوتی "قصیدہ بُردہ شریف" کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ہر شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ مرشدِ کامل کی طرف متوجہ ہو۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس کا پیر نہ ہو، اُس کا پیر شیطان ہے۔" (خرپوتی ص ۲۹)

"عوارف المعارف" میں ہے "جیسے پودا بغیر باغبان کے نشوونما تو پا جائے گا اور اس میں پتے بھی نکل آتے ہیں، لیکن پھل نہیں لگتا۔"

سامعین محترم! جیسے مالی کے بغیر باغ میں پھول نہیں کھلتے، اسی طرح مرشدِ کامل کی توجہ کے بغیر انسان وصول الی اللہ کی منزل کو نہیں پا سکتا۔ باغبان کی نگاہ باغ کو آباد کر دیتی ہے، اسی طرح اللہ والے کی نظرِ التفات دل کی بستی کو آباد کر دیتی ہے۔ اللہ کے ولیوں کی نگاہوں کی طاقت کا منکر، قدرتِ خداوندی کا منکر ہے، اس لیے کہ سانپوں میں ایک ایسی نسل کا سانپ بھی ہوتا ہے۔ جب وہ کسی انسان کو دیکھ لیتا ہے، تو اُس کی ایک ہی زہریلی نظر سے انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ اگر اُس بُرے سانپ کی نظر میں اتنی قوت موجود ہے کہ وہ تباہ و برباد کر سکتی ہے، تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ اللہ والوں کی ایک نظر میں بھی اتنی قوت و طاقت ہوتی ہے کہ شاد و آباد کر سکتی ہے



## قطب بنا دیا

بغداد شریف کی گلیوں میں ایک چور رات کے وقت چوری کی نیت سے پھر رہا ہے کیا دیکھتا ہے کہ امیروں کے دروازے بند ہیں، مالداروں نے اپنے مکانوں کو تالے لگائے ہوئے ہیں۔ چلتے چلتے اس کا گذر ایک ایسے مکان کے قریب سے ہوا جس کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ چور نے سوچا چلو آج رات اسی مکان میں چھپتے ہیں۔ اس بُرے ارادے سے اندر داخل ہوا۔ ابھی سامان چرانے کا ارادہ ہی کر رہا تھا تو کیا دیکھتا ہے کہ گھر کا مالک بھی بیدار ہو گیا۔ چور کو کیا معلوم تھا کہ یہ سرتاج الاولیاء حضرت غوثِ صمدانی، قطبِ ربانی شہبازِ لامکانی میراں محی الدین جیلانی کا آستانہ عالیہ ہے جو عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھنے والے ہیں۔ قرآنِ حکیم نے ایسے مردانِ خدا کی عظمت و رفعت کو اس طرح بیان کیا ہے:

وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ط (پ ۱۹ ع ۴)
اور وہ اللہ تعالیٰ کے لیے سجدے اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں۔

شاعر نے اس کی ترجمانی اس طرح کی ہے ؎

رات پوے تے بے درداں نوں نیند پیاری آوے
درد منداں نوں یاد سجن دی سُنیاں آن جگاوے

گھر کے مالک کو بیدار پا کر چور پریشان ہو گیا، ایک کونے میں چھپ کر بیٹھ گیا اور دل میں خیال کرنے لگا کہ سرکارِ بغداد کو میرا علم نہیں، مگر اس چور کو کیا علم تھا کہ عارفانِ باصفا کی نظر تو لوحِ محفوظ تک دیکھ لیتی ہے ؎

کوئی سمجھے تو کیا سمجھے، کوئی جانے تو کیا جانے
دو عالم کی خبر رکھتا ہے دیوانہ محمد کا

بہر حال چور کا خیال تھا کہ غوث کو میرا علم نہیں کہ میں یہاں چھپا ہوا ہوں۔ رات گزر

Scanned with CamScanner

رہی تھی۔ جب پچھلا پہر قریب آیا تو ایک مردِ خدا سرکارِ بغداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا ـــــ حضور فلاں علاقہ کا قطب فوت ہو گیا ہے وہاں کسی کی ڈیوٹی لگا دو۔ آپ نے فرمایا صبح لگا دی جائے گی۔ اُس نے کہا سرکار ابھی لگا دو۔ آپ نے فرمایا صبح کسی کو مقرر کر دیا جائے گا ـــــ اُس نے کہا نہیں، سرکار ابھی کسی کی ڈیوٹی لگا دیں تا کہ علاقے کی سلامتی خطرے میں نہ پڑ جائے ـــــ آپ نے فرمایا اگر ـــــ زیادہ جلدی ہے تو وہ ہمارے مکان کے کونے میں چھپا بیٹھا ہے، اُسے لے جاؤ ـــــ اب بروہ مردِ خدا اس کونے کی طرف بڑھا اور کہا قطب صاحب! السلام علیکم! وہ چور گھبرا گیا ـــــ اور کہنے لگا جناب! میں کوئی قطب نہیں ہوں، میں تو چور ہوں، بد ہوں، بُرا ہوں، چوری کی نیت سے اس مکان میں داخل ہوا ہوں ـــــ اس اللہ کے بندے نے کہا بیشک تو چور ہو گا، مگر نگاہِ غوثِ اعظم نے تجھے قطب بنا دیا ہے ؎

جس تے پیر میرے دی نگاہ ہووے
اُس دی کیوں نہ معاف خطا ہووے
جس بیڑے دا میراں ملاح ہووے
اوہنوں پانی کدے دی روڑھ دا نئیں

سامعینِ محترم! اللہ کے ولی کی نگاہ چوروں کو قطب بنا دیتی ہے۔ رہزن کو رہبر کر دیتی ہے، شقی کو سعید بنا دیتی ہے۔ بدبخت کو نیک بخت بنا دیتی ہے۔

آؤ خدا تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں دُعا کریں کہ اللہ رب العزت ہمیں اولیاء کرام و مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کی ارادت و محبت، رفاقت و سنگت نصیب فرمائے۔ آمین!

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن

---



# معرفتِ الٰہی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ ط فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنَ ۝

لوکی مَتّیں دین بُلّھے نُوں، توں جا بہو وِچ مسیتی
وِچ مسیتاں کُجھ نئیں لبھدا، جے دِلوں نماز نہ نیتی
باہروں پاک ہوئیاں کی بننا، جے اندروں نہ گئی پلیتی
بن مُرشد کامل بُلّھیا تیری گئی عبادت کیتی

راتیں جاگیں کریں عبادت، راتیں جاگن کُتے
تیتھوں اُتے

بھونکنوں بند مول نہ ہندے جا رُڑی تے سُتے
تیتھوں اُتے

خصم اپنے دا در نہ چھڈدے، بھاویں وجن جُتے
تیتھوں اُتے

بلھیا توں وی یار دا بن جا نئیں تے بازی لے گئے کُتے
تیتھوں اُتے

معززسامعین حضرات ! اس دنیا میں بسنے والا ہر ذی شعور انسان کسی نہ کسی کام میں مصروف ہے۔ کوئی تاجر ہے ـــــ کوئی آجر ہے کوئی اجیر ہے ـــــ کوئی کارخانہ دار ہے کوئی مزدور ہے ـــــ کوئی ملازم ہے کوئی دکاندار ہے ـــــ کوئی انجینئر ہے کوئی کسان ہے ـــــ غرضیکہ ہر شخص اپنی ضروریاتِ زندگی کو پورا کرنے کے لیے محنت کر رہا ہے اور اپنے رزق کی تلاش میں مصروف ہے۔ رزقِ حلال کا حصول یقیناً ایک عبادت ہے ـــــ مگر دورِ حاضر میں اس کی طلب کچھ اس قدر بڑھ چکی ہے کہ رزق کھانے کے لیے نہیں جمع کرنے کے لیے اکٹھا کیا جا رہا ہے ـــ سوائے اہل اللہ حضرات کے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس دنیاوی مال کے کمانے کا کوئی ایسا نادر نسخہ ہاتھ لگ جائے جس کو استعمال کرنے سے وہ راتوں رات خزانوں کا مالک بن جائے ـــــ بعض لوگوں کو مال کی طلب اور ہوس نے اس قدر اندھا کر دیا ہے کہ وہ اس دنیائے ناپائدار کے مال کو حاصل کرنے کے لیے چوری، ڈاکہ، جھوٹ، فریب کاری، قتل و غارت گری، سود، رشوت، جوا نہ جانے کیسے کیسے بُرے کام کرنے پر اُتر آتے ہیں ـــــ حالانکہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا ایمان ہے کہ بندے کا رزق ہمارے خالق و مالک نے اپنے ذمے لے رکھا ہے جیساکہ قرآنِ کریم میں ارشادِ ربانی ہے ؛

وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا (پ ۱۲ ع ۱)
اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔

وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ (پ ۲۸ ع ۱)
اور اللہ کا رزق سب سے اچھا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (پ ۱ ع ۱)
سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

اَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ (پ ۲۱ ع ۶)
اللہ جس کے لیے چاہے رزق میں وسعت دیدے اور جس کے لیے چاہے تنگ کر دے



قرآن حکیم کے ان واضح ارشادات سے معلوم ہوا کہ ہر جاندار کا رزق اللہ رب العالمین جل وعلا کے ذمہ کرم پر ہے۔ وہی بہتر روزی رساں ہے، وہی پالنے والا ہے وہ جسے چاہے جتنا چاہے عطا کر دے۔

سامعینِ محترم ! بندے کا رزق اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے، مگر اس کو حاصل کرنے کے لیے کسی وسیلہ کو اختیار کرنا پڑتا ہے، اسی لیے رزاقِ دو جہاں کا ارشاد ہے ؛

وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ (پ ۲۸ ع ۲) اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو

رزق اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، اسے تلاش کیا جائے۔ اس کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے، ـــــ مگر رزق کو حاصل کرتے وقت بندے کو اتنا غافل نہیں ہونا چاہیے کہ رزق کی ہوس اس پر اتنا غلبہ حاصل کر لے کہ وہ رزق کو حاصل کرنے میں اس قدر گم ہو جائے کہ رزاق ہی کو بھول جائے ـــــ اُس کی اطاعت اور فرمانبرداری کو چھوڑ دے ـــــ اُس کی محبت اور وفاداری ہی سے دستبردار ہو جائے ـــــ اُس کی معرفت اور لقاء حاصل کرنے کی آرزو ہی ختم ہو جائے ـــــ یاد رکھو ! رزق بندے کے لیے ہے، بندہ رزق کے لیے نہیں ہے ـــــ

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

"دُنیاوی تصرف قربِ شیطانی ہے" (یعنی صرف دُنیا کا مال حاصل کرنے والا شیطان کے قریب ہو جاتا ہے) "اور مطلق تصرفِ عقبیٰ نادانی ہے" (یعنی صرف آخرت ہی کا طلب گار ہو جانا یہ ناسمجھی ہے) "اور تصرف معرفتِ مولا جمعیت جاودانی ہے" (اور جس کو معرفتِ الٰہیہ حاصل ہو جائے۔ اسے ہمیشہ کے لیے سکونِ قلب کی دولت حاصل ہو جاتی ہے)

اور فرمایا؛ "اہلِ علم کو معاش کی تلاش ہے اور دنیا مُردار کے سونے چاندی کی طلب رکھتی ہے ـــــ اور فقر کو مولا کے دیدار کی طلب رہتی ہے۔ اہلِ علم پر دوزخ حرام ـــــ اور فقیر پر جنت و دوزخ دونوں حرام ـــــ" اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ؛

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ — تو جسے چاہیے اپنے رب سے ملنے کی اُمید ہو،
فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا (پ۱۶ ع۳) — اُسے چاہیے کہ نیک عمل کرے۔

## رابعہ بصری

حضرت رابعہ بصری سے ایک دن پوچھا گیا کہ آپ خدا کی عبادت کس لیے کرتی ہیں؟ کیا دوزخ کے ڈر سے یا جنت کی اُمید پر ـــــ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے کہا کہ "میں اپنے مالک سے یوں عرض کرتی ہوں اے میرے پروردگار! اگر میں تیری عبادت دوزخ کے ڈر سے کرتی ہوں، تو مجھے دوزخ میں جلا ـــــ اگر بہشت کے لیے کرتی ہوں تو مجھے بہشت عطا نہ کرنا۔ اگر تیرے لیے کرتی ہوں تو مجھے اپنے دیدار سے محروم نہ کرنا۔"

(عین الفقر شرح مولانا نظام الدین ص ۹۹)

کسی شاعر نے اس کی ترجمانی اس طرح کی ہے ؎

اگر حور و جنت ہی دل میں بسی ہے
عبادت ہے کیا یہ تو سوداگری ہے

دُنیا عقبیٰ توں عاری ہیں — ناں ہاں جنتی، نہ ناری ہیں
منگاں دلبر دی دلداری ہیں — ساتوں طالب نہ حور قصور سمجھ

## تمہیں کیا چاہیے

ایک روز بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بارگاہ خداوندی میں قرب حاصل ہوا تو بارگاہِ خداوندی سے آواز آئی:

اُے بایزید! تم عبادت و ریاضت میں بہت مشقّت اٹھا رہے ہو ـــــ کیا تمہیں مقامِ عرش چاہیے ـــــ عرض کیا اے میرے مالک! عرش تو روحانیوں کی جگہ ہے میں روحانی نہیں ہوں ـــــ پھر ندا آئی اے بایزید! ـــــ کیا تجھے کرسی چاہیے ـــــ عرض کیا میرے پروردگار کرسی تو کرّوبیاں کی جگہ ہے ـــــ میں کرّوبیاں بھی نہیں ہوں ـــــ پھر ندا آئی ـــــ بایزید! تجھے آسمان چاہیے ـــــ عرض کیا اے میرے مالک! آسمان تو



فرشتوں کی جگہ ہے ـــــ میں تو فرشتہ نہیں ہوں ـــــ پھر ندا آئی ـــــ کیا تمہیں بہشت چاہیے ـــــ عرض کیا اے خداوند قدوس! بہشت تو مومنوں اور پرہیزگاروں کی جگہ ہے ـــــ پھر ندا آئی ـــــ شاید اب دوزخ چاہیے ـــــ عرض کیا اے مالک الملک دوزخ تو منکروں کی جگہ ہے ـــــ میں مُنکر نہیں ہوں ـــــ پھر لُطف و کرم سے آواز آئی ـــــ اے بایزید! تو مجھے چاہتا ہے ـــــ عرض کی ہاں ـــــ! فرمایا! اگر مجھے نہ پاسکو تو پھر کیا کرو گے ـــــ؟ خواجہ بایزید نے ایک آہ سرد نکالی اور سربسجود ہو کر جان محبوب حقیقی کے حوالے کر دی۔

(عین الفقر ص ج ۲ ـــ شرح ابیاتِ باہو ص ۵۸۴)

سامعین محترم! رزق بندے کے لیے ہے ـــــ اور بندہ اپنے مولا کے لیے۔ یہی وجہ ہے کہ مومن کامل کا کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا، جینا مرنا سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اس حقیقت کو قرآن نے اس طرح بیان فرمایا ہے:

إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ (پ ۸ - ع ۱۷) — بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور مرنا اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ (پ۲۴ ع ۱۰) — اور میں اپنا کام اللہ کو سونپتا ہوں، بے شک اللہ بندوں کو دیکھتا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ (پ ۲ - ع ۹) — اور کوئی اپنی جان بیچتا ہے، اللہ کی مرضی چاہنے میں

سامعینِ محترم! جب انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کوئی دنیاوی کام بھی کرتا ہے تو وہ بھی اپنے خالق و مالک کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ بن جاتا ہے

# رضائے مولا

ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت میں ہے کہ ایک روز بارش ہو رہی تھی حضرت سلطان الاولیا، خواجہ نظام الدین محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک خادم سے فرمایا، جمنا (جو کہ دہلی کے کنارہ پر واقع ہے) کے اُس پار ایک قطبِ وقت تشریف فرما ہیں، تم اُس کے پاس جاؤ اور۔ انہیں یہ کھیر دے آؤ —— خادم نے عرض کی حضور والا! آجکل جمنا بڑے جوش پر ہے —— اور بارش بھی ہو رہی ہے۔ کوئی ملاح کشتی نہیں چلا رہا ہوگا —— تو فرمائیں جمنا کی ٹھاٹھیں مارتی ہوئی موجوں کو میں کیسے عبور کر سکتا ہوں —؟ سرکارِ محبوبِ الٰہی نے فرمایا، اگر کوئی ملاح کشتی میں بٹھا کر تمہیں پار لگانے کے لیے راضی نہ ہوا تو تم جمنا کے قریب کھڑے ہو کر کہنا —— اے جمنا! میں اُس کا چاہنے والا ہوں جس نے شادی نہیں کی —— خادم سرکارِ محبوبِ الٰہی علیہ الرحمہ کا یہ فرمان سُن کر متعجب ہوا کہ ماشاء اللہ حضرت صاحب تو صاحبِ اولاد ہیں — بہر حال شیخ کامل کے حکم کی تعمیل کرتے ہوتے اُس نے کھیر والا برتن اٹھایا اور جمنا کے کنارے پہنچ گیا۔ طغیانی کی وجہ سے کوئی بھی ملاح اُسے پار لے جانے کے لیے رضامند نہ ہوا —— پیرِ کامل کے فرمان کی تعمیل میں جمنا کے کنارے پر کھڑے ہو کر کہا، اے جمنا! میں اس پیر کا مرید ہوں جس نے شادی نہیں کی —— تو میرے لیے راستہ چھوڑ دے —— خادم کا یہ کہنا تھا کہ دریا نے راستہ دے دیا اور یہ پار چلا گیا —— مرشدِ ذی وقار کے حکم کے مطابق وہاں ایک اللہ والے کو بیٹھا ہوا پایا۔ سلام عرض کیا اور شیخ کا تحفہ اُن کے حوالے کیا۔ انہوں نے قبول فرمالیا اور کھیر کو کھالیا۔ خادم نے اس اللہ والے سے واپسی کی اجازت طلب کی اور ساتھ ہی عرض کیا حضور! جمنا بڑے جوش پر ہے، میری واپسی کا انتظام فرما دیجیے —— اس اللہ والے نے خادم کا سوال سننے کے بعد فرمایا، تم جمنا دریا کے کنارے پر کھڑے ہو کر کہنا —— میں اُس کے پاس سے آیا ہوں جس نے کبھی کچھ نہیں کھایا۔ یہ سُن کر خادم اور بھی زیادہ متعجب ہوا کہ اس اللہ والے نے تو میرے سامنے کھیر کھائی ——



بہر حال وہ خاموش رہا اور اجازت لے کر جمنا کے کنارے پہنچ گیا اور جمنا کو مخاطب ہو کر کہا، اے جمنا! میں اُس مردِ حق کی بارگاہ سے واپس آیا ہوں جس نے کبھی کچھ نہیں کھایا۔ دریا نے رستہ چھوڑ دیا اور یہ واپس اپنے مرشد سرکارِ محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا —— اور موقع کی تلاش میں رہا۔ ایک روز سرکارِ محبوبِ الٰہی کچھ فارغ بیٹھے تھے تو اس خادم نے عرض کی سرکار! جب آپ نے مجھے فلاں روز جمنا کے اُس پار بھیجا تھا تو فرمایا تھا کہ دریا سے کہنا میں اُس کے پاس سے آیا ہوں کہ جس نے شادی نہیں کی —— اور آپ ماشاء اللہ صاحبِ اولاد ہیں —— اور جس اللہ والے کے پاس مجھے بھیجا تھا، انہوں نے میرے سامنے کھیر کھائی —— اور مجھ سے فرمایا، دریا سے کہنا میں اُس کے پاس سے آیا ہوں جس نے کبھی کچھ نہیں کھایا —— اس میں کیا راز ہے؟ سلطان الاولیا، حضرت محبوبِ الٰہی علیہ الرحمہ نے فرمایا —— اے بیٹا! جو میں نے کہا تھا کہ میں نے شادی نہیں کی، اس کا مطلب یہ تھا کہ میں نے اپنے نفس کی خواہش کی تکمیل کے لیے شادی نہیں کی، بلکہ اپنے مالک کا حکم اور سُنّتِ مصطفوی کی اتباع میں کی ہے —— اسی طرح وہ درویشِ باصفا جس نے کہا تھا میں نے کبھی کچھ نہیں کھایا، اس کا مطلب یہ تھا کہ انہوں نے اپنے خالق و مالک کی منشاء و مرضی کے بغیر کبھی کچھ نہیں کھایا

سامعینِ محترم! ہمارا دُنیا میں کھانا پینا خدا تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو تو یہ عظمت ہے۔ اور اگر یہ خورد و نوش خواہشِ نفس کی تکمیل کے لیے ہے تو یہ باعثِ ذلت ہے۔ رزق خود اپنے کھانے والے کی تلاش میں رہتا ہے۔ اس لیے کہ وہ کھانے والے کے لیے ہے اب بندے کو بھی اپنے رب تعالیٰ جل شانہٗ کی تلاش کرنا چاہیئے —— اس لیے کہ وہ اپنے مولا کریم کے لیے ہے —— خداوند قدوس نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے:

Scanned with CamScanner

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ (پ ۶ ع ۱۰)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اُس کی طرف کوئی وسیلہ تلاش کرو۔

اس آیۂ کریمہ میں اللہ رب العزت نے حکم فرمایا "اے میرے بندو! مجھے پانے کے لیے، میری معرفت اور لقاء حاصل کرنے کے لیے کسی وسیلہ کی تلاش کرو۔" اے میرے بندے! میں تو تیرے قریب ہوں تو بھی میرے نزدیک ہونے کی کوشش کر۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوبِ مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے ارشاد فرمایا،

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ (پ۲ ع )

(اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) اور جب تم سے میرے بندے میرے بارے دریافت کریں، میں تو تمہارے قریب ہوں

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (پ ۲۶ ع ۱۶)

اور ہم اس سے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (پ ۲۶ - ع ۱۸)

اور تمہارے نفسوں میں ہوں، تو کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔

ان آیات بینات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور تاجدار انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے ارشاد فرمایا، اے محبوب! اگر تمہارے غلام میرا پتہ پوچھیں، تو ان سے فرما دینا کہ میں تو اُن کے بہت قریب ہوں۔ اُن کی رگِ جاں سے بھی اُن کے نزدیک ہوں۔ میری قدرت کی نشانیاں ان کے وجود میں موجود ہیں۔ شاعر اس مقام پر کہتا ہے ؎

نحنُ اقرب کہندا کہندا سوہنا ساڈے وہڑے آیا
حبل ورید دی سیج وچھا کے ساڈے اندر ڈیرا لایا
فی انفسکم دی شمع جلا کے ساڈا لُوں لُوں آچمکایا
اعظم یار وسے وچہ گھر دے اساں اینویں شور مچایا

حضرت بُلھے شاہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کی ترجمانی اس طرح فرمائی ہے ؎



جس دا شور چو فیرے پیندا اے
اوہ کول تیرے نت رہندا اے
نالے نحنُ اَقرب کہندا اے
نالے آکھے فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ

قرآن حکیم نے اس حقیقت کو اس طرح بیان فرمایا ہے،

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ (پ ۲۵ - ع ۱)

ہم عنقریب دکھائیں گے اپنی نشانیاں، دنیا بھر میں اور خود اُن کی ذات میں یہاں تک کہ اُن پر ظاہر ہو جائے گا کہ بے شک وہ حق ہے۔

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا،

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ

جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

سامعینِ محترم! معرفتِ الٰہیہ حاصل کرنے کے لیے انسان اگر اپنے وجود پر ہی غور کرے تو اسے اپنے مالک کی قربت حاصل ہو سکتی ہے۔

سُلطان العارفین حضرت سُلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

الف ایہہ تن رب سچے دا حجرہ وچ پا فقیرا جھاتی ہُو
ناں کر منت خواج خضر دی تیرے اندر آب حیاتی ہُو
شوق دا دیوا بال ہنیرے متاں لبھے وست کھڑاتی ہُو
مرن تھیں پہلاں مر گئے باہُو جنہاں حق دی رمز پچھاتی ہُو

اے مومن! درویشِ باصفا طالبِ حق تیرا جسم سچے مالک الملک کی قیام گاہ ہے، تو اپنے من کے اندر جھانک کر دیکھ اور حضرت خضر علیہ السلام جنہوں نے آبِ حیات

Scanned with CamScanner

کا جام نوش کر کے حیاتِ جاودانی حاصل کر لی ہے تو اُن کی منت کر اور ان کا احسان مند نہ بن، اس لیے کہ تیرے اندر عشقِ الٰہی کا وہ چشمہ جاری ہے جو کہ آبِ حیات ہے۔

اپنے اندھیرے من میں شوقِ الٰہی کی شمع روشن کر، شاید تجھے اپنا کھویا ہوا اثاثہ جو کہ تیرے ہی دامن میں رُوپوش ہے، وہ تجھے مِل جائے۔

اے باہُوؒ! وہ سالک فقیر جس نے حق تعالیٰ کی رمزِ شہود و وجود کو پہچان لیا ہے، اُن کے نفوس نے موتِ جسمانی سے پہلے مر کر مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کا مصداق بن گئے اور انہیں حیاتِ جاودانی حاصل ہو گئی۔

اے طالبِ مولیٰ تو اوروں سے کیا پوچھتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ زمین و آسمان، عرش و کرسی خود تجھ میں موجود ہے ——— تو جو لینا چاہتا ہے، اپنے دل سے طلب کر

سُلطان العارفین حضرت سُلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

الف ایہہ تن رب سچے دا حجرا، دل کھِڑیا باغ بہاراں ہُو
وِچے کوزے، وِچے مصلّے، وِچے سجدے دیاں تھاراں ہُو
وِچے کعبہ، وِچے قبلہ، وِچے اِلَّا اللہ پکاراں ہُو
کامل مرشد ملیا باہُوؒ اوہ آپے لیسی ساراں ہُو

ایک دن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

اَیْنَ اللہُ فَقَالَ النَّبِیُّ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ قُلُوْبِ عِبَادِہٖ۔ (شرح ابیات باھو ص۱۱۶)

اللہ تبارک و تعالیٰ کہاں ہے؟ فرمایا: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ وہ اپنے بندوں کے دل میں ہے۔

حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ "گنج الاسرار" میں فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا، حدیث قدسی ہے۔ "فصوص الحکم" ص۲۰۳ پر ہے:



لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ — نہ میں زمین میں سماتا ہوں اور نہ آسمان میں،
وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِالْمُؤْمِنِ — مگر قلبِ مومن میں سما جاتا ہوں۔

سامعینِ محترم! مالک الملک اللہ تعالیٰ جل وعلا تو اپنے بندوں کے قریب ہے، مگر ہماری نگاہوں پر غفلت کے حجابات پڑے ہوتے ہیں، جنہوں نے ہمیں جلوۂ یار سے محروم کر رکھا ہے ؎

بُلھیا رب اساں توں وکھ نئیں
بن رب توں دُوجا ککھ نئیں
پر ویکھن والی اکھ نئیں،
تاہیوں جان جُدائی سہندی اے
مُنہ آئی بات نہ رہندی اے

## جَوھری

حضرت مولانا روم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ایک جوہری کے ساتھ ایک چور ہمسفر ہو گیا۔ چور نے کیا دیکھا کہ جوہری کے پاس ایک قیمتی ہیرا ہے۔ دل ہی دل میں کہنے لگا کہ جب رات کو کہیں یہ جوہری سویا تو میں اس کے اسباب سے یہ ہیرا نکال کر فرار ہو جاؤں گا۔ جوہری چور ہمسفر کی نیت سے آگاہ ہو چکا تھا۔ جب رات آئی تو سونے سے پہلے جوہری نے اپنا ہیرا چور کے اسباب میں رکھ دیا، اور بے فکر ہو کر سو گیا ——— چور رات بھر جوہری کے اسباب میں ہیرا تلاش کرتا رہا۔ مگر حیران تھا کہ نہ جانے جوہری نے ہیرا کہاں چھپا دیا ہے ——— مسلسل تین راتیں اسی طرح مایوسی کے عالم میں گزر گئیں ——— آخر چور نے جوہری سے کہا کہ دن کے وقت تو ہیرا تمہارے پاس ہوتا ہے، رات کو کہاں جاتا ہے ——— مجھے متواتر تین راتیں جاگتے ہوئے گزر گئیں، مگر رات کو ہیرا کہیں نہیں ملتا ——— جوہری نے کہا تم میرے اسباب میں ہیرا تلاش کرتے رہے ہو ——— کاش! کبھی اپنے اسباب میں بھی اسے

ڈھونڈنے کی کوشش کرنے ——— تو نہیں مل جاتا۔

سامعین محترم! وہ ذاتِ اقدس تو ہماری جانوں سے بھی زیادہ قریب ہے۔ کاش!
کسی مردِ حق کی صحبت و رفاقت نصیب ہو جائے جس سے غفلت کے پردے اُٹھ جائیں
اور مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ کی منزل طے ہو جائے اور ہمیں معرفتِ
الٰہی اور لقائے مولا حاصل ہو جائے ——— اصل وجہ یہ ہے کہ ہمیں ابھی تک
اپنی پہچان نہیں ہوئی، ورنہ وہ ذاتِ اقدس تو ہماری شہ رگ سے بھی قریب ہے۔
ابھی تک ہم اپنی حقیقت ہی کو نہ سمجھ سکے ——— ہمیں غافلوں کی صحبت نے جلوۂ یار
سے محروم کر دیا۔

## شیر

حضرت مولانا روم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ایک شیر جو پیدا
ہوتے ہی بدقسمتی سے بکریوں کے گلے میں پہنچ گیا۔ بکریوں
کی صحبت اور رفاقت نے اسے اپنے آپ سے بے خبر کر دیا ——— وہ بکریوں کی
طرح چرتا پھرتا اور کھاتا پیتا ——— ایک روز جنگل کا شیر آگیا، تو اس شیر کی
ہیبت ناک آواز سن کر بکریاں دوڑیں، تو اُن کے ساتھ رہنے والا شیر بھی دوڑا۔
یہ دیکھ کر شیر کو بڑا تعجب ہوا کہ مجھے دیکھ کر اور میری غضب ناک آواز سن کر بکریوں
کا دوڑنا تو سمجھ میں آتا ہے، مگر یہ شیر تو میرا ہم جنس تھا، آخر وہ کیوں دوڑا ——— شیر نے
صورتِ حال کو سمجھ لیا کہ اس شیر کا بچہ کیا بکریوں کے ساتھ بھاگا تھا۔ آخر جب
اس کے پاس پہنچا تو وہ ڈر کے مارے بکریوں کے ساتھ بکریوں ہی کی طرح ہانپ کانپ
رہا تھا۔ شیر نے اس سے پوچھا کہ تم مجھ سے کیوں ڈر رہے ہو؟ تو اُس نے جواب دیا۔
جناب والا! تم جنگل کے بادشاہ ہو اور میں ایک ادنیٰ مخلوق بکری ہوں، مجھے ڈر ہے کہ
کہیں تم مجھے کھا نہ جاؤ ——— شیر سمجھ گیا کہ اسے بکریوں کی صحبت نے بکری بنا دیا ہے
تمہیں اپنی حقیقت دیکھنا ہے ——— شیر نے کہا کہ اگر تم اپنے جسم کی



طرح ہو تو تو شیر ہے اور نہیں ہماری طرح نہیں ——— ہم تو تجھے ساتھ لے جانا
چاہتے ہیں ——— چنانچہ شیر اُس کو ایک پانی کی ندی پر لے گیا اور اچھی طرح غور
کر کے کہا کہ اپنی حقیقت پہچان ——— اور پانی میں دیکھ ہم دونوں ایک جیسے
ہیں شیر ہے اور میں بھی شیر ہوں ——— چنانچہ جب اُس کی آنکھوں سے حجاب اٹھا تو
اپنا اصل مقام جان گیا ——— جب ندی کے اس طرف پانی سے منہ ڈالا تھا تب
کھڑا اٹھا تو بکری تھا ——— اور جب نظر اٹھائی تو دیکھا کہ شیر ہوں ——— اب
جو اُس نے گرج دار آواز نکالی تو سارے جنگل میں شور برپا ہو گیا۔

سامعین محترم! اسی طرح ہم بھی اپنے آپ سے بے خبر ہیں۔ کوئی اللہ والا ہے جو
ہمیں اپنا کھویا ہوا مقام یاد دلا دے اور ہمارے سارے حجابات ختم کر کے حقیقت
کرا دے اور وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ والی ذات کا قرب نصیب
ہو جائے اور پھر ہم بھی یہ کہہ سکیں ؎

تجلی تیری ذات کا سُو بہ سُو ہے
جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے

وما علینا الا البلاغ المبین

# شانِ علماءِ کرام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ہ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ہ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ہ اَمَّا بَعْدُہٗ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا ۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ

منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹیں کتنی ملی خیرات نہ پوچھو
اُن کا کرم پھر اُن کا کرم ہے اُن کے کرم کی بات نہ پوچھو
کنتُ کنزاً رازِ مشیت، جلوے ہیں انوارِ ہدایت
جگمگ جگمگ دونوں عالم، کیسی ہے وہ ذات نہ پوچھو
عشقِ نبی کونین کی دولت، عشقِ نبی بخشش کی ضمانت
اس سے بڑھ کر دستِ طلب میں ایسی کوئی سوغات نہ پوچھو
ظاہر میں تسکینِ دل و جاں، باطن میں معراجِ دل و جاں
نامِ نبی پھر نامِ نبی ہے، نامِ نبی کی بات نہ پوچھو
میں کیا اور کیا میری حقیقت سب کچھ ہے سرکار کی نسبت
میں تو بُرا ہوں، لیکن میری لاج ہے کس کے ہاتھ نہ پوچھو



سامعینِ محترم! حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ گری سے قبل جب بھی کفر و شرک، ظلم و ستم کی ظلمت چھائی اور رب العزت نے ظلمت کدہ کو نورانیت بخشنا چاہی تو اپنے معظم و مکرم انبیاء کرام علیہم السلام کو اس بھٹکی ہوئی قوم کی رہبری و رہنمائی اور امامت و پیشوائی کے لیے مبعوث فرمایا۔ اس کائناتِ رنگ و بو میں کبھی صفی اللہ آئے کبھی نجی اللہ تشریف لائے کبھی خلیل اللہ کی جلوہ گری ہوئی، کبھی ذبیح اللہ کے انوارِ نبوت چمکے اور کبھی عیسیٰ روح اللہ تشریف لے آئے۔ پھر سب سے آخر میں خدا تعالیٰ کی خدائی کے نبی اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام لے کر جلوہ گر ہوتے ؏

انبیاء آگئے، مُرسلیں آگئے، مقتدی آچکے تو امام آگیا

آپ کی تشریف آوری اور جلوہ گری ہوئی، تو اللہ رب العزت نے آپ کے سرِ انور پہ نبوت کا تاج رکھ کر نبوت کے دروازے کو ہمیشہ کے لیے بند فرما دیا اور اعلان کر دیا:

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ہ (پ ۲۲ ع ۲)

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، بلکہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔

حضور سید الانبیاء محبوبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا:

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

میں نبیوں کا خاتم ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

سامعینِ محترم! دُنیا میں پہلے جب بھی ظلمت و ضلالت آتی تھی تو اُس کی اصلاح کے لیے نبوت کی جلوہ گری ہوا کرتی تھی اور تاجدارِ ختمِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد سے نبوت کا دروازہ بند ہو گیا، تو کیا اس کے بعد اب قیامت تک ظلمت کا دور دورہ نہ ہوگا؟ کیا اب لوگوں کے اخلاق و اطوار نہ بگڑیں گے؟ کیا اب مخلوق اپنے خالق و مالک رُوگردانی نہیں کرے گی؟ کیا اب ظلم و ستم کا بازار گرم نہیں ہوگا؟ کیا وحشت و بربریت ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گی۔؟ نہیں نہیں، یہ سب کچھ ہوتا رہے گا۔

شاہدِ دو جہاں، سرورِ کون و مکاں، عالمِ ماکان و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خود

ان بُرائیوں کے وقوع پذیر ہونے کی خبر ارشاد فرمائی جیسے کہ آپ کے ارشاداتِ عالیہ ہیں کہ قربِ قیامت میں عابد جاہل ہوں گے۔ امیروں کی کثرت اور امانت داروں کی قلت ہوگی عورت اپنے شوہر کے ساتھ شریکِ تجارت ہوگی۔ امانت کو غنیمت سمجھا جائے گا۔ زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے گا۔ اونچے محلوں پر فخر کیا جائے گا۔ مسجدوں میں دنیاوی باتیں ہوں گی۔ غریب آدمی کی لڑکی بوجہ غربت کوئی قریبی اُسے اپنے نکاح میں نہ لے گا۔ سائل محروم ہوں گے۔ لوگوں میں کینہ و حسد اور بُغض بہت ہوگا۔ عمریں کم، لوگ سچے کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا سمجھیں گے۔ کبیرہ گناہوں کو حلال سمجھا جائے گا۔ سُود اور رشوت کو کھایا جائے گا۔ جہالت و زنا اور شراب نوشی کی کثرت ہوگی گانا بجانا عام ہوگا۔ عورتوں کی مردوں کے ساتھ اور مردوں کی عورتوں کے ساتھ مشابہت ہوگی

سامعین کرام! یہ تھا اُن برائیوں اور خرابیوں کا مختصر سا تذکرہ جو دنیا میں ہونے والی تھیں اور اُس کی خبر مخبرِ صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے ارشاد فرمائی، جن کے ظہور کو ہم اب ملاحظہ کر رہے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ پہلے جب ضلالت و گمراہی کا دور دورہ ہوتا، تو اُس کی اصلاح کے لیے نبی آتے تھے تو حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی تشریف آوری کے بعد ضلالت و گمراہی کے آنے کا ذکر تو ہے، مگر نبوت کا دروازہ بند ہے۔ تو اب اس بھٹکی ہوئی قوم کی رہبری کون کرے گا؟ ان کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی تعلیم کون دے گا؟ ان گناہ گاروں کو خدا تعالیٰ کے خوف سے کون ڈرائے گا؟ تو سُنیے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد نبوت کا دروازہ تو بند ہے لیکن سرکارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ۔ میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں

دوسرے مقام پر فرمایا:

اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ علماء انبیاء کے (علم کے) وارث ہیں



پہلے جب جہالت آتی تھی، تو انبیاء کرام تشریف لایا کرتے تھے۔ اب جب بھی جہالت عام ہوگی، تو علماء کرام آیا کریں گے، یعنی جو فریضۂ تبلیغ پچھلی اُمتوں کے نبیوں نے ادا کیا تھا وہ اب نبی آخر الزماں رحمتِ دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت کے علماء سر انجام دیں گے۔

تاریخ گواہ ہے کہ اسلام پر جب بھی کوئی کٹھن مرحلہ آیا، اللہ تعالیٰ کی مخلوق نے جب بھی اپنے مالک و خالق سے رُوگردانی کی تو علماء و فقہاء نے اُسی وقت مخلوقِ خدا کی رہنمائی اور پیشوائی کر کے انہیں صراطِ مستقیم پر گامزن کر دیا۔ خود بھی اپنے خالق و مالک سے ڈرے اور لوگوں کو بھی تقویٰ و پرہیزگاری کا سبق دیا۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا ط (پ ۲۲ ع ۱۶) اس کے بندوں میں اللہ تعالےٰ سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

## شانِ علماء

یہی وہ معزز گروہ ہے جس کی عظمت خالقِ دو جہاں نے قرآنِ حکیم میں اس طرح بیان فرمائی ہے:

یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ط (پ ۲۸، ع ۲) جو لوگ تم میں سے ایمان لاتے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے، اللہ ان کے درجے بلند کرے گا۔

اللہ رب العزت جل وعلا نے اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو! تمہارے خالق و مالک نے تم میں سے اہلِ علم کو برتری و بلندی عطا فرمائی۔

محترم سامعین! علم ایک ایسی لازوال دولت ہے جو صاحب عزت و حشمت انسانوں کو بھی چار چاند لگا دیتی ہے اور کمتر لوگوں کو بھی عزت و جاہ سے سرفراز کر دیتی ہے۔

## اسماء کا علم

قرآنِ حکیم میں ہے کہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا ایک خلیفہ، اپنا نائب بنانے والا ہوں تو ملائکۂ مقربین نے عرض کی اے مولا!

أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ
فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ (پ۱ ع۴)

کیا تو اُس میں ایسے شخص کو خلیفہ بنانا چاہتا ہے جو
خرابیاں کرے اور خون ریزی

سامعینِ محترم! فرشتوں نے کہا کہ اے رب العالمین! کیا تو ایسا نائب بنائے گا جس کے سبب سے دنیا میں کشت و خون کا بازار گرم ہوگا، دنیا میں فساد برپا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا:

إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝

بیشک جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔

بہرحال اللہ رب العزت نے اپنی رضا و منشار کے مطابق اپنے خلیفہ کو بنایا۔ سیدنا آدم علیہ السلام کو بنانے کے بعد اُن کے سر پر تاج نبوت و خلافت رکھا، انہیں بے شمار نعمتوں سے مالامال کیا جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے کہ ان تمام انعاماتِ خداوندی میں سے ایک انعام آپ پر یہ ہوا:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا

اور اُس نے آدم کو سب اشیار کے نام سکھائے

صاحبِ تفسیر رُوح البیان نے اس مقام پر لکھا ہے کہ خداوند قدوس جل وعلا نے سیدنا آدم علیہ السلام کو سات لاکھ بولیوں کا علم عنایت فرمایا۔ قرآن حکیم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اشیار کے ناموں کا علم سکھایا۔

سامعین کرام! کسی چیز کا نام معلوم ہو جانے کے بعد جب تک اس کی ماہیت و کیفیت معلوم نہ ہو تو اس وقت تک نام کا علم کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ مثال کے طور پر مجھے معلوم ہو جائے دو شخصوں میں سے ایک کا نام محمد یوسف ہے اور دوسرے کا غلام رسول ہے۔ تو اگر یہ دونوں شخص میرے سامنے نہ آتے ہوں، میں یقین کے ساتھ نہیں بتا سکتا کہ ان میں سے محمد یوسف کون ہے اور غلام رسول کون ہے۔ جب تک نام بتانے والے نے ان کی صورتوں کی شناخت نہ کرائی ہو۔ تو تسلیم کرنا پڑے گا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام بھی بتائے اور ان اشیار کی صفاتِ ماہیت و کیفیت بھی بتائی، جبھی تو آپ کے سامنے جملہ اشیار کو پیش کیا گیا تو آپ نے ان کے اسمار و خواص بیان کر دیئے۔



اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے سامنے جمع اشیار کو پیش کیا اور فرمایا:

أَنْبِئُونِي بِأَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ إِنْ
كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ۝

اگر تم سچے ہو تو ان اشیار کے نام
بتاؤ۔

فرشتوں نے عرض کیا کہ اے ربِ کائنات ان چیزوں کے ناموں کا ہمیں علم نہیں ہے۔

قَالُوا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا
إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ
الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝

کہنے لگے کہ تو پاک ہے جتنا علم تو نے ہمیں
بخشا ہے، اس کے سوا ہمیں کچھ معلوم نہیں
بیشک تو دانا اور حکمت والا ہے۔

پھر اللہ رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا:

قَالَ يٰٓاٰدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَآئِهِمْ
فَلَمَّآ أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَآئِهِمْ
قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَّكُمْ إِنِّيٓ أَعْلَمُ
غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَ
أَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ
تَكْتُمُونَ ۝ (پ۱ ع۴)

فرمایا اے آدم تم انہیں ان چیزوں کے نام بتاؤ۔
جب انہوں نے اُن کو ان کے نام بتائے تو
فرشتوں سے فرمایا کیوں میں نے تم سے نہیں
کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی سب پوشیدہ
باتیں جانتا ہوں اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور پوشیدہ
کرتے ہو، وہ سب مجھے معلوم ہے۔

چنانچہ اس کے بعد فرشتوں کو حکم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ قرآن کریم کے اس بیان سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ ملائکہ کو حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت و برتری دکھانے کے لیے خداوند قدوس نے سیدنا آدم علیہ السلام کے علم والی صفات و خصوصیات کو پیش کیا۔

سامعین کرام! آدم علیہ السلام کی عزت و عظمت کا اظہار خداوندِ قدوس کے فضل و کرم اور علم سے ہوا۔ اسی طرح اگر اولادِ آدم بھی عظمت و سربلندی حاصل کرنا چاہتی ہے تو وہ خداوند قدوس کے کرمِ خاص اور حصولِ علم کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

Scanned with CamScanner

## عِلم کی برکات

عِلم ہی کی کشش تھی کہ حضرت خضر علیہ السلام کے حضور سیدنا موسیٰ علیہ السلام حاضر ہوئے تھے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا (پ۱۵، ع۲۱) — اور ہم نے اس کو علم لدنی سکھایا۔

عِلم لدنی ہی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل کی کال کوٹھڑی سے نکال کر تختِ شاہی تک پہنچایا تھا۔ سیدنا یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَأْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ (پ۱۳، ع۵) — (اے اللہ) اور تو نے مجھے خوابوں کی تعبیر کا علم بخشا

عِلم ہی کی برکات تھیں کہ سیدنا داوٗد علیہ السلام کو شہنشاہی بخشی تھی۔ قرآنِ کریم میں ہے:

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ ۝ (پ ۱۷ - ع ۶) — اور ہم نے تمہارے لیے اُن کو ایک طرح کا لباس بنانا سکھایا (تاکہ تم لڑائی کے ضرر سے بچ سکو)

اللہ رب العزت نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جانوروں کی بولیوں کا علم سکھایا اور ملکۂ بلقیس آپ کے نکاح میں آئیں۔

عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ (پ۱۹، ع۱۷) — ہم کو پرندوں کی بولیوں کا علم بخشا۔

سامعینِ محترم: اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو جملہ اشیاء کے اسماء کا علم عطا فرمایا، حضرت خضر علیہ السلام کو علم لدنی بخشا، حضرت یوسف علیہ السلام کو خوابوں کی تعبیر سکھائی، حضرت داوٗد علیہ السلام کو زرہ بنانے کا علم دیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو جانوروں کی بولیوں کا علم سکھایا، مگر قربان جائیں اپنے آقا و مولیٰ کی شان پر کہ قرآن میں جب خدا تعالیٰ اپنے محبوبِ پاک، صاحبِ لولاک، عالمِ ماکان و مایکون، دانائے علام الغیوب کے علوم کا ذکر کیا۔ یہ نہیں فرمایا کہ اے محبوب ہم نے تمہیں تمام اشیاء کا علم عطا فرما دیا۔ جانوروں کی بولیوں کا علم دیا، فرش کا علم دیا، عرش کا علم عطا کیا، بلکہ یہ فرمایا:

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (پ۵، ع۱۴) — اور تمہیں وہ کچھ سکھا دیا جو تم نہیں جانتے تھے

محبوب تمہیں جس شے کا علم نہیں تھا، ہم نے اُس کا علم عطا کر دیا۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے:



جب حضور سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم معراج کے لیے تشریف لے گئے اور بارگاہِ خداوندی میں پہنچے، تو خدا تعالیٰ نے کیا دیا اور محبوب نے کیا لیا۔ یہ دینے والا جانے، یا لینے والا جانے۔ بہرحال سیدنا حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ محبوبِ دوجہاں سیاحِ مکان و لامکان نے فرمایا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَوَضَعَ كَفَّهٗ بَیْنَ كَتِفَیَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ (مشکوٰۃ ص۶۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب کو حسین صورت میں دیکھا۔ پھر اس نے میرے دونوں کندھوں کے درمیان یدِ قدرت رکھا، اُس سے میں نے اپنے سینے میں ٹھنڈک پائی اور زمین و آسمان کی ہر چیز کا مجھے علم ہوگیا۔

یُوں تو سارے نبی محترم ہیں مگر
سرورِ انبیاء تیری کیا بات ہے

سامعینِ محترم! علم بڑی دولت ہے، علم نبیوں کی میراث ہے، مگر بڑے افسوس کا مقام ہے، آج ہماری دوڑ حصولِ مال کے پیچھے ہے، شب و روز اسی کے حصول کے طریقے اور ذرائع کی تلاش ہے، مگر لافانی دولت علمِ دین کی طرف توجہ نہیں ہے۔

## لافانی دولت

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ علم مال سے کئی درجے بہتر ہے۔ اس لیے کہ:

- علم انبیاء کی میراث ہے اور مال فرعون و ہامان، شداد و نمرود کی میراث ہے۔
- علم خرچ کریں تو اس میں اضافہ ہوتا ہے، مگر مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے۔
- علم صاحبِ علم کی حفاظت کرتا ہے، جبکہ مالدار کو اپنے مال کی حفاظت کرنا پڑتی ہے۔
- مال بے وفا ہے جو مرنے کے بعد دُنیا میں رہ جاتا ہے، علم قبر میں بھی ساتھ جاتا ہے۔

- مال مومن اور کافر دونوں کے پاس ہوتا ہے اور علم نافع صرف مومن کا حصّہ ہے۔
- مالداروں کے سب لوگ محتاج نہیں ہوتے۔ صاحبِ علم کا ہر شخص محتاج ہوتا ہے
- علم پل صراط پر سے گزرتے وقت سہارا دے گا، جبکہ مال موجبِ ضعف ہوگا۔

(تفسیر عزیزی ص۱۷۲)

## فرشتے پَر بچھاتے ہیں

علم دین حاصل کرنے والوں کی عظمت معلّمِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمائی ہے کہ جو شخص علم دین حاصل کرنے کے لیے چلتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کو جنت کے راستے پر چلاتا ہے۔

وَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضَاءً لِطَالِبِ الْعِلْمِ (مشکوٰۃ ص۳۴)

اور بے شک طالب علم کی رضا کے لیے فرشتے اپنے پَر بچھاتے ہیں۔

سامعینِ محترم! مقامِ غور ہے کہ طالب علم نے علمِ دین حاصل کرنے کی نیت سے ابھی گھر سے باہر قدم ہی رکھا ہے تو فرشتے اُس کے پاؤں کے نیچے اپنے پَر بچھاتے ہیں، تو جب وہ عالم بن جائے گا، تو پھر اس کی کیا شان ہوگی۔

## ریاض الجنّۃ

نزہۃ المجالس میں علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت نقل فرماتے ہیں،

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَ عَالِمًا فَكَاَنَّمَا زَارَنِیْ وَمَنْ صَافَحَ عَالِمًا فَكَاَنَّمَا صَافَحَنِیْ وَمَنْ جَالَسَ عَالِمًا فَكَاَنَّمَا جَالَسَنِیْ وَمَنْ جَالَسَنِیْ اَجْلَسَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فِی الْجَنَّۃِ۔ (نزہۃ المجالس ص۶۷)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی عالم کی زیارت کی، گویا اُس نے میری ہی زیارت کی، جس نے عالم کے ساتھ مصافحہ کیا، اُس نے مجھ سے مصافحہ کیا، جو کسی عالم کی مجلس میں بیٹھا، گویا وہ میری مجلس میں بیٹھا۔ جو میری مجلس میں بیٹھے گا، اللہ تعالیٰ اسے روزِ قیامت جنت میں بٹھائے گا۔



حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد پاک ہے،

اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا مَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ مَجَالِسُ الْعِلْمِ (کشف الغمہ ص۱۸)

فرمایا جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرو، تو کچھ [illegible] لیا کرو، عرض کی جنت کے باغ کیا ہیں، فرمایا علم کی محفلیں۔

## عذاب اُٹھ جاتا ہے

حضور سید المرسلین، خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے،

اِذَا مَرَّ الْعَالِمُ اَوِ الْمُتَعَلِّمُ عَلٰى قَرْيَةٍ رَفَعَ اللّٰهُ الْعَذَابَ عَنْ مَقْبَرَتِهَا اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا۔ (نزہۃ المجالس ص۶۷)

جب کوئی عالمِ دین یا طالب علم کسی بستی پر سے گزرے، تو اللہ تعالیٰ اُس بستی کے قبرستان سے چالیس دن کے لیے عذاب اُٹھا دیتا ہے۔

## دُعا

سرکارِ دوجہاں، تاجدارِ مُرسلاں، رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ مقدس ہے،

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ وَاَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتَّى النَّمْلَةَ فِيْ جُحْرِهَا حَتَّى الْحُوْتَ يُصَلُّوْنَ عَلٰى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۳۴)

بیشک اللہ اور اُس کے ملائکہ اور عرش و فرش والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلی دُعائے خیر کرتے ہیں، نیکیوں کی تعلیم دینے والے کے لیے (یعنی عالمِ دین کے لیے)

معلّمِ کائنات ہادیٔ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشادِ پاک ہے،

مَنْ جَاءَهُ الْمَوْتُ وَهُوَ يَطْلُبُ الْعِلْمَ لِيُحْيِيَ بِهِ الْاِسْلَامَ فَبَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّبِيِّيْنَ دَرَجَةٌ

جس شخص کو علم حاصل کرتے کرتے موت آجائے، اور وہ شخص علم کی طلب اس لیے رکھتا ہو کہ اسلام کو زندہ کرے اور وہ یہ طلب رکھتا ہوا فوت

وَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ۔ (مشکوٰۃ ص۳۶) — ہو جائے، پس اُس کے اور نبیوں کے درمیان جنّت میں ایک درجہ کا فرق ہوگا۔

آؤ قرآن کریم کو سینے سے لگا لیں، حدیث مصطفٰے کا دامن پکڑ لیں، علمِ دین خود سیکھیں اور اپنے بچوں کو پڑھائیں، وگرنہ یاد رکھو، بزرگ فرماتے ہیں ؎

اُس دن بندیا ٹٹ جاوے گی سب مغروری تیری
جس دن پاک نبی فرمایا، ایہہ نئیں اُمّت میری

## عابدوں سے افضل

حدیث شریف میں ہے کہ حضور سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلّم مسجد میں تشریف لاتے اور دو جماعتوں کو دیکھا — ایک گروہ تو اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر و فکر اور عبادت و ریاضت میں تھا اور ایک جماعت علمِ دین پڑھنے پڑھانے میں مصروف تھی۔ آپ نے جب ان دونوں مجلسوں کو دیکھا تو فرمایا؛ یہ دونوں مجلسوں والے بھلائی والے ہیں، مگر جو لوگ علمِ دین پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہیں، وہ عابدوں اور زاہدوں سے بہتر و افضل ہیں اور پھر فرمایا،

وَاِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِمْ (مشکوٰۃ ص۳۶) — اور بیشک میں معلّم بنا کر بھیجا گیا ہوں، تو آپ ان کے پاس بیٹھ گئے۔

## سخی کون

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا؛

هَلْ تَدْرُوْنَ مَنْ اَجْوَدُ جُوْدًا۔ — کیا تم جانتے ہو کہ بڑا سخی کون ہے ؟

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول بہتر جانتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا؛

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَجْوَدُ جُوْدًا ثُمَّ اَنَا اَجْوَدُ بَنِىْ اٰدَمَ وَاَجْوَدُ — فرمایا اللہ تعالیٰ سب سے بڑا سخی ہے پھر تمام اولادِ آدم سے سب سے بڑا سخی میں ہوں اور



مِنْ بَعْدِىْ رَجُلٌ عَلِمَ عِلْمًا فَنَشَرَهٗ (مشکوٰۃ ص۳۷) — میرے بعد وہ بڑا سخی ہے جس نے علم حاصل کیا، پھر اُس کو پھیلایا۔

نبیِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا،

فَقِيْهٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ (مشکوٰۃ ص۳۷) — ایک عالمِ دین شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔

## حاصلِ کلام

سامعینِ محترم! علم بڑی دولت ہے، طالبِ علم کے پاؤں تلے فرشتے پَر بچھاتے ہیں۔ عالمِ دین کی زیارت باعثِ نجات ہے۔ علماء کی مجلس جنّت کے باغات ہیں۔ عالمِ دین کا گزر جس بستی سے ہو جائے، اللہ تعالیٰ اُس بستی کے قبرستان سے چالیس روز تک کے لیے عذاب اٹھا لیتا ہے۔ عالمِ دین پر اللہ تعالیٰ نظرِ رحمت فرماتا ہے، فرشتے اُس کی خیر مانگتے ہیں۔ عرش و فرش والے اُس کے لیے دُعاگو ہوتے ہیں۔ دریاؤں میں مچھلیاں سوراخوں میں چیونٹیاں اُس کے لیے دُعائے خیر کرتی ہیں۔ صاحبِ علم ہی شیطان کی فریب کاریوں سے بفضلہٖ تعالیٰ بچ سکتا ہے، مگر نامعلوم کچھ لوگ اس عزت و عظمت کے حامل علماءِ حقّہ کی جماعت کے ساتھ کیوں عقیدت و محبت نہیں رکھتے۔ ان کی تعظیم و تکریم کرنے کی بجائے مخالفت پر اُتر آتے ہیں اور طرح طرح کے حیلے بہانوں سے علم اور صاحبِ علم کے خلاف اپنی دلی نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ کچھ لوگوں سے تو یہ بھی کہتے سنا ہے کہ حضرت بابا بُلّھے شاہ صاحب کا فرمان ہے ؎

اِکّو الف تیرے درکار
عِلموں بس کریں او یار

سامعینِ محترم! اُس صوفی شاعر بابا بلّھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ علم ایک فضول چیز ہے، اس کے حاصل کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ شعر پر توجہ فرمایئے اُن کے کہنے کا مطلب یہ ہے "اِکّو الف تیرے درکار" لفظ الف اللہ تعالیٰ کے اسمِ شریف کی ابتدا میں آتا ہے فرماتے ہیں، اے انسان تیرا مقصودِ حیات اللہ تعالیٰ کا قرب اور وصال ہے اور وہ علم جو تجھے

Scanned with CamScanner

اپنے مالک سے دُور کر دے، ایسے علم سے جاہل رہنا ہی بہتر ہے۔ دین کا علم تو وہ ہے جو خدا تک رسائی حاصل کرنے کا طریقہ بتائے۔ جملہ بزرگانِ دین اولیاء کاملین کی مقدس زندگیوں کا مطالعہ کرنے سے اس بات کا پختہ ثبوت ملتا ہے کہ وہ سب کے سب عابد و زاہد ہونے کے ساتھ ساتھ عالمِ دین بھی تھے، وہ مسند نشین ہونے کے علاوہ زینتِ محراب و منبر اور مسجدوں کے امام بھی تھے وہ صاحبِ نظر ہونے کے ساتھ ساتھ خطیب اور ادیب بھی تھے۔ آج بھی ۔۔ اکثر بزرگانِ دین کے مزارات کے ساتھ مساجد ۔ ہیں جو اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ سب لوگ نمازی تھے اور اُن کا تعلق دین سے مکمل اور کامل تھا۔ عارفوں کے عارف سُلطان العارفین حضرت سُلطان باہُو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

ع علموں باہجھ جو فقر کماوے کافر مَرے دیوانہ ھُو

سامعینِ محترم! علمِ دین نبیوں کی میراث ہے، مگر افسوس صد افسوس! آج ہم دُنیا کے فانی کے مال کے حصول کے لیے دن رات دوڑ لگا رہے ہیں، مگر علمِ دین جو کہ لافانی دولت ہے اُس کے لیے ہمارے پاس کوئی وقت نہیں۔ ہماری دین سے بیگانگی کا عالم یہ ہے کہ ہم مسلمانوں کے گھر پیدا ہوتے ہیں، مگر ہمیں دین کے علم کے حصول کا کوئی شوق نہیں ہوتا۔ انگریزی تعلیم حاصل کرنے کے لیے اپنے بچوں پر ہزاروں روپے خرچ کر ڈالتے ہیں، مگر علمِ دین جو کہ تعلیم فی سبیل اللہ ہے اُس کی طرف توجہ نہیں دیتے۔

بچہ خوبصورت پیدا ہوتا ہے، اُس کے اعضاء بھی درست و خوبصورت ہوتے ہیں۔ تو ماں کہتی ہے کہ میں اسے ڈاکٹر بناؤں گی۔ باپ کہتا ہے میں اسے ڈی۔سی بناؤں گا۔ خدانہ کرے اگر بچہ نابینا ہو یا اُس کا کوئی عضو درست نہ ہو، تو سبھی کہہ دیتے ہیں کہ اسے حافظِ قرآن بنا دو۔ لیکن صدقے جاؤں اُس کے کہ جب وہ نابینا بچہ حافظِ قرآن بن جاتا ہے تو بڑے سے بڑے عہدے داروں اور مال داروں کا امام بنتا ہے اور آخرت میں کئی جہنمی اُس کی سفارش سے جنتی بن جائیں گے۔



لیکن سوچنے کی بات ہے کہ ہم تندرست بچے دُنیا پڑھنے کے لیے تو سکول بھیج دیتے ہیں اور اپاہج بچوں کو قرآن پڑھنے کے لئے دینی مدرسہ کی طرف بھیج دیا کرتے ہیں۔ کیا یہ ہمارا عمل درست ہے؟ ہمارا دین سے لاتعلقی کا یہ عالم ہے کہ ہمیں درست طور پر کلمہ شریف پڑھنا نہیں آتا، نماز ٹھیک طرح یاد نہیں۔ اگر نماز یاد ہے تو دُعائے قنوت پڑھنی نہیں آتی جس کو خوش بختی سے یاد ہے، اُسے وضو اور نماز کے فرائض و واجبات، سُنن و مستحبات کا علم نہیں۔ عید گاہ کو جاتے ہیں مگر نمازِ عید پڑھنے کا طریقہ نہیں آتا۔ جنازہ گاہ میں جاتے ہیں، مگر جنازہ پڑھنا نہیں آتا۔ ہم ویسے ہی جنازہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں اور پڑھنے کو کچھ یاد نہیں ہے۔ غور فرمایئے ۔۔ میت سے بھی دھوکہ ہو رہا ہے۔ یاد رکھو آج ہم اگر اپنے فوت شدہ بھائیوں کے ساتھ دھوکہ کرتے ہیں، تو کل ہمارا جنازہ بھی ایسے ہی پڑھا جائے گا۔

فلمی گانے بچے بچے کو یاد ہیں، مگر قرآنِ کریم کا ایک رکوع بھی یاد نہیں۔ گھر میں جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو سارے گھر میں کسی کو اذان پڑھنی نہیں آتی۔ مولوی صاحب کا دروازہ کھٹکھٹایا جاتا ہے۔ گانے گانے میں کوئی شرم و حیا محسوس نہیں ہوتی، بھنگڑا ڈالنے اور سرِ بازار ناچنے میں کوئی عار محسوس نہیں ہوتی، مگر مسجد میں اذان پڑھتے وقت میری ملت کے جوان کو شرم آتی ہے۔ وہ کسی کے سامنے قرآن سنانے میں جھجکتا ہے۔ اس موقع پر قلندرِ لاہوری علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی رُوح تڑپی۔ وہ فرماتے ہیں ؎

آہ اسلام تیرے چاہنے والے نہ رہے
جن کا تو چاند تھا افسوس وہ ہالے نہ رہے

اللہ ربّ العزت کی بارگاہِ عالیہ میں دُعا ہے کہ وہ ہمیں علم دین پڑھنے پڑھانے اور اُس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے (آمین)

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ ٥

# حُبِّ درویشاں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ہ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ہ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ہ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ہ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ہ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ الْاَمِیْنُ ہ

میرے نبی، پیارے نبی، ہے مرتبہ بالا ترا
جس جا پہ کوئی پہنچا نہیں دیکھا وہاں تلوا ترا
رحمت بھی پورے جوش پر، میں بھی نہ تھا کچھ بے خبر
تجھ کو تجھی سے مانگ کر، اچھا رہا منگتا ترا
خیرات دیتا ہے خدا، ہر وقت تیرے نام کی
جس کو ملا جو کچھ ملا، جتنا ملا صدقہ ترا
یا مصطفٰے! یا مجتبٰے! بھر دیجئے کاسہ مرا
کر دو کرم، رکھ لو بھرم، سائل ہوں میں ادنٰی ترا

---



معزز سامعین! دورِ حاضر میں بجلی ہر ملک، ہر شہر، ہر بستی اور ہر گھر کی ضرورت ہے۔ اگر شہر میں بجلی کی سپلائی بند ہو جائے، تو پورے شہر کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے بجلی کی بندش سے مشینری بند ہو جاتی ہے۔ کارخانے بند ہو جاتے ہیں ــــ مزدور بیکار ہو جاتے ہیں ــــ موٹریں بند ــــ پنکھے بند ــــ ٹیوب ویل بند ــــ پانی کی فراہمی بند ــــ پانی کی نکاسی بند ــــ بلب بند ــــ ٹیوب بند ــــ روشنی بند ــــ کاروبار بند ــــ شہر کی بجلی کا تعلق پاور ہاؤس سے کٹ جائے تو ہر طرف اندھیرا ــــ اور زندگی بے سُرور ہو جاتی ہے ــــ اور کسی بدنصیب کا تعلق مدینے کے تاجدار احمدِ مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کٹ جائے، تو اس کے دل کی دنیا بے نور ہو جاتی ہے ــــ اور سارا روحانی نظام معطل ہو جاتا ہے۔

## بند

پھر اس کے لیے عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جلوس بند ــــ معراج النبی کی خوشی بند ــــ خواجہ غریب نواز کی چھٹی کا ختم بند ــــ شب برات کا حلوہ بند ــــ گیارہویں شریف کا ختم بند ــــ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کی سبیل بند ــــ فاتحہ بند ــــ تیجا بند ــــ ساتا بند ــــ چالیسواں بند ــــ نعتِ نبی بند ــــ دُرود وسلام بند ــــ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کے لیے قیام بند ــــ جنازہ کے بعد دعا بند ــــ اولیاء اللہ کا ذکر کرنا بند ــــ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نعرہ لگانا بند ــــ بلکہ خود بھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بند۔

## بدعتی کون ؟

یہ ایک بات ضمناً آگئی جو میں کہہ گیا ــــ میں کہہ رہا تھا کہ بجلی دورِ حاضر میں ہر گھر کی ضرورت ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ہر شخص بجلی کو استعمال کر کے اس سے فائدہ حاصل کر رہا ہے۔

اب میں اُن لوگوں سے پوچھتا ہوں، جن کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی شے سے

نفع حاصل نہیں کرنا چاہیے اور وہ کام کرنا چاہیے جس کا ثبوت قرآن وسنت میں موجود ہے اور بڑے زور وشور سے اپنی تقریروں میں دعوے کرتے ہیں اور کہتے ہیں،

"اسیں تے رب دے قرآن نوں منّنے آں ـــ یا پھر نبی دے فرمان نوں منّنے آں جیہڑا کم نبی نے نئیں کیتا ـــ اسیں اوہ کم نئیں کردے آں ـــ آں ـــ آں"

میں کہتا ہوں کیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں یہ بجلی تھی، اگر تھی تو حوالہ پیش کرو ـــ اگر نہیں تھی، تو تم اسے کیوں استعمال کرتے ہو ـــ؟ سنت طریقہ یہ ہے کہ رات کے وقت تیل کا دیا جلایا جائے ـــ تیل کا دیا جلانا جو کہ سنت سے ثابت ہے، اسے چھوڑ کر بجلی کے بلب سے روشنی حاصل کرنا کہاں کا انصاف ہے ـــ؟ لیکن کیا کیا جائے ـــ ان سُنّت کے نام نہاد متوالوں کا، جنہیں دوسرے کی آنکھ میں تو تنکا نظر آجاتا ہے ـــ مگر اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔

## گنبد گرادو

یہ کہتے ہیں کہ مزارات کے گنبد گرادو، گنبد بنانا بدعت ہے۔ شرک ہے ـــ اور ان بدنصیبوں کو یہ فتویٰ صادر کرتے وقت کبھی حیاء نہیں آتی کہ گنبد تو ہمارے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مزار اقدس پر بھی ہے ـــ تم کس گنبد کو گرانے کی بات کر رہے ہو ـــ؟ کہتے ہیں گنبد گرادو ـــ اس لیے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں قبروں میں گنبد نہیں تھے، اس لیے انہیں گرا دیا جائے ـــ میں پوچھتا ہوں کہ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں گنبد نہیں تھے، اس لیے انہیں گرا دیا جائے، ـــ تو جس پختہ مکان میں تم رہتے ہو ـــ ایسے مکان زمانۂ نبوت میں کب تھے جس طرح تم نے اپنے مکانوں کی زیبائش و آرائش بنا رکھی ہے ـــ کیا یہ سرکار کے زمانہ میں تھی ـــ؟ کیا پانی نکالنے کے لیے کاشانۂ نبوت پر کوئی واٹر پمپ لگا ہوا تھا؟ ـــ جو تم نے لگا رکھا ہے۔ دور نبوت میں کوئی سوئی گیس کا چولہا تھا ـــ؟ جو تم نے رکھا ہوا ہے۔ وقت دیکھنے کے لیے کوئی گھڑی یا



کلاک موجود تھا ـــ؟ جس کے بغیر تمہارا گزارہ نہیں ہوتا ـــ کیا ائیر کنڈیشنڈ کا کوئی وجود تھا ـــ؟ کیا بجلی کا پنکھا ـــ فریج ـــ استری اس دور میں تھی ـــ؟ کیا نئی طرز کا جو لباس تم مردوں اور عورتوں نے پہن رکھا ہے ـــ اس دور میں تھا ـــ؟ کوئی سوڈا واٹر کی بوتل ـــ اور چائے شریف جسے تم دن میں نہ جانے کتنی مرتبہ پیتے ہو، دورِ نبوی میں موجود تھی ـــ؟ تم نے کبھی یہ سوچنے کی کوشش کی ہے کہ اس کا پینا سنت سے ثابت ہے کہ نہیں ـــ؟

جنہیں سنّتِ نبوی کے پابند ہونے کا دعویٰ ہے ـــ ہے کوئی تم میں سے جو اپنا پختہ مکان گرا کر ـــ کچے مکان میں رہے اور سنّتِ نبوی کو زندہ کر کے دکھائے ـــ یا اپنے بازو سے راڈو گھڑی اتار کر اس لیے پھینک دے کہ اس کا ثبوت سنت سے نہیں ملتا۔

سامعین کرام! ان کا رہنا خلافِ سنت ـــ ان کا کھانا خلافِ سنت ـــ ان کا پینا خلافِ سنت ـــ ان کا پہننا خلافِ سنت ـــ ان کا بیٹھنا خلافِ سنت ـــ ان کی سواری، سائیکل ـــ کار ـــ بس ـــ گاڑی ـــ جہاز ـــ ریل وغیرہ سب خلافِ سنت ہے، اس لیے کہ یہ سب کچھ بعد میں ایجاد ہوا ہے ـــ ان کا اپنا ہر کام خلافِ سنت ہے ـــ اور دعویٰ سُنّت کے پابند ہونے کا کرتے ہیں ـــ کیا سنت کی پابندی صرف قبروں اور مزاروں کے لیے ہے ـــ

## بے علم

اصل میں بات یہ ہے کہ جب خدا دین لے لیتا ہے، تو عقل بھی جاتی رہتی ہے ـــ آپ ان کی وضع قطع کی طرف غور کریں کہ شلوار پنڈلیوں سے اوپر ـــ کُرتا گھٹنوں سے نیچے ـــ مونچھیں جڑ سے غائب ـــ داڑھی ناف سے نیچے ـــ رخسار ہے، خط بنوانے سے عاری سر اُسترے سے صاف ـــ چہرہ بالوں سے لبریز ـــ چہرے سے بالوں کو چھیڑتے نہیں ـــ اور سر پر چھوڑتے نہیں۔

Scanned with CamScanner

ان حضرات کو مسائل کا علم نہیں ـــــ جب ہی تو جو نئی چیز دیکھتے ہیں، اسے بدعت قرار دے دیتے ہیں ـــــ اور اسے خود اپنا بھی لیتے ہیں ـــــ تو سُنیئے! علمائے کرام نے بدعت کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں، ـــــ بدعتِ سیئہ ـــــ بدعتِ حسنہ ـــــ ہر وہ کام جس کے کرنے کا ثبوت قرآن و سنّت سے نہ ملے اور اُس کے کرنے سے اسلام کی رُوح کو نقصان پہنچتا ہو، وہ بدعتِ سیئہ ہے ـــــ ایسی بدعت سے بچنا چاہیے۔ اور وہ نیا کام، جس کا ثبوت قرآن و حدیث سے نہ ملتا ہو، مگر اس سے اسلام کی رُوح کو کوئی نقصان نہ پہنچتا ہو ـــــ وہ بدعتِ حسنہ ہے۔ اس کے کرنے سے خداوندِ قدوس ناراض نہیں ہوتا۔

اگر اس اصول کو سمجھ لیا جاتا، تو پھر کسی بدعقیدہ کو دورِ جدید کے نئے مسائل کو حل کرنے میں کوئی دقّت اور مشکل پیش نہ آتی ـــــ؟ اگر ہم اس اصول کو نہیں اپنائیں گے، تو دورِ حاضرہ میں ایک قدم بھی نہ اٹھا سکیں گے۔

## اِعراب

حضور سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دورِ اقدس میں قرآنِ حکیم پر زبریں، زیریں، پیشیں، شدیں مدیں وغیرہ نہیں تھیں یہ بعد میں لوگوں کی سہولت کے لیے اعراب لگائے گئے ـــــ اور اس آسانی کی وجہ سے بہت سے ایسے لوگ جو قرآن کریم کی تلاوت نہ کر سکتے تھے، انہیں تلاوتِ قرآن کی سعادت نصیب ہو گئی ـــــ دیکھئے یہ بھی تو نیا کام ہے ـــــ مگر اسے کوئی بُرا نہیں کہے گا، بلکہ یہ بدعتِ حسنہ ہے ـــــ اسی طرح لاؤڈ سپیکر کی ایجاد ہے، اس کے ذریعہ سے عالمِ دین مقرر کی آواز بہت سے لوگوں تک پہنچ جاتی ہے۔ باوجود اس کے کہ اس کا ثبوت قرآن و سنّت میں نہیں ہے، مگر آج ہر مسجد میں استعمال ہو رہا ہے۔ مسجدوں کی موجودہ عمارتیں، مینار وغیرہ بھی زمانۂ نبوت میں نہیں ہوا کرتے تھے ـــــ لیکن آج ہیں ـــــ اس سے اللہ تعالیٰ کے گھر کی ہیبت و جلالت میں اضافہ ہوتا ہے، اس لیے یہ جائز ہے،



بلکہ باعثِ ثواب بھی ـــــ غرضیکہ ہم بے شمار کئی دینی اور دنیاوی ایسے کام کرتے ہیں، جن کا ثبوت دورِ نبوّت میں نہیں ملتا، مگر یار لوگ ہر روز کرتے ہیں ـــــ خدا کا خوف کرو۔

## قال و حال

قرآن مجید فرقانِ حمید میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشادِ مقدس ہے،

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ (پ ۲۸ ع ۹) کیوں کہتے ہو، جو خود نہیں کرتے ہو

انصاف کا تقاضا ہے کہ بندہ جو کہے، اُس پر عمل کرے اور جس پر خود عمل پیرا نہ ہو، اُس کی دعوت نہ دے، مگر یار لوگ کہتے کچھ ہیں ـــــ اور کرتے کچھ اور ہیں۔ لوگوں سے کہتے ہیں جس چیز پر غیر اللہ کا نام آجائے، وہ حرام ہو جاتی ہے۔ اس کا استعمال کرنا ـــــ کھانا ـــــ نفع حاصل کرنا حرام ہو جاتا ہے ـــــ مگر اپنا حال یہ ہے کہ جو آٹا کھاتے ہیں ـــــ اُس کے تھیلے پر غیر اللہ کا نام ـــــ جو چائے پیتے ہیں ـــــ اُس کے ڈبے پر غیر اللہ کا نام ـــــ جس مکان میں رہتے ہیں ـــــ اُس کی رجسٹری پر غیر اللہ کا نام ـــــ جس شہر میں رہتے ہیں ـــــ اس شہر پر غیر اللہ کا نام ـــــ جس محلہ میں رہتے ہیں ـــــ اس پر غیر اللہ کا نام ـــــ جس مسجد میں جلوہ فرما ہیں ـــــ اس مسجد کا نام، غیر اللہ کے نام پر ـــــ کہتے ہیں جو کھانا سرکارِ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایصالِ ثواب کے لیے پکایا جائے، وہ حرام ہو جاتا ہے ـــــ اس لیے کہ اس پر غیر اللہ کا نام آگیا ـــــ میں کہتا ہوں کہ تم جو کچھ استعمال کر رہے ہو، کیا ان سب پر غیر اللہ کا نام نہیں؟ ـــــ کیا تمہارا فتویٰ صرف گیارہویں شریف کے لیے ہی ہے ـــــ؟ کچھ خدا کا خوف کرو۔ وہی بات کہو جس پر خود عمل کرتے ہو ـــــ اور اپنے فتوے کا معیار بھی ایک ہی رکھو ـــــ یہ نہیں کہ جسے چاہا اپنی مرضی سے حلال قرار دے دیا ـــــ اور جسے چاہا حرام کہہ دیا ـــــ اپنے لئے فتویٰ اور ـــــ لوگوں کے لیے مسئلہ اور ـــــ خود میاں فضیحت ـــــ اوروں کو نصیحت۔

Scanned with CamScanner

## حرام ہوگئی

مولوی صاحب مسجد میں بڑے زور و شور سے خطاب فرما رہے تھے کہ جس چیز پر غیر اللہ کا نام آجائے، وہ حرام ہو جاتی ہے۔ جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے بعد مولوی صاحب اپنے گھر کے اندر داخل ہونے لگے، تو کیا دیکھتے ہیں کہ زوجۂ محترمہ گھر سے باہر تشریف لے جا رہی ہیں ——— مولوی صاحب نے دست بستہ عرض کی — "حضور والا! آج کدھر جانے کا ارادہ ہے؟" بیوی نے کہا، "آج تم نے جو مسئلہ بیان کیا ہے کہ جس پر غیر اللہ کا نام آجائے، وہ حرام ہو جاتی ہے ——— لوگ مجھے بھی مولوی صاحب کی بیوی کہتے ہیں، تو اس اصول سے میں بھی تجھ پر حرام ہو گئی ——— لہٰذا میں اپنے میکے جا رہی ہوں" ——— اپنے ہی فتوٰی سے اپنی بیوی ہاتھ سے جاتی دیکھ کر مولوی صاحب چکرا گئے ——— اور فرمانے لگے، آجا ——— آجا ——— وہ مسجد کی بات تھی ——— یہ ہمارے گھر کا ذاتی مسئلہ ہے۔

سامعینِ محترم! دیکھا جب اپنی باری آئی، تو مسئلہ بدل گیا ——— لوگوں سے کہتے ہیں خدا تعالیٰ کے سوا کسی سے کچھ نہ مانگو ——— اور اپنی حالت یہ ہے کہ جوشِ خطابت میں لوگوں کی جیبیں یوں صاف کرتے ہیں ؎

اٹھو جوانو! ذرا ہمت وکھا دیو
سو سو دا نوٹ میرے میز تے ٹکا دیو
رب راضی ہوسی تہاڈے تائیں

لوگوں سے کہتے ہیں ——— کہ نعت شریف نہ پڑھو ——— اور خود اپنی بیوی کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے ——— لوگوں سے کہتے ہیں کہ دربارِ رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی حاضری کی نیت سے سفر نہ کرو ——— اور اپنی حالت یہ ہے کہ اپنی طرف لوگوں کو بلایا جا رہا ہے، کہتے ہیں ؎

بڈھی جو رب میتوں ملائی
جھاڑو وی دیوے، کرے خوب صفائی
یا رب ایہو جہی زنانی دیویں ہر تائیں

نام امام دین، پنڈ بھکیالہ
ضلع امرتسر تحصیل اجنالہ
بھجیا آوے جنہے ملنا ساڈے تائیں

عرض کر رہا تھا کہ بجلی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دورِ اقدس میں نہیں تھی — بجلی کا کنکشن اگر پاور ہاؤس سے ہو جائے، تو سارا شہر روشن ہو جاتا ہے ——— اگر کنکشن کٹ جائے، تو پورا شہر اندھیرے کی لپیٹ میں آجاتا ہے۔

بجلی پاور ہاؤس میں پیدا ہوتی ہے ——— پھر وہاں سے ہر شہر کی ضرورت کے مطابق بجلی گھر میں آتی ہے، وہاں سے تاروں کے ذریعے سے ٹرانسفارمر میں آتی ہے، پھر وہاں سے ہر گھر کے میٹر میں آتی ہے، پھر اُس کے آگے اگر چھوٹا سا بلب بھی لگا دیا جائے تو وہ روشن ہو جاتا ہے۔

## وسیلہ

اگر کوئی صاحب کہے کہ جناب! میں وسیلہ کا قائل نہیں ہوں، مجھے تو ڈائریکٹ پاور ہاؤس سے بجلی لینا ہے ——— تو جب وہ ۶۰ پاور کا بلب لے کر پاور ہاؤس میں لے کر جائے گا، تو ان شاء اللہ جاتے ہی ٹھس جائے گا۔

سنو! اگر تم بھی اپنے خانۂ دل کو نورانیت سے بھرنا چاہتے ہو تو کسی اللہ والے کے قدموں سے لپٹ جاؤ ——— کسی مردِ حق کے ہاتھوں میں ہاتھ دے دو، جس کا کنکشن بارگاہِ مصطفوی سے ہو کر خدا تعالیٰ تک پہنچتا ہو ——— اس لیے کہ ———

نورِ خدا بارگاہِ خداوندی سے دربارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں پہنچا ——— پھر یہاں سے تقسیم ہوا ——— اور صحابۂ کرام کو ملا ——— صحابہ کرام سے تابعین کو ملا ——— تابعین سے تبع تابعین کو ملا ——— ان سے ائمۂ مجتہدین کو ملا ——— بغداد میں غوثِ صمدانی کو ملا ——— سرہند میں مجدد الف ثانی کو ملا۔ ——— لاہور میں داتا علی ہجویری کو ملا ——— اجمیر شریف میں خواجہ اجمیری کو ملا (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ——— اگر تم بھی اپنے دل کو منور کرنا چاہتے تو کسی اللہ والے سے دل کا کنکشن ملا لو ——— تاکہ تمہارے دل کی دنیا آباد ہو جائے۔

## حضرت سری سقطی

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ایک بازار سے گزر رہے تھے کہ سرِ راہ ایک شخص کو دیکھا جو شراب کے نشے میں بدست زمین پر پڑا اللہ اللہ کہہ رہا ہے۔ حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ نے سوچا کہ یہ شخص پلید منہ سے پاک ذات کا نام لے رہا ہے، چنانچہ آپ نے پانی لیا اور اس کا منہ دھویا اور چلے گئے ـــــ جب اُسے ہوش آیا، تو لوگوں نے کہا، اے شرابی! آج تو شراب کے نشے میں اللہ اللہ کر رہا تھا اور حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا یہاں سے گزر ہوا، تو وہ تیرا شراب آلود منہ دھو کر چلے گئے ہیں۔ یہ سُن کر اُس شرابی کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ وہ رونے لگا اور خود کو مخاطب ہو کر کہنے لگا، اے بے شرم نفس! اب تو تجھے حضرت سری سقطی بھی اس حال میں دیکھ گئے ہیں ـــــ اللہ سے ڈر ـــــ پھر اُس شخص نے شراب پینے سے توبہ کر لی۔

جب رات ہوئی تو حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا ـــــ آپ سنتے ہیں کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے: اے سری سقطی! تو نے ہمارے لیے شرابی کا منہ صاف کیا ـــــ اور ہم نے تمہاری خاطر اُس کا دل صاف کر دیا۔

پھر جب آپ تہجد کی نماز ادا کرنے کے لیے مسجد میں تشریف لے گئے تو کیا دیکھا، وہی شخص جو دن کے وقت شراب میں مست تھا۔ اب وہ تہجد کی نماز ادا کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: "اے جوان! یہ تیری زندگی میں انقلاب کیسے آگیا؟" وہ عرض کرنے لگا: "جب وہ خداوند قدوس نے تمہیں بتا دیا، تو ہمیں کیا پوچھ رہے ہو؟"

## توبہ

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ ایک قافلہ کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ آپ نے جوانوں کی ایک جماعت دیکھی جو دجلہ کے کنارے فسق و فجور میں مبتلا تھے۔ آپ کے ساتھیوں نے عرض کی حضور والا! ان بدبختوں کے لیے بددعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ انہیں غرق فرما دے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کی نحوست سے محفوظ فرمائے۔ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "ہاتھ اٹھاؤ میں دُعا کرتا ہوں تم آمین کہنا" ـــــ پھر



آپ نے ہاتھ اٹھائے اور دُعا کی: "اے اللہ! جس طرح یہ اس جہانِ فانی میں عیش و عشرت کر رہے ہیں، ان کو آخرت میں بھی عیش و عشرت عطا فرما ـــــ آپ کے ساتھیوں نے اس دُعا پر تعجب کیا ـــــ آپ نے فرمایا، ٹھہرو! تھوڑی دیر میں تم ہماری دعا کا اثر دیکھ لو۔ پھر چند ساعتوں کے بعد اُن بدمعاشوں کی نظر حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ پر پڑی تو اُن کی حالت دگرگوں ہو گئی ـــــ طبلے سرنگیاں توڑ ڈالیں، شراب پھینک دی اور زار و قطار روتے ہوئے حضرت کے قدموں پر گر گئے اور سچے دل سے تائب ہو گئے۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۳۳۰)

## زیارت ہو گئی

فرمایا، مولوی قلندر صاحب کو ہر روز زیارتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کی ہوتی تھی۔ ایک دن کسی حمال کے لڑکے کو کہ سید تھا طمانچہ مارا تو اُس دن سے زیارت منقطع ہو گئی ـــــ مدینہ منورہ کے مشائخ سے رجوع کیا تو انہوں نے ایک عورت ولیہ مجذوبہ کے متعلق بتایا۔ جب وہ عورت مسجدِ نبوی میں آئی۔ مولانا نے عرض کی۔ سنتے ہی وہ جوش میں آئی اور مولانا کا ہاتھ پکڑ کر کہا:

شُفْ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — دیکھ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم ہیں۔

پس مولانا نے بیداری میں چشمِ ظاہر سے زیارت کی۔ اس سے پہلے اس لڑکے سے معافی بھی مانگی گئی تھی، مگر کچھ مفید ثابت نہ ہوئی۔ (امداد المشتاق ص ۱۰۰)

سامعینِ محترم! اللہ والوں کی محبت بندے کو آباد کر دیتی ہے ـــــ اور ان سے عقیدت دین و دُنیا کی کامیابیوں سے ہمکنار کر دیتی ہے ـــــ اُن کی دشمنی دُنیا و عاقبت برباد اور خانہ خراب کر دیتی ہے ؎

محبِ دُرویشاں کلیدِ جنت است
دشمنِ ایشاں سزائے لعنت است

قرآنِ حکیم میں ارشادِ خداوندی ہے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَيْہِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿پ۱۱ ع۱۱﴾ خبردار! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ انہیں کچھ غم ہے۔

اس آیۂ مقدسہ میں اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی شان بیان فرماتا ہے، اَلَا یہ حرف تنبیہ ہے اس کے معنی ہیں خبردار ـــــ! آپ نے دیکھا ہوگا کہ بجلی کے کھمبوں پر ایک سرخ رنگ کا بورڈ آویزاں ہوتا ہے ـــــ جس پر لکھا ہوتا ہے خبردار ـــــ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کو نہ چھیڑنا، اس لیے کہ اگر کسی نے تار کو ہاتھ لگا دیا، تو اس کی جان چلی جائے گی۔ خالقِ کائنات نے بھی اعلان کر دیا؛ اَلَا خبردار ـــــ یہاں سے معلوم ہوا کہ بجلی کی تار کو ہاتھ لگ گیا تو جان چلی جائے گی ـــــ اگر اللہ کے ولی کی توہین ہو گئی تو ـــــ ایمان چلا جائے گا ـــــ فرمایا؛ خبردار! میرے ولی کی توہین نہ کرنا۔

آپ نے دیکھا ہو گا رات کے وقت چوکیدار پہرہ دیتا ہے، تو ڈنڈا اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور اس کو زمین پر مارتا ہے اور ساتھ آواز دیتا ہے ـــــ خبردار! اس لیے کہ بازار میں زرگروں کی دوکانیں سونے سے بھری ہوئی ہوتی ہیں ـــــ جوہریوں کی دکانیں ہیرے جواہرات سے بھرپور ہیں ـــــ لاکھوں کروڑوں روپے کا مال ہے۔ دکان دار دکان بند کر کے سو گیا ہے ـــــ اور پہرے دار آواز لگا رہا ہے ـــــ پکار پکار کر کہہ رہا ہے؛ چور، ڈاکو اور بدمعاشو ـــــ خبردار ـــــ! ان دکانوں کے خزانوں کے قریب بُری نیت بُرے ارادے سے نہ پھٹکنا ـــــ اس لیے کہ ان کا محافظ بیدار ہے ـــــ جاگ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے ولی کی توہین کرنے والو، مذہبی بہروپیو، بدمذہبو ـــــ اَلَا خبردار! جو تم نے میرے کسی ولی کی توہین کی، میں ان کا محافظ ہوں ـــــ حیّ و قیوم لَا تَاْخُذُہٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ کی شان والا ہوں ـــــ اہلِ سنّت وجماعت کے علماء نے اسی لیے اپنے ماننے والوں سے کہا کہ اللہ ولیوں کا محافظ ہے جو ان سے پیار کرے گا آباد ہو جائے گا، جو ان سے دشمنی رکھے گا، وہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔

حُبِّ درویشاں کلیدِ جنّت است
دشمنِ ایشاں سزائے لعنت است

---



# استمداد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۞ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا وَشَفِيْعِنَا وَمَوْلٰنَا سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ۞ وَعَلٰى اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِيْنَ ۞ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۞ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ الْاَمِيْنُ ۞

میرے محبوب تیری سدا خیر ہو ـــ غم کے ماروں کو بھی اب سہارا ملے
میری کشتی ہے طوفاں کے درمیاں ـــ اب تو تیرے کرم سے کنارا ملے
ہر مصیبت مٹاتا تیرا نام ہے ـــ تیری اُلفت کا ہی نام اسلام ہے
اُس کو میزانِ محشر سے کیا کام ہے ـــ جس کو محبوب دامن تمہارا ملے
تو نے ہر غم کے مارے کا چارا کیا ـــ جو بھی مانگا کسی نے اُسے دے دیا
تیری رحمت ہے دامن میں لیتی چھپا ـــ جب کوئی مصیبت کا مارا ملے
تجھ کو صابرؔ نہیں کچھ پتہ پیار کا ـــ بہت مشکل ہے دیدار سرکار کا
جن دلوں میں ٹھکانا ہے دلدار کا
ٹکڑے ٹکڑے ملے، پارا پارا ملے

معزز سامعین حضرات! حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ (زادہا اللہ شرفہا) جلوہ افروز ہوئے، تو اہلِ مدینہ کی قسمت کا ستارہ چمک اُٹھا ——— اس لیے کہ انہیں والیٔ دوجہاں سیّدِ مُرسلاں، فخرِ کون ومکاں، وجہِ ظہورِ امکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جمالِ جہاں آرا کی زیارت نصیب ہوگئی ——— اور وہ شرفِ صحابیت سے مشرف ہوگئے۔

صحابہ، وہ صحابہ جن کی ہر صبح عید ہوتی تھی
نبی کا ذکر کرتے تھے، نبی کی دید ہوتی تھی

## قبولِ اسلام

روایات میں آتا ہے ——— یہودیوں کے ایک عالم جن کا نام عبداللہ بن سلام تھا، جب انہیں حضور تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ میں آمد کی خبر ہوئی، تو وہ زیارت کے لیے حاضر ہوئے جونہی انہوں نے محبوبِ کبریا، علیہ التحیۃ والثناء کے چہرۂ انور کو دیکھا، تو دل کی دنیا بدل گئی اور پھر کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہوگئے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برادری کو جب یہ علم ہوا کہ آپ مسلمان ہوگئے ہیں ——— تو انہوں نے متفقہ فیصلہ کیا عبداللہ بن سلام نے ہمارے مذہب کو ترک کر کے اسلام قبول کرلیا ہے، ان سے ہر طرح کا بائیکاٹ کیا جائے۔

اس صورتِ حال کو دیکھ کر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ پریشان ہوگئے اور حضور سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا؛ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میری قوم بنی قریظہ اور بنی نضیر نے میرے مُسلمان ہونے کی وجہ سے فیصلہ کیا ہے کہ مجھ سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھیں گے۔ ان سب نے مجھے چھوڑنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اپنی اس پریشانی کا ذکر بارگاہِ حضورِ



رسالت مآب سرکار رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کیا ——— تو ربِّ کائنات نے حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا ——— اور فرمایا جاؤ جاکر میرے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنے اس غم زدہ غلام سے فرمادیجئے کیا ہوا ——— جو برادری نے تمہیں چھوڑ دیا ——— برادری کے اس فیصلہ سے تمہیں فکرمند نہیں ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ (پ ۶، ع ۱۲)
تمہارا مددگار اللہ ہے اور اس کے رسول ہیں اور ایمان والے۔

اس فرمانِ خداوندی میں سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی دے دی گئی کہ اگر تمہاری برادری نے تمہیں چھوڑ دیا ہے، تو تم بے یار و مددگار نہیں ہو، بلکہ تمہارا مددگار اللہ ہے اور اس کے کرم سے اس کا رسول ہے اور مومن تمہارے مددگار ہیں، اسی لیے تو شاعر کہتا ہے

بے سہارا نہ سمجھے زمانہ مجھے
ہم فقیروں کے آقا مدینے میں ہے
عرشِ اعلیٰ پہ رب، سبز گنبد میں تم
کیوں کہوں میرا کوئی سہارا نہیں

سامعینِ محترم! مومنوں کا مددگار اللہ تعالیٰ ہے، اس کے رسول ہیں اور مومنوں کے مومن مددگار ہیں ——— اب اُن لوگوں کو سوچنا چاہیے جو کہتے ہیں؛

"اللہ بامجھ نہ غیر پُکار، اک دن مرجائیں گی"

کوئی نبی، کوئی ولی، کسی کی مدد نہیں کرسکتا ——— اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرا نبی بھی تمہارا مددگار ہے ——— میرے ولی بھی تمہارے مددگار ہیں۔

## دارالاسباب

یہ دنیا دارالاسباب ہے۔ یہاں پیدا ہونے سے مرنے تک زندگی کے ہر لمحہ میں بندہ بندے کا محتاج ہے ——— ہمیں

Scanned with CamScanner

حیرت ہوتی ہے وہ لوگ کیسے کہتے ہیں کہ کوئی انسان کسی دوسرے انسان کو نفع نہیں دے سکتا، مدد نہیں کرسکتا ——— غور کیجئے ——— انسان پیدا ہوتے ہی اس دنیا میں قدم رکھنے کے لیے کسی انسان کی مدد کا محتاج تھا ——— پھر ماں باپ نے اس کی پرورش کرکے اس کی مدد کی ——— پھر جب اس دارِ فانی سے رُخصت ہوا، تو پھر بھی کسی کی مدد کے بغیر سفرِ آخرت نہیں کرسکتا ——— کسی نے اسے غسل دیا ——— کسی نے اس کا جنازہ اٹھایا ——— کسی نے اس کے لیے قبر کھودی ——— کسی نے اس کو قبر میں اتارا ——— انسان دنیا میں بغیر کسی انسان کی مدد سے نہ یہاں آسکتا ہے ——— نہ یہاں رہ سکتا ہے ——— اور نہ یہاں سے جاسکتا ہے ——— اسی لیے اللہ رب العزت نے اپنی کتاب میں اہلِ ایمان کو حکم فرمایا،

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (پ ۶ - ع ۵) — اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو

روزِ محشر جبکہ بھائی بھائی سے بھاگ رہا ہوگا، ماں بیٹی کو نہیں پوچھے گی، باپ بیٹے کی خبر نہیں لے گا، کوئی دُنیاوی دولت کسی دولت مند کے کام نہیں آئے گی، کوئی دوست کام نہیں آئے گا ——— اُس وقت صرف متقین کی دوستی اور مقبولانِ بارگاہِ خدا کی محبت کام دے گی ——— قرآنِ حکیم میں ارشادِ خداوندی ہے،

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ﴿پ ۲۵ ع ۱۲﴾ — گہرے دوست اُس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے، مگر پرہیزگار۔

ہر ایک پر نفسی نفسی کا عالم طاری ہوگا، بڑے قریبی دوست بھی اپنے دوست کی خبر نہیں لیں گے ——— مگر پرہیزگار اپنے محبین کے کام آئیں گے۔

## اُصولِ سلطنت

دُنیا کا یہ نظام اُخروی زندگی کا نمونہ ہے۔ یہاں زندگی کی مصروفیات، اگلے جہان کا پتہ دے رہی ہیں ——— اسی لیے قرآنِ حکیم میں حشر و نشر، مالک الملک کی قدرتوں کو دنیاوی مثالوں سے بیان کیا گیا ہے ——— مثال دی گئی کہ جیسے اس دنیا میں خشک زمین پر بارش کا نزول ہوجائے، تو وہ سبزہ زار بن جاتی ہے ——— اسی طرح بے جسموں کو دوبارہ حیاتِ ابدی دی جائے گی ——— دیکھیے یہاں بادشاہ بھی ہے اور اس کی رعایا بھی ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ملک کا بادشاہ ہے اور جُملہ کام اپنے ہاتھ سے کرسکتا ہے ——— مگر اس نے سلطنت کو چلانے کے لیے مختلف محکمے بنا رکھے ہیں ہر محکمے کے افسر کو اس کی حیثیت کے مطابق عہدہ و اختیارات دے رکھے ہیں ——— وہ افسران اپنے شہنشاہ کے حکم کے مطابق کام کرتے ہیں اور رعایا اُن کے ماتحت ہوتی ہے۔ رعایا کو حکم ہے اگر کوئی بیمار ہوجائے، تو وہ ڈاکٹر کے پاس جائے۔ اگر فیصلہ کروانا ہو تو قاضی صاحب کے پاس جائے۔



یہی طریقہ سلطنتِ خداوندی کا ہے۔ وہ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہے، چاہے تو سب کام خود فرما سکتا ہے ——— مگر ایسا نہیں ——— انتظام کے لیے ملائکہ کرام کو متعین کر رکھا ہے ——— کسی کے ذمہ ماں کے شکم میں بچوں کی صورتیں بنانا ——— کسی کے ذمہ انسانوں کی حفاظت ہے ——— کسی کے ذمہ اعمال لکھنا ہے ——— کسی کی ڈیوٹی رُوح قبض کرنے پر لگی ہوئی ہے ——— کسی کی ڈیوٹی رزق کی تقسیم پر ہے ——— کوئی بادلوں پر متعین ہے ——— کوئی ہوا پر مقرر ہے ——— اسی طرح مقبولانِ بارگاہِ الٰہ کے ذمہ کائناتِ عالم کا نظام سپرد ہے ——— کتبِ تصوف کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اولیاءُ اللہ کے کئی گروہ ہیں اور اُن کی حیثیت کے مطابق اُن کی ڈیوٹیاں لگی ہوئی ہیں ——— اس کا مطلب یہ نہیں کہ معاذ اللہ رب تعالیٰ فرشتوں اور ولیوں کا محتاج ہے کہ وہ اس کے نظامِ سلطنت کو چلائیں، بلکہ یہ آئینِ سلطنت ہے۔

دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب "امداد المشتاق" میں لکھتے ہیں۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے فرمایا کہ کوئی جگہ اولیاء اللہ سے خالی نہیں۔ حرمِ مکہ میں نمازِ پنجگانہ میں تین سو ساٹھ اولیاء شریک ہوتے ہیں اور جب اولیاء اللہ نہ رہیں گے تو قیامت واقع ہوجائے گی (امداد المشتاق صفحہ ۱۲۱)

## مُشکل حل ہوگئی

حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے فرمایا! ایک روز مجھے ایک مشکل پیش آئی اور حل نہ ہوتی تھی — میں نے حطیم میں کھڑے ہو کر کہا، اے اولیاء اللہ کی جماعت تم لوگ اس صحنِ کعبہ میں تین سو ساٹھ ہو اور تم میں سے کسی سے کسی غریب کی مشکل حل نہیں ہوتی تو پھر تم کس مرض کی دوا ہو —— یہ کہہ کر میں نے نمازِ نفل شروع کی۔ میرے نماز شروع کرتے ہی ایک کالا سا آدمی آیا اور وہ بھی میرے پاس نماز میں مشغول ہو گیا۔ جب میں نے نماز ختم کی تو وہ بھی سلام پھیر کر چلا گیا اور اُس کے آنے سے میری مشکل حل ہو گئی۔ (امداد المشتاق ص ۱۲۱)

عارف کھڑی شریف میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ہر مشکل دی کنجی یارو، ہتھ ولیاں دے آئی
ولی نگاہ کرن جس ویلے مشکل رہوے نہ کائی

ایک دن حضرت غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سات اولیاء کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے کہ نگاہ نظرِ بصیرت سے ملاحظہ فرما رہے تھے کہ ایک جہاز غرق ہو رہا ہے — آپ نے ہمت و توجہ باطنی سے اس کو غرق ہونے سے بچا لیا۔ (امداد المشتاق ص ۴۴)

ہر مشکل دی کنجی یارو، ہتھ ولیاں دے آئی
ولی نگاہ کرے جس ویلے مشکل رہوے نہ کائی

## حفظِ قرآن

ابو عمرو جو کہ قرآن کریم کے حافظ تھے۔ بصرہ میں قرآنِ کریم کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ ایک خوبرو لڑکا آپ کے پاس تعلیم قرآن حاصل کرنے کے لیے آیا —— نفسانی خواہش کا آپ پر غلبہ ہوا، جونہی آپ نے اس پر خیانت کی نظر کی —— تو آپ کو سارا قرآن بھول گیا۔ اپنی اس حالت کو دیکھ کر کہ میرے سینے میں جو دونوں جہان کی دولت تھی، وہ جاتی رہی، سخت پریشانی ہوئی — اسی پریشانی کے عالم میں حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنی حالت کیفیت



بیان کرتے ہوئے عرض کی، حضور! میں قرآن کریم کا حافظ تھا، ایک دم مجھے قرآن بھول گیا ہے میری مشکل آسان فرمائیے — آپ مقبولِ بارگاہ ہیں، میری لٹی ہوئی دولت مجھے واپس لے دیجئے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! اے ابو عمرو! تمہاری مشکل کا حل میرے پاس نہیں، حج کا زمانہ قریب آ رہا ہے، جاؤ جا کر بیت اللہ کے حج کی سعادت حاصل کرو اور فراغت کے بعد مسجدِ خیف میں جانا، وہاں تمہیں دو بزرگ محراب میں بیٹھے ملیں گے۔ اُن کے پاس بیٹھ جانا، جب وہ اپنے ذکر و اذکار سے فارغ ہو جائیں، تو تم اُن سے اپنی حاجت بیان کرنا۔

ابو عمرو۔ حضرت حسن بصری کے حکم کے مطابق حج بیت اللہ سے فارغ ہونے کے بعد مسجدِ خیف میں پہنچے اور مسجد کے ایک گوشے میں بیٹھ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بزرگ تشریف لائے اور اُن کے گرد و پیش مخلوق ہے۔ وہ محراب میں بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد ایک اور بزرگ سفید لباس زیب تن کیے تشریف لائے اور محراب میں بیٹھے ہوئے اللہ کے نیک بندے سے سلام کے بعد محو ہو گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد واپس چلے گئے اور وہاں بیٹھے ہوئے لوگ بھی اُن کے ساتھ ہی چلے گئے اور مسجدِ خیف میں بیٹھنے والے مردِ باکمال تنہا وہیں بیٹھے رہے، تو ابو عمرو آگے بڑھے اور اپنا حال زار سُنا کر طالبِ دُعا ہوئے۔ اس مردِ حق نے سوالی کا سوال سُنا تو غمناک ہو کر اپنا چہرہ آسمان کی طرف اٹھایا تو ابو عمرو کو اُسی وقت دوبارہ سارا قرآن کریم یاد ہو گیا۔ جب خوشی کی انتہا نہ رہی، تو ابو عمرو اُن کے قدموں پر گر گئے۔ اس مردِ حق نے پوچھا کہ تجھے میرا پتہ کس نے دیا ہے؟ عرض کیا! حضور حضرت خواجہ حسن بصری نے۔ اس پر اس مردِ باکمال نے فرمایا! حسن بصری نے ہمارا پردہ کھولا —— اب ہم اس کا پردہ کھولیں گے —— فرمایا! جو بزرگ سفید لباس والے بعد نماز ظہر اس مسجد میں تشریف لائے تھے اور ہم سب نے اُن کی تعظیم کی تھی، وہ حضرت حسن بصری ہی تو تھے —— تو سنو یہ ہر روز نمازِ ظہر بصرہ میں ادا کر کے اس جگہ ہمارے پاس آتے ہیں اور پھر عصر کی نماز واپس بصرہ پہنچ کر پڑھتے ہیں —— جس شخص کو حسن بصری جیسے امام ملے، اُسے ہم سے دعا کروانے کی کیا حاجت ہو سکتی ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء ص ۳۸)

Scanned with CamScanner

ہر مشکل دی کنجی یارو، ولیاں دے ہتھ آئی
ولی نگاہ کرے جس ویلے مشکل رہوے نہ کائی

## حضرت شاہ اسمٰعیل

حضرت اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ عظمت بخشی تھی کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والا ہر طالب علم چند ماہ میں قرآن کریم کا حافظ ہو جایا کرتا تھا۔ ایک دن آپ طلباء کو قرآن کریم پڑھا رہے تھے کہ ایک اَن پڑھ شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا حضور! ابھی چند روز ہوئے میرا نکاح ہوا ہے اور میری بیوی قرآن کریم کی حافظہ ہے اور اُس نے مجھ سے کہا ہے: ''میں اُس وقت تک تجھ سے مُلاقات نہیں کروں گی، جب تک تو مکمل قرآن شریف حفظ نہ کرے گا ــــــ'' آپ مجھے قرآن کریم حفظ کرا دیں۔

حضرت شاہ اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، بیٹا! اگر قرآن کریم حفظ کرنا ہے، تو تمہیں چھ ماہ ہمارے پاس رہنا ہوگا، ہم تمہیں قرآن کریم کا حافظ بنا دیں گے۔ اُس نے عرض کی حضور! میں اتنا عرصہ آپ کے پاس نہیں رہ سکتا۔ آپ مجھے جلدی سے جلدی قرآن کریم یاد کروا دیں، ورنہ میری بیوی مجھ سے جاتی رہے گی۔ آپ نے جب اُس شخص کی حالت دیکھی تو رحم آگیا۔ فرمایا، اچھا اگر بہت جلدی ہے ــــــ تو صبح کی نماز میرے پیچھے باجماعت ادا کرنا اور پہلی صف میں میرے دائیں طرف کھڑے ہونا، چنانچہ وہ شخص فجر کی نماز میں دائیں طرف کھڑا ہوا اور آپ کی اقتدا میں فجر کی نماز ادا کی۔ جب آپ نے دائیں طرف سلام پھیرا، تو جتنے نمازی دائیں طرف تھے، سارے کے سارے حافظ ہو گئے اور بائیں طرف سلام پھیرا، تو اس طرف جتنے نمازی تھے سب کے سب ناظرہ خواں ہو گئے ــــــ سائل نے شکریہ ادا کیا اور حضرت شاہ اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ کا مُرید ہو گیا۔ (بزرگانِ لاہور ص ۱۷۵)

ہر مشکل دی کنجی یارو، ہتھ ولیاں دے آئی
ولی نگاہ کرن جس ویلے مشکل رہوے نہ کائی



# رزقِ حلال

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَاشْکُرُوْا لِلّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ۝ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ ۝ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ ۝

نہ مال، اولاد دا صدقہ، نہ کاروبار دا صدقہ
اسیں تے کھانے ہاں یار خدا دے یار دا صدقہ
خدا رازق اے اللہ والیاں دا ایہہ عقیدہ اے
خدا دیندا اے پر دیندا اے اپنے یار دا صدقہ
لڑی چوں ٹُٹ کے دانہ ای ہمیشہ خاک وِچ رُلدا
لڑی مِلدی اے اللہ والیاں دے پیار دا صدقہ
مدینے والیا محفل چوں خالی کوئی نہ جاوے
بھرن جھولی اساڈی اپنے یارِ غار دا صدقہ

---

معزز سامعین حضرات! یہ ایک مُسلّم حقیقت ہے کہ خداوند قدّوس اللہ رب العالمین جل و علا نے انسان کو جملہ مخلوقات میں سے عظمت و بزرگی، فضیلت و برتری عطا فرمائی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا (پ ۱۵ - ع ۷)

اور بیشک ہم نے اولادِ آدم کو بڑی عزت بخشی اور ہم نے انہیں خشکی اور سمندر میں سوار کیا اور پاکیزہ چیزوں سے انہیں رزق دیا اور ہم نے انہیں فضیلت دی بہت سی چیزوں پر، جن کو ہم نے نمایاں فضیلت پر پیدا فرمایا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو یہ عظمت بخشی کہ اسے خشکی اور تری میں سواریاں عطا کیں، اس کو پاکیزہ روزی بخشی۔ مفسرین کرام نے اس آیت کے تحت انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کی کئی وجوہات بیان فرمائی ہیں۔ کچھ نے کہا کہ انسان اس لیے دوسری مخلوق سے افضل ہے کہ اُس کو اللہ رب العزت نے علم و عقل، قوتِ گویائی اور اچھی صورت عطا فرمائی ہے، اس لیے یہ افضل ہے، مگر عشاق کے نزدیک انسان کے افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں اللہ رب العالمین کے محبوب پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہوئی، اسی لیے یہ صورتِ انسانی اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مخلوق میں سے بہتر قرار پائی۔ اسی نے مالک کرّمنا بنی آدم کا تاج حضرتِ انسان ہی کے سر پر رکھا ہے، اسے ہی لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ کی شانِ زیبائی بخشی ہے۔

## مملکتِ وجود

اللہ رب العزت نے انسان کو بڑی عظمت عطا فرمائی ہے۔ اگر بندہ اپنے وجود پر غور کرے، تو اس کو اس شاہکارِ قدرت میں پورا ایک جہان آباد نظر آئے گا۔ دونوں آنکھوں پر غور کرے تو پتہ چلتا ہے کہ انسان کے لیے رہبر ہیں — دونوں کان اس مملکتِ وجود کے پہرے دار ہیں، دونوں ہاتھ اس کے سپاہی ہیں۔ دماغ مشیر ہے



خاص ہے اور دل اس وجودِ انسانی کا بادشاہ ہے۔ دل کی عظمت و وسعت سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح بیان فرماتی ہے ؎

دل دریا سمندروں ڈوھنگے کون دلاں دیاں جانے ھُو
وِچّے بیڑے، وِچّے جھیڑے، وِچّے ونج موہانے ھُو
چوداں طبق دلے دے اندر تنبو وانگوں تانے ھُو
جو دل محرم ہووے باھوؒ سویو رب پچھانے ھُو

دل ایک بے کنار ہے جس طرح دریا کے اندر کشتیاں، جہاز، جھگڑے، ملاح وغیرہ موجود ہوتے ہیں، اس طرح عارفانِ باکمال کے قلوب میں بھی تمام کائنات جلوہ گر ہوتی ہے۔ حضرت سلطان صاحب فرماتے ہیں کہ عارفِ کامل کے قلب میں چودہ طبقات زمین و آسمان سمائے ہوئے ہیں، جہاں حضرتِ عشق نے اپنے خیمے گاڑ دیئے ہیں۔ فرماتے ہیں اے باھوؒ جو عارف دل کے راز کا محرم ہو، وہی معرفتِ الٰہیہ حاصل کر سکتا ہے۔

سامعین محترم! دل مملکتِ وجود کا فرماں روا ہے، دل بادشاہ ہے، دل میں خوشی ہے، دل میں غم ہے، دل میں راحت، دل میں الم ہے، دل میں توکل ہے، دل میں سخا ہے، دل میں خوف ہے، دل میں رجا ہے، دل میں محبت ہے، دل میں مودّت ہے، دل میں وفا ہے، دل میں جفا ہے، دل میں علم ہے، دل میں حلم ہے، دل میں غنا ہے —— دل میں عشق ہے، دل میں ہجر ہے، دل میں فراق ہے، دل میں سوز ہے، دل میں گداز ہے —— دل میں جان ہے، دل میں ایمان ہے، دل —— بیت اللہ ہے، دل —— عرش اللہ ہے —— دل —— مقامِ کیف و سرور ہے —— دل جلوہ گاہ نور ہے —— دل تاجدار ہے، دل مقامِ یار ہے۔

الف: ایہہ تن رب سچے دا حجرا وچ پا فقیرا جھاتی ھُو

## فرمانِ طبیبِ قلوب

حضور سید المرسلین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

Scanned with CamScanner

اَلَا وَاِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً
اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ
وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ
کُلُّهٗ اَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ۔
(مُسلم۔ بخاری، مشکوٰۃ صـ۲۴۱)

آگاہ رہو کہ تحقیق جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے کہ جب وہ ٹھیک ہو جائے تو سارا جسم ٹھیک ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتے تو تمام جسم بگڑ جاتا ہے، جان رکھو کہ وہ دل ہے۔

یعنی دل بادشاہ ہے اور جملہ اعضاءِ جسم اس کی رعایا ہیں جیسے بادشاہ کے درست ہو جانے سے ساری رعایا درست ہو جاتی ہے۔ اسی طرح دل کے درست ہو جانے سے سارا جسم درست ہو جاتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

دل کے بگاڑ ہی سے بگڑتا ہے آدمی
جس نے اسے سنوار لیا وہ سنور گیا

سامعینِ محترم! دل کی درستگی کے لیے اس کی روحانی اور جسمانی غذا کا درست ہونا لازم اور ضروری ہے۔ یاد رکھو اگر دل کو جسمانی غذا نہ ملے تو جسم مُردہ ہو جاتا ہے اور اگر روحانی غذا یعنی یادِ رسول اور ذکرِ الٰہی والی نہ ملی تو رُوح مردہ ہو جائے گی۔ پھر ان دونوں طرح کی غذا کے لیے یہ ضروری ہے کہ روحانی غذا ذکرِ الٰہی، عقائد کی درستگی کے ساتھ دی جائے، یعنی کلمہ، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ اعمالِ صالحہ کی قبولیت کے لیے شرط ہے کہ اُس کے عقائد و نظریات درست ہوں اور اسی طرح جسمانی غذا بھی حلال وطیب یعنی ظاہری و باطنی طور پر پاکیزہ ہو۔

سرکارِ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

اَکْلُ الْحَرَامِ یُمِیْتُ قَلْبَكَ — حرام کھانا تیرے دل کو مُردہ کر دے گا اور
وَاَکْلُ الْحَلَالِ یُحْیِیْهِ — حلال کھانا زندہ کر دے گا۔

رزقِ حرام کھانے والا بازار میں چلتا پھرتا بھی مُردہ ہے اور رزقِ حلال کھانے والا مزار میں بھی زندہ ہے، اسی لیے مومن کی عظمت شاعر نے اس طرح بیان کی ہے ؎



کون کہتا ہے کہ مومن مر گئے
قید سے چھوٹے وہ اپنے گھر گئے

اے مومن! نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام حیاتِ جاودانی حاصل کرنے کے لیے رزقِ حلال کی تلاش کر۔ علامہ اقبال قلندرِ لاہوری فرماتے ہیں ؎

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

## حلال وطیب

سامعین محترم! یہ دل خالقِ کون و مکان کی جلوہ گاہ ہے۔ اس کو پاکیزہ اور حلال غذا دی جائے تاکہ اس میں مالک کی جلوہ گری رہے مالکِ ارض وسما نے قرآن حکیم میں بار بار اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کو رزقِ حلال کھانے کا حکم دیا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا
مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَاشْکُرُوْا
لِلّٰهِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝
(پ ۲، ع ۵)

اے ایمان والو! کھاؤ پاک چیزیں جو ہم نے تم کو دی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرو اگر تم صرف اسی کی عبادت کرتے ہو۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا
فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّلَا
تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ
لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝

اے لوگو! حلال اور پاکیزہ کھاؤ جو اس زمین میں ہے اور شیطان کے قدموں پر قدم نہ رکھو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اِنَّمَا یَاْمُرُکُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ
الْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ
مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (پ۲ - ع ۵)

وہ تو تمہیں حکم ہی بُرائی اور بے حیائی کا دیتا ہے اور یہ کہ تم وہ بات اللہ پر کہو جس کا تم کو علم ہی نہیں۔

ان آیاتِ بیّنات میں اللہ رب العزت جل وعلا نے فرمایا: اے ایمان والو! جو ہم نے تمہیں حلال وطیب روزی دی ہے، کھاؤ۔ آج دنیا میں سائنس کی ترقی کا دور ہے۔ کھانے پینے کی صفائی کا بڑا اہتمام کیا جارہا ہے۔ ترقی یافتہ قوموں کو ناز ہے کہ وہ بڑی نفاست سے اشیائے خورد ونوش کو استعمال کرتے ہیں، مگر جس صفائی وپاکیزگی کا درس اسلام اور بانیٔ اسلام نے دیا ہے۔ ہمارا چیلنج ہے کہ اُس کی مثال پوری دنیا میں نہیں مل سکتی۔ دیکھئے ترقی یافتہ اقوام کے نزدیک کھانے پینے کی پاکیزگی کا صرف یہی معیار ہے کہ وہ میل کچیل سے ظاہری طور پر پاک صاف ہو مگر اسلام نے اپنے ماننے والوں کو یہ تلقین فرمائی ہے کہ تمہارا کھانا ظاہری طور پر بھی طیب ہو اور وہ کسی ظاہری گندگی سے آلودہ نہ ہو اور باطنی طور پر بھی وہ حلال ہو، ناجائز ذرائع سے حاصل نہ کیا گیا ہو۔ مثال کے طور پر ایک کھانا جو ظاہری طور پر نفاست وصفائی کے اصولوں پر پورا اُترتا ہو، مگر وہ چایا ہے ہو حرام۔ مادی ترقی یافتہ دور کے لوگ تو کہیں گے کہ وہ کھانے کے قابل ہے، مگر اسلام اس کو پاکیزہ نہیں سمجھتا اور اُسے کھانے کی اجازت نہیں دیتا۔ اسی طرح جو مال سُود، سٹہ، بلیک مارکیٹنگ، جُوا، رشوت اور دیگر وہ غلط ذرائع جنہیں اسلام نے ناجائز قرار دیا ہے، حاصل کیا جائے، تو وہ اسلام کی نظر میں پاکیزہ نہیں ہے۔

سامعینِ محترم! اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں حکم فرمایا کہ اے ایمان والو! حلال اور پاکیزہ کھاؤ اور شیطان کی تابعداری نہ کرو، اس لیے کہ شیطان لوگوں کے سامنے بُرائی کو مزین کرکے پیش کرتا ہے۔ حرام کو حلال اور حلال کو حرام کہتا ہے اور اُس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرتا ہے۔ اب اُن لوگوں کو سوچنا چاہیے جو خدا اور اس کے محبوبِ مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حلال کردہ پاکیزہ اشیاء کو بغیر کسی دلیل شرعی کے حرام کردیتے ہیں۔ نعوذ باللہ! وہ کہتے ہیں کہ جس کھانے کے قریب قرآن کریم پڑھا جائے، وہ حرام، جو کھانا ایصالِ ثواب کے لیے پکایا جاتے وہ حرام جو کھانا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی رُوحِ پُرفتوح کو ایصالِ ثواب کے لیے پکایا جائے، وہ حرام، شبِ برات کا حلوہ حرام، گیارھویں شریف کا تبرک حرام، اس قسم کی باتیں کرنے والے



کس کی تابعداری میں مصروف ہیں۔ اللہ رب العزت کی بارگاہِ اقدس میں دُعا ہے کہ وہ شیطان کی تابعداری سے بچائے اور جس شئی کو مالک نے ہمارے لیے حلال قرار دیا ہے، اسے ہر مسلمان کو حلال جاننے کی توفیق عطا فرمائے۔

سامعینِ محترم! اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! پاک چیزیں کھاؤ جو ہم نے تم کو دی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو، یعنی حلال وطیب کھانے کے بعد مالک کا شکریہ ادا کرو، اُس کی بندگی کرو، اُس کے حضور اپنی جبینِ نیاز جھکاؤ، نیک عمل کرو، قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ نے رزقِ حلال کے بعد عملِ صالح کا ذکر فرمایا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ عملِ صالح سے پہلے رزقِ حلال کا ہونا ضروری ہے۔ اگر انسان کا رزق یعنی خوراک درست ہوگی، تو اس کا عمل بھی درست ہوگا۔ اگر کھانا غلط ہوگا، تو عمل بھی بے کار اور نامقبول ہوگا ؎

گر کیسا ہی پیدا کرو طاعت میں کمال
دن رات رہے ذکر وعبادت کا خیال
کچھ فائدہ احسن نہ ہو اس محنت سے
کھانے کے لیے گر نہ ہو رزقِ حلال

## نماز قبول نہیں

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ کوئی دس درہم میں کپڑا خریدے اور ان میں ایک درہم حرام کی کمائی کا ہو تو جب تک وہ کپڑا اُس پر رہے گا،

لَمْ یَقْبَلِ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ صَلٰوۃً (مشکوٰۃ ص۲۴۲)

اللہ تعالیٰ اُس کی کوئی نماز قبول نہیں فرمائے گا۔

مقبولِ عبادت نہیں بے اکلِ حلال
ہے حکمِ خدا کہ کھاؤ تم طیب مال

## صدقہ نامقبول

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: یہ نہیں ہوسکتا کہ کوئی شخص حرام مال کھائے، پھر اُس سے خیرات کرے اور وہ قبول ہوجائے اور اس سے خرچ کرے اور اس میں برکت ہو اور اس حرام مال کو اپنے پسماندگان کے لیے چھوڑ جائے،

اِلَّا کَانَ زَادَہٗ اِلَی النَّارِ (مشکوٰۃ ص۲۴۲) مگر یہ اُس کے لیے آگ کا توشہ ہوگا۔

حرام کی کمائی کا لباس پہن کر نماز پڑھی جائے تو وہ خدا وند قدوس کی بارگاہ میں قبول نہیں کی جاتی اور حرام مال سے صدقہ و خیرات کیا جائے تو وہ مقبول نہیں ہوتا، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے،

اِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا الطَّیِّبَ (مشکوٰۃ ص۲۴۱) کہ اللہ تعالیٰ طیب ہے اور طیب ہی قبول کرتا ہے۔

حرام کی کمائی ناپاک ہے، اس لیے اگر خدا تعالیٰ کی راہ میں اسے خرچ کیا جائے، تو اللہ تعالیٰ اس کو قبول نہیں فرماتا ہے۔

کیمیائے سعادت میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرمایا ہے:

• جو شخص مالِ حرام سے صدقہ و خیرات دیتا ہے، وہ گویا ناپاک کپڑے کو پیشاب سے دھونے کی کوشش کرتا ہے۔

## دُعا قبول نہیں ہوتی

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جس شخص کے شکم میں ایک لقمہ بھی حرام کا چلا جائے، تو چالیس دن تک اس شخص کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم



نے فرمایا:

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ جَسَدٌ غُذِیَ بِالْحَرَامِ (مشکوٰۃ ص۲۴۳) جس جسم کو حرام کی غذا دی جائے گی، وہ جنت میں نہیں جائے گا۔

سامعین محترم! رزقِ حرام کھانے والے کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔ صدقہ مردود ہوتا ہے اور حرام کی کمائی کا لباس پہن کر پڑھی گئی نماز بارگاہِ خداوندی میں منظور نہیں۔ تو اب خود سوچیے کہ جب حرام روزی کھانے والے کی نماز ہی نامقبول ہے تو پڑھنے والے کو نماز میں کیا کیف و سرور آسکتا ہے؟ یقیناً ایسے شخص کو نماز میں خشوع و خضوع اور حضور کی دولت میسر نہیں آسکتی۔

## شاہ بلخ

سیدنا حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ ایک بلند پایہ ولی عابد وزاہد تقویٰ و پرہیزگاری میں اپنی مثال آپ تھے۔ سرکار امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں رہنے کا عرصہ دراز تک آپ کو شرف حاصل ہوا۔ سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں آپ کو وہ تمام علوم حاصل تھے جو ایک ولی کامل کو ہوا کرتے ہیں۔

آپ کی سیرتِ مقدس میں ہے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے ایک رات بیت المقدس میں قیام کیا۔ رات کے وقت بیت المقدس کے خدام نے تمام لوگوں کو باہر نکال کر بیت المقدس کا دروازہ بند کر دیا، چنانچہ جب انہوں نے لوگوں کو نکالنا شروع کیا تو میں ایک چٹائی میں چھپ گیا اور وہ دروازہ بند کر کے چلے گئے اور خداموں کو پتہ نہ چل سکا کہ میں بیت المقدس کے اندر ہی موجود ہوں۔ رات گزر رہی تھی، جب پچھلا پہر قریب آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بیت المقدس کا دروازہ خود بخود کھل گیا اور چالیس افراد ایک درویش باصفا کی معیت میں اندر داخل ہوئے اور سب نے ٹاٹ کا لباس زیب تن کیا ہوا ہے۔ ان سب نے اپنے شیخ کامل کے پیچھے نماز پڑھی اور پھر محراب شریف کے پاس بیٹھ کر آپس میں گفتگو کرنے میں مشغول ہوگئے دورانِ گفتگو ان افراد میں سے ایک نے اپنے شیخ کامل سے کہا کہ آج رات بیت المقدس میں

Scanned with CamScanner

کسی ایسے شخص نے قیام کیا ہوا ہے، جس کا تعلق ہماری جماعت سے نہیں ہے۔ اس پر شیخ کامل نے جواب دیا۔ ہاں ایک شخص بیت المقدس میں ہے جس کا تعلق ہماری جماعت سے نہیں اور اس کا نام ابراہیم بن ادھم ہے۔ نام بتانے کے بعد اس درویش باصفا نے کہا کہ ابراہیم بن ادھم کو یہاں چالیس راتیں عبادت کرتے ہوئے گزر گئی ہیں، مگر اُسے اپنی عبادت میں کوئی لطف کوئی کیف وسرور حاصل نہیں ہوتا۔

سامعینِ محترم! حضرت ابراہیم بن ادھم بیت المقدس میں رات کے وقت ایک چٹائی میں چھپے بیٹھے ہیں اور اللہ والوں میں سے ایک شخص بغیر دیکھنے کے اپنے پیر کامل کو ان کے اندر ہونے کی اطلاع دے رہا ہے اور ان کا شیخ کامل ابراہیم بن ادھم کا نام اور قلبی کیفیت کو بیان کر رہا ہے اسی لیے عارف باللہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎

بندگانِ خاص علام الغیوب
وحذرُوہم ہم جواسیس القلوب

اللہ تعالیٰ کے خاص بندے غیبی باتوں کو جانتے ہیں اور تم ان سے ڈرو، اس لیے کہ وہ دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں۔

## غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سرکارِ غوث پاک کی سیرتِ مقدس میں ہے ایک روز آپ کا ایک ارادت مند آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو کھانے کی دعوت پیش کی جسے آپ نے قبول فرمالیا۔ پھر اسی وقت ایک اور مُرید آگیا، اور اُس نے بھی اُسی دن اُسی وقت کے کھانے کی دعوت پیش کی۔ آپ نے اس کی بھی دعوت قبول کر کے وعدہ فرمالیا۔ غرضیکہ اسی طرح یکے بعد دیگرے ستر مرید حاضر ہوتے اور سب نے ہی اُسی دن اور اُسی وقت کی دعوت پیش کی اور آپ نے سب کے ہاں تشریف لے جانے کا وعدہ فرمالیا۔ ایک شخص جو آپ کے پاس موجود تھا، دل میں یہ خیال کرنے لگا کہ پیر صاحب تو ایک ہیں، مگر کھانے کا وعدہ ستر جگہ پر جانے کا کر لیا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ آپ ایک



ہی وقت میں ستر مقامات پر تشریف لے جا سکیں۔ یہ خیال ابھی اُس کے دل میں آیا ہی تھا کہ سرکارِ غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سے مطلع ہو گئے۔ پاس ہی ایک پیپل کا درخت تھا، آپ نے اُس شخص سے فرمایا، بھئی ذرا آنکھ بند کرو، پھر فرمایا آنکھ کھولو اور سامنے والے درخت پر نظر کرو۔ اب جو اُس نے درخت پر نظر کی تو عجب نظارہ دیکھا کیا دیکھتا ہے کہ سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ درخت کے ہر پتے پر تخت لگائے بیٹھے ہیں۔

پھر فرمایا، اے مردِ خدا! جو عبدالقادر ایک وقت میں درخت کے ہر پتے پر تمہیں نظر آ رہا ہے۔ کیا وہ ستر مریدوں کے ہاں حاضر نہیں ہو سکتا۔ وہ معذرت کرتے ہوئے کہنے لگا جس کی ترجمانی شاعر نے ایسے کی ہے ؎

پانی کوڑدا پیندے او
اگلی معاف کرو، لجپال سدیندے او

میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ کے بندے دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں۔ حضرت ابراہیم بن ادھم بیت المقدس میں چھپے بیٹھے ہیں۔ ایک اللہ والا ان کے اندر ہونے کی خبر دے رہا ہے اور عارفِ کامل آپ کا نام اور دل کی باطنی کیفیات کو بیان کر رہا ہے۔ ان درویشانِ باصفا کی گفتگو سن کر حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ چٹائی سے باہر نکلے اور ان اللہ والوں کے درمیان جا بیٹھے اور پھر ان چالیس افراد کے مرشدِ باصفا سے عرض کیا کہ آپ نے جو میرے دل کی باطنی کیفیت اپنے کشف سے بیان فرمائی، وہ بالکل درست ہے۔ براہِ کرم ارشاد فرمائیے کہ کیا وجہ ہے جو مجھے چالیس دن سے اپنی عبادت سے کوئی کیف وسرور حاصل نہیں ہو رہا ہے۔ اِس پر اُس مرشدِ کامل نے فرمایا: اے ابراہیم بن ادھم تم نے مکہ میں ایک چھابڑی والے سے چھوہارے خریدے اور دو چھوہارے زمین پر گر پڑے تھے، تم نے سمجھا کہ یہ میرے ہیں اور اٹھا کر کھا لیے، حقیقت میں وہ تمہارے نہیں تھے، بلکہ چھابڑی والے کے گرے تھے۔ جب سے وہ غلط روزی تمہارے منہ گئی ہے، اُس دن سے تمہیں نماز میں لطف نہیں آیا (تذکرۃ الاولیاء)

سامعینِ محترم! دو چھوہارے کسی دوسرے کے غلطی کے سبب کھالینے سے ولی کامل حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی نماز کا لطف جاتا رہا، تو ان لوگوں کو نماز میں کیسے کیف وسرور آسکتا ہے جن کی ساری روزی ناجائز ذرائع سے حاصل کی گئی ہو۔

سکونِ قلب کی دولت حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہماری روزی حلال وطیب ہو۔ عارفِ رومی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

علم وحکمت زاید از لقمۂ حلال
عشق ورقت زاید از لقمہ حلال
چوں زلقمہ تو حسد بینی ودام
جہل وغفلت زاید آں را داں حرام

حلال لقمہ سے علم اور دانائی پیدا ہوتی ہے۔ عشق اور دل کی نرمی حلال لقمہ سے پیدا ہوتی ہے۔ جب تو دیکھے کہ لقمہ سے حسد اور مکر وجہالت اور غفلت پیدا ہوتی ہے تو اس کو حرام سمجھ،

مولانا روم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ رزق کھانے کے بعد اگر تیرے دل میں علم وحکمت اور عشق کی نرمی پیدا ہو تو پھر سمجھ کہ تیرا رزق حلال ہے اور رزق کھانے کے بعد بھی اگر نفس امارہ کا تجھ پر غلبہ ہو اور دل میں حسد اور خداوند قدوس کے ذکر سے غفلت ہو جائے تو سمجھ کہ تیرا رزق درست نہیں۔

سامعینِ محترم! حرام کی کمائی کے کھانے والے کو سکونِ قلبی نصیب نہیں ہو سکتا اور جو شخص اپنی اولاد کی حرام کے مال سے پرورش کرتا ہے۔ پھر یہ تمنا کرتا ہے کہ میری اولاد نیک ہو، میری فرمانبردار ہو تو یہ تمنا فضول ہے۔ اس لیے کہ چراغ میں پانی ڈال کر اس کی روشنی کی اُمید رکھنا جہالت نہیں تو پھر اور کیا ہے؟ زمین میں جَو کاشت کر کے گندم کی تمنا کرنا بے سود ہے۔

آیئے! اگر ہم چاہتے ہیں ہمارے دلوں کی دنیا آباد ہو جائے اور ہماری اولاد نیک ہو جائے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہم خود بھی رزقِ حلال کھائیں اور اپنے اہل وعیال کی بھی



پرورش حلال مال سے کریں۔ رزقِ حلال کھانے کا طریقہ اور سلیقہ اُن سے سیکھیں جنہوں نے معلمِ انسانیت کی بارگاہِ اقدس سے تربیت حاصل کی ہے۔

## ابو دُجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور تاجدارِ مدینہ سُرورِ سینہ کے صحابی حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو فجر کی نماز امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتدا میں ادا کرتے۔ جونہی سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجر کی نماز مکمل فرماتے تو حضرت ابودوجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد سے فوراً گھر چلے جاتے اور دُعا میں شامل نہ ہوتے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بارگاہِ مصطفوی میں عرض کیا۔ آقا! ابودوجانہ فجر کی نماز ہمارے ساتھ ادا کرتے ہیں، مگر دُعا مانگے بغیر مسجد سے چلے آتے ہیں۔ سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک روز ابودوجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے ابودوجانہ! تم فجر کی نماز کی ادائیگی کے بعد ہمارے ساتھ دعا میں شمولیت کیوں نہیں کرتے؟ یہ سن کر ابودوجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! نماز کے فوراً بعد میں اپنے گھر میں چلا جاتا ہوں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ میرے پڑوس میں ایک مکان ہے اور اُس کے صحن میں کھجور کا درخت ہے جو کہ میرے مکان کی دیوار کے قریب ہے، آج کل اس کا پھل پکا ہوا ہے، مدینہ میں رات کے وقت ہوا چلتی ہے تو اس کھجور کے درخت سے چند کھجوریں میرے گھر کے صحن میں گر جاتی ہیں، میں نمازِ فجر جماعت کے ساتھ ادا کر کے فوراً گھر جاتا ہوں تاکہ بچوں کے بیدار ہونے سے پہلے پہلے اپنے صحن میں سے گری ہوئی کھجوریں اٹھا کر اُن کے مالک کو دے دوں۔

چنانچہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابودوجانہ کے پڑوسی کو بلایا اور فرمایا، اپنا کھجور کا درخت ابودُجانہ کو دے دو اور اس کے عوض جنت میں دس کھجوروں کے درخت ہم سے لے لو۔ اس بدنصیب نے انکار کر دیا۔ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص سے کہا کہ مدینہ کے فلاں باغ میں میرے دس درخت ہیں تم وہ کھجوروں کے درخت لے لو اور یہ ایک کھجور کا درخت ابودُجانہ کو دے دو۔ اس پر وہ راضی ہو گیا اور درخت دینے کا وعدہ کر لیا۔

Scanned with CamScanner

اس شخص نے گھر پہنچ کر اپنی بیوی سے کہنے لگا کہ میں نے یہ کھجور کا درخت ابو دوجانہ کو دینے کا وعدہ کرلیا ہے۔ اُس کی بیوی کہنے لگی کہ درخت تو ہمارے صحن میں موجود ہے، تم اُسے کیسے دوگے؟ چنانچہ وہ سوگئے۔ جب صبح ہوئی تو کیا دیکھا کہ وہ کھجور کا درخت ابو دوجانہ کے صحن میں لگا ہوا ہے (نزہۃ المجالس، ج ۱، صہ ۴۲۲)

سامعینِ محترم! صحابی کا عمل دیکھو کہ وہ اپنے بچوں کی روزی میں کس قدر احتیاط فرماتے تھے۔ ایک ہمارے بھی بچے ہیں کہ شہر سے گنے والی ٹرالی نہیں گزر سکتی۔

رزق حلال بہت بڑی نعمت ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے،

طَلَبُ کَسْبِ حَلَالٍ فَرِیْضَۃٌ بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ (مشکوٰۃ ص۲۴۲) حلال کمائی کی تلاش ایک فرض کے بعد دوسرا فرض ہے۔

یعنی نماز روزہ کی فرضیت کی ادائیگی کے بعد رزقِ حلال کی تلاش دوسرا فرض ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لگاتار رزقِ حلال کھاتا ہے اور لقمہ حرام کی آمیزش اپنے رزق میں نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اس کے دل کو اپنے نور سے منور فرما دیتا ہے۔ دیکھیئے سعادت

## مُستجاب الدعوات

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک صحابی جن کا نام سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے، انہوں نے آپ کی بارگاہ میں عرض کی یا رسول اللہ میرے لیے دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے مستجاب الدعوات بنا دے، یعنی میری ہر دُعا کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ اس پر سیدِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

لُقمہ حلال اپنے اوپر لازم کرلو، تم مستجاب الدعوات بن جاؤ گے۔"

حضراتِ محترم! حلال رزق سے دل میں نور آتا ہے، دُعا میں قبولیت آتی ہے۔ ذکر اذکار میں دل کو راحت ہوتی ہے، عبادت میں کیف و سرور آتا ہے، انسان ذہنی طور پر مطمئن رہتا ہے۔ دنیا میں فرحت، آخرت میں جنت کا حقدار بنتا ہے۔ اللہ رب العزت جل شانہٗ کے حضور دعا ہے کہ وہ بوسیلہ سرورِ کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں رزقِ حلال کی دولت نصیب فرمائے۔ آمین!



# دارُالفنا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ ط صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ ۝

نہ ایہہ مال خزانے تیرے، نہ ایہہ حُسن جوانی تیری
جس دا مال اوسے لے جانا تینوں اینویں حرص ودھیری
پرائی شے دا مان کی کرناں، جیہڑی نہ تیری نہ میری
اعظم سب کجھ چھڈ چھڈا کے اساں جا وڑناں وچ ڈھیری

---

جے لکھ سال رہیں وچ دنیا اوڑک "دن" ٹر جانا
اوڑک دکھڑا و کھرا ہونا، ایہہ سارا "تانا" بانا
سارے ساک قبیلے چھڈ کے تیرا ہوسی گور ٹھکانا
اعظم جپ لے نام خدا دا ایہو ویلا وقت نہانا

---

سامعین کرام! مال و اولاد کی خواہش کس دل میں نہیں، یہ نعمتیں مل جانے پر کون خوش نہیں ہوتا؟ اگر ان میں سے کوئی ایک نہ ہو تو زندگی کتنی بے مزہ اور بے کیف ہو جاتی ہے۔ یہ دو چیزیں ایسی ہیں جنہیں ہر شخص چاہتا ہے۔ ایسے سمجھیے جیسے کشتی بغیر پانی کے نہیں چل سکتی، ایسے ہی مال کے بغیر زندگی کی گاڑی نہیں چل سکتی۔ اسلام کے پانچ بڑے ارکان ہیں۔ کلمہ، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ۔ ان میں صرف ایک کلمہ ہی ایسا رکن ہے جو بغیر مال کے ادا کیا جا سکتا ہے۔ باقی چار ارکان کی ادائیگی کے لیے مال کی ضرورت ہے۔ نماز کے لیے جسم کو ڈھانپنے کے لیے کپڑے کی ضرورت پڑتی ہے جو مال خرچ کیے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ روزہ رکھنے کے لیے کھانا چاہیے اور افطار کرنے کے لیے بھی کھانا درکار ہوتا ہے جو بغیر مال کے نہیں ملتا۔ حج وہ کرے گا جس کے پاس مال ہوگا، زکوٰۃ بھی اُس پر فرض ہوگی جو صاحبِ نصاب ہوگا۔ غرضیکہ مال کا ہونا انسان کی زندگی کے لئے ایک ضروری حصہ ہے جس کے بغیر انسانی ضروریات کی تکمیل ناممکن ہے، اس کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ خود مالک الملک نے انسان کو حکم دیا کہ زمین میں اللہ کریم کا فضل تلاش کرو۔ حلال روزی کے حصول کی خاطر کوشش کرنا یقیناً ایک عبادت ہے۔ مال سے محبت کرو، لیکن یہ محبت ایسی ہو جیسے کشتی پانی سے محبت کرتی ہے، یعنی چلتی تو پانی پر ہے، پانی سے نفع لیتی ہے مگر اُسے اپنے اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتی۔ اس لیے کہ اگر پانی کشتی کے اندر داخل ہو گیا، تو اُس کو ڈبو ڈالے گا۔

اے انسان، تو بھی مال حاصل کر، لیکن حلال وسائل سے اس کو اکٹھا کر، اس سے محبت کر، مگر کشتی کی طرح تو اس کی محبت کو اپنے دل میں داخل ہونے کی اجازت نہ دے۔ یہ دل تیرے مالک کی جلوہ گاہ ہے۔ اس خانۂ دل کو ذکرِ خدا تعالیٰ میں محو رکھ۔ اس کو یادِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے منور رکھ۔ یاد رکھ اگر یہ مال کی محبت خانۂ دل پر قابض ہو گئی تو جیسے پانی کشتی میں داخل ہو کر اُس کو نفع دینے کی بجائے ڈبو ڈالتا ہے، اسی طرح یہ مال بھی نفع پہنچانے کی بجائے تجھے تباہ و برباد کر ڈالے گا۔



اسی مال سے حضرت صدیق و فاروق، عثمان و علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے جنت خرید لی اور اسی مال نے قارون کو زمین میں دھنسا کر جہنم رسید کر دیا۔

مال کو خدا اور رسول کی مرضی و منشا کے مطابق حاصل کرنا اور خرچ کرنا آباد کر دیتا ہے۔

مال کو رضائے الٰہی کے خلاف استعمال کرنا، برباد کر دیتا ہے۔

## آزمائش

مخبرِ صادق، ہادیٔ برحق، معلّمِ کائنات رہبرِ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

لِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةٌ وَ فِتْنَةُ أُمَّتِي الْمَالُ (ترمذی)

ہر اُمّت کے لیے کوئی خاص آزمائش ہوتی ہے اور میری اُمّت کی خاص آزمائش مال ہے۔

آپ غور سے دیکھیں تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مال ہی کی محبت کا یہ نتیجہ ہے کہ انسان اس کے لالچ میں پھنس کر پھر ناجائز اور جائز کی تمیز نہیں کرتا، حرام اور حلال میں فرق نہیں سمجھتا، اسے مال ملنا چاہیے، خواہ وہ رشوت کے ذریعہ سے حاصل ہو یا دھوکہ دہی سے ہاتھ لگے۔ کسی کا حق غصب کرنا پڑے، جھوٹ بولنا پڑے، حتیٰ کہ اُسے اپنے خالق و مالک کی ناراضگی اور غضب کی بھی پرواہ نہیں رہتی۔

مال کی حرص و ہوس بندے کو تباہی کے راستے پر ڈال دیتی ہے، اسی لیے مالکِ دو جہاں جل و علا نے اپنے بندوں کو خبردار کرتے ہوئے فرمایا،

وَاعْلَمُوْا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَ أَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ (پ۹، انفال ۲۷)

اور تم جان لو کہ بیشک تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں

قرآن کریم نے مال اور اولاد کو فتنہ یعنی آزمائش کی چیزیں قرار دیا۔ اولاد بھی آزمائش کا ذریعہ کہ انسان اس کی محبت میں گم ہو کر اُس کی بہتری کے لیے وہ کام کرنے کے لیے بھی تیار ہو جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ناپسند ہیں۔ ان کی خوشی کے لیے غلط ذرائع سے مال کا حصول کر کے ان کی زندگی بہتر بناتے بناتے اپنی دُنیا کی زندگی، قبر کی زندگی، حشر کی

Scanned with CamScanner

زندگی خراب کرلیتا ہے۔ اولاد بھی فتنہ ہے۔ آیت کی ترتیب پر توجہ فرمائیں۔ مال کا ذکر پہلے کیا گیا اور اولاد کا بعد میں۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ اولاد بھی فتنہ کی چیز ہے، مگر مال اس سے بھی بڑھ کر ہے اللہ رب العزت جل شانہٗ نے اہلِ ایمان کو خبردار کرتے ہوئے فرمایا:

| | |
|---|---|
| يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ | اے ایمان والو! تمہارا مال اور تمہاری اولاد |
| اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ | تمہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ کردے |
| ذِكْرِ اللّٰهِ ج وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ | اور جو ایسا کرے گا تو وہ لوگ خسارہ اٹھانے |
| فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ | والے ہیں۔ |

(پ ٢٨-ع ١٤ - المنٰفقون)

**فانی** خلاقِ دوجہاں اللہ رب العالمین جل وعلا نے فرمایا، اے میرے محبوب کے غلامو! تمہارا مال اور اولاد تمہیں ہمارے ذکر سے غافل نہ کردے اور تم میرے ذکر سے غافل ہو کر ہماری بارگاہ سے دور نہ ہوجاؤ۔ تم نے اگر ایسا کیا، تو یقیناً یہ بہت بڑے خسارے کا سودا ہوگا۔ یہ مال، اولاد اور دنیا کی رنگینیاں فانی ہیں، فانی کے لیے باقی سے تعلق توڑنا کوئی دانشمندی کا کام نہیں۔ اس مقام پر شاعر یوں کہتا ہے ؎

کِسے نال وفا نہ کیتی اس دنیا بے اعتباری
نہ محبوب رہیا کوئی ایتھے، نہ کِسے دی سرداری
ایتھے کسے دے پیر نہ لگے سب ٹُر گئے وارو واری
اعظم ایتھے دل نہ لاویں نئیں تے روسیں چانذی واری

قرآن حکیم میں ارشادِ ربانی ہے:

| | |
|---|---|
| وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ | اور یہ دنیا کی زندگی کھیل تماشہ ہے اور |
| وَّلَعِبٌ ط وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ | دارِ آخرت کی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے |
| لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۝ (پ ٢١ - ع ٣) | |



کتنے ناسمجھ ہیں وہ لوگ جو اس زندگی کی لذتوں میں مشغول ہو کر مال و اولاد کے فتنہ میں آخرت کو بھول چکے ہیں۔ انہوں نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ دُنیا کی اس زیب و زینت کی حیثیت کھیل و تماشہ سے زیادہ نہیں، جیسے کہیں تماشہ ہو رہا ہو تو کچھ وقت کے لیے لوگ جمع ہوجاتے ہیں، مگر جب کھیل ختم ہوجاتا ہے، تو وہاں کوئی بھی نہیں رہتا۔ کتنا ہے وہ نادان اور غافل جو یہ سمجھے کہ یہ محفل ایسے ہی سجی رہے گی قہقہے اسی طرح بلند ہوتے رہیں گے۔ نہیں نہیں یہ محفلیں، یہ رونقیں، یہ بزمِ ہستی کی رنگینیاں، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نہیں رہیں گی۔ اس عارضی جہان کے مکین نے فنا ہونا ہے اور آخر ایک دن اس مکان نے بھی ختم ہوجانا ہے۔ باقی رہنے والی ایک اسی کی ذات ہے۔

| | |
|---|---|
| كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّ | جو زمین پر ہے، سب کو فنا ہونا ہے اور |
| يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ | تمہارے رب کی ذات جو صاحب جلال و |
| وَالْاِكْرَامِ (پ ٢٧-ع ١٢) | عظمت ہے، باقی رہے گی |

ارشادِ خداوندی سے معلوم ہوا اس جہان کی ہر شے فانی ہے، باقی رہنے والی صرف خداوند کریم کی ذاتِ گرامی ہے۔ وہ دن قریب ہے جب نہ کوئی بلندی ہوگی نہ پستی، نہ کوئی شہر ہوگا نہ کوئی بستی، نہ کوئی وجود ہوگا نہ ہستی۔ نہ خم ہوگا نہ مستی، نہ سوز ہوگا نہ ساز، نہ ناز ہوگا نہ نیاز، نہ کوئی مقتدی ہوگا نہ امام، نہ کوئی آقا ہوگا نہ غلام۔ نہ کوئی صبح کا سویرا ہوگا، نہ رات کا اندھیرا، نہ کلیوں کا تبسم ہوگا نہ بُلبُل کا ترنم، نہ چاند کی چمک ہوگی نہ کہکشاں کی دھمک، نہ سما ہوگا نہ سمک، نہ عرش ہوگا نہ فلک، نہ برگ و ثمر ہوں گے نہ شجر و حجر۔ نہ دریاؤں کی روانی ہوگی، نہ نہروں کی جولانی، نہ تاج و تخت ہوگا نہ سطوت و شوکتِ شاہی ہوگی۔ فقط مالک الملک اللہ رب العالمین کی بادشاہی ہوگی۔

قرآن حکیم میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

| | |
|---|---|
| كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط | ہر جان کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور پھر |
| ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝ (پ ٢١-ع ٢) | تم ہماری طرف لوٹ کر آؤ گے۔ |

Scanned with CamScanner

جیویں جیویں چھوٹا لارا تیرا موت کھڑی سر اُتے
سے کروڑاں تیں تھیں سوہنے خاک اندر رل گئے

اس دنیا میں نہ کوئی ہمیشہ رہا ہے اور نہ کوئی رہے گا - ارشادِ ربانی ہے ،

| | |
|---|---|
| اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ | تم کہیں بھی رہو، موت تمہیں آکر رہے گی، |
| وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ | خواہ بڑے بڑے محلوں میں رہو۔ |

(پ ۵ - ع ۸)

دوسرے مقام پر ارشادِ ربانی ہے ،

| | |
|---|---|
| قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ | کہہ دو کہ وہ موت جس سے تم گریز کرتے ہو، |
| مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ (پ ۲۸، ع ۱۱) | وہ ضرور تمہیں ملے گی۔ |

## مسافر خانہ

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے دونوں کندھوں کو پکڑ کر فرمایا،

| | |
|---|---|
| كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ | دُنیا میں ایسے رہو جیسے کوئی اجنبی یا راہ چلتا |
| عَابِرُ سَبِيْلٍ - (بخاری ص ۹۴۹) | مسافر۔ |

علامہ اقبال قلندر لاہوری نے کیا خوب کہا ہے ؎

ہر شے مسافر، ہر چیز راہی
کیا چاند تارے، کیا مرغ و ماہی

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ،

| | |
|---|---|
| اِذَا اَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ | جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار نہ کر اور جب |
| وَاِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ | صبح کرے تو شام کا انتظار نہ کر اور اپنی |
| وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَ | صحت میں مرض کے لیے کچھ جمع کر لے اور |
| مِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ (بخاری ج ۲ ص ۹۴۹) | اپنی زندگی میں موت کے لئے کچھ جمع کر لے۔ |

## سرائے

شاہِ بلخ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ تختِ شاہی پر بیٹھے ہیں اور دربار لگا ہوا ہے - اچانک ایک اجنبی آدمی دربار میں داخل ہو کر چاروں طرف دیکھ رہا ہے - جب اس سے پوچھا گیا کہ تو کیا دیکھ رہا ہے ؟ تو اس نے جواب دیا کہ مجھے یہ سرائے پسند نہیں آئی - اُس کی یہ بات سُن کر شاہِ بلخ نے کہا، یہ سرائے نہیں بلکہ یہ تو میرا محل ہے - اُس اجنبی نے کہا آپ سے پہلے اس محل میں کون تھا ؟ شاہِ بلخ نے کہا میرا باپ - اس سے پہلے کون تھا ؟ کہا میرا دادا - اس سے پہلے کون تھا ؟ کہا میرے دادا کا باپ - پھر اجنبی نے کہا اسی لیے تو میں اس کو سرائے کہتا ہوں کہ اس میں کوئی بھی تو مستقل نہیں رہا ہے - جو بھی آیا چند روزہ زندگی گزار کر اس سرائے کو خالی کر گیا - ایک دن تو بھی اس مسافر خانہ سے رخصت ہو جائے گا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

| | |
|---|---|
| اَكْثِرُوْا مِنْ ذِكْرِ هَاذِمِ | لذتوں کو ختم کرنے والی یعنی موت کو اکثر |
| اللَّذَّاتِ يَعْنِي الْمَوْتَ (مشکوٰۃ ص ۱۴۰) | یاد کیا کرو۔ |

ایک روایت میں ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ایک مجلس سے ہوا جہاں خوب ہنسی مذاق ہو رہا تھا - آپ نے فرمایا، اپنی مجلس میں لذتوں کو توڑنے والی چیز کی ملاوٹ کر لیا کرو - عرض کیا وہ کونسی چیز ہے ؟

قَالَ الْمَوْتُ (شرح الصدور ص ۵۴) فرمایا موت کی یاد ،

ایک عورت نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اپنے دل کی سختی کا ذکر کیا ؟ تو آپ نے فرمایا کہ موت کا تذکرہ کثرت سے کیا کرو، اس سے دل نرم ہو جاتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے غلاموں کو متعدد بار فرمایا کہ موت کو یاد کیا کرو۔ اُس کی عظمت کو اس طرح بیان فرمایا۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ،

| | |
|---|---|
| لَيْسَ لِلْمُؤْمِنِ رَاحَةٌ دُوْنَ | مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے بہتر |
| لِقَاءِ اللّٰهِ (شرح الصدور ص ۶) | کوئی نعمت نہیں۔ |

Scanned with CamScanner

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ (المستدرک، شرح الصدور ص۵)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا موت مومن کا تحفہ ہے۔

قَالَ الْمَوْتُ رَيْحَانَةُ الْمُؤْمِنِ (شرح الصدور ص۵)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا موت مومن کا پھول ہے۔

## راحت پا گیا

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ کا گزر ہوا تو فرمایا یہ شخص یا تو راحت پانے والا ہے یا اس سے لوگوں کو راحت ہوگی۔ اس کے بعد فرمایا،

اَلْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيْحُ مِنْ تَعَبِ الدُّنْيَا وَاَذَاهَا وَالْفَاجِرُ يَسْتَرِيْحُ مِنْهُ الْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ (بخاری)

مومن انسان دنیا کی تکالیف سے اللہ تعالیٰ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور فاجر کے مرنے سے شہر، بندے، درخت اور جانور نجات حاصل کرتے ہیں

مومن صالح موت سے نہیں ڈرتا، بلکہ وہ دنیا کی مصیبتوں اور پریشانیوں سے آزاد ہو جاتا ہے اور فاجر کے مرنے سے زمین اس کی بداعمالیوں سے نجات پاتی ہے۔ درختوں اور جانوروں تک کو راحت ہوتی ہے۔ مومن موت سے دنیا کے قید خانہ سے رہائی حاصل کرتا ہے اور مالک کی خوشنودی نصیب ہوتی ہے جیسے کہ حدیث میں ہے،

قَالَ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ (شرح الصدور ص۲)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔

حضرت مولانا روم علیہ الرحمہ نے مثنوی شریف میں اس کا ترجمہ یوں فرمایا ہے،

ہست دنیا جنت آں کفار را
اہل فسق و ظلم و آں اشرار را



دنیا کافروں کے لیے جنت ہے۔ فاسقوں اور ظالموں اور ان شریروں کے لیے

ہر مومن ہست زنداں ایں مقام
نیست زنداں جائے عیش و احتشام

یہ جگہ مومن کے لیے قید خانہ ہے۔ قید خانہ عیش اور حشمت کی جگہ نہیں۔

اس لیے کہ مومن جب مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام پاتا ہے تو وہ یوں محسوس کرتا ہے جیسے اُس نے سابقہ دنیاوی زندگی قید خانہ میں بسر کی اور کافر جب مرنے کے بعد عذاب میں گرفتار ہوتا ہے، تو وہ ایسے محسوس کرتا کہ اُس نے سابقہ زندگی جنت میں گزاری۔

موت مومن کے لیے لقائے یار کا ذریعہ ہے۔

## لقائے خداوندی

روایت ہے کہ ملک الموت علیہ السلام سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے تاکہ ان کی روح قبض کریں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام ملک الموت سے فرمایا کبھی تم نے ایک دوست کو دوسرے دوست کی روح نکالتے دیکھا ہے؟ تو ملک الموت یہ سُن کر بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوئے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جاؤ ابراہیم علیہ السلام سے کہو،

هَلْ رَاَيْتَ خَلِيْلًا يَكْرَهُ لِقَاءَ خَلِيْلِهٖ فَرَجَعَ قَالَ فَاقْبِضْ رُوْحِيَ السَّاعَةَ (شرح الصدور ص۶)

کبھی تم نے ایک دوست کو دوسرے دوست کی ملاقات کو بُرا جانتے ہوئے پایا ہے تو ابراہیم نے فرمایا میری روح ابھی قبض کرو۔

## موت کی یاد

حضور سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا شہید کے ساتھ کسی اور کا بھی حشر ہوگا،

قَالَ نَعَمْ مَنْ يَذْكُرُ الْمَوْتَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ عِشْرِيْنَ مَرَّةً (شرح الصدور)

فرمایا ہاں جو دن رات میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

زُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ۔ (مسلم شرح الصدور ص۹)

قبروں کی زیارت کیا کرو، اس لیے کہ یہ موت یاد دلاتی ہیں۔

کہندی قبر غافلا وے موت سر تے کھڑی
ضائع عمر نہ گنواویں دنیا گھڑی دی گھڑی
ایتھے بیٹھ نہیوں رہنا اک دن میرے چ آنا
ماس کیڑیاں نے کھانا ایدا مان نہ کریں

## تیاری کرو

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک جنازہ کے ساتھ شریک ہوئے تو آپ ایک قبر کے کنارے پر بیٹھ کر خود بھی روئے اور دوسروں کو بھی رُلا دیا، حتّٰی کہ مٹی بھی بھیگ گئی، پھر فرمایا اس کی تیاری کرو (ابن ماجہ، شرح الصدور ص۶۳)

## آکھیا نبی پیارے

رکھیو یاد ہمیشہ قبراں آکھیا نبی پیارے
قبر بندے نوں نت پنج واری نال آواز پکارے
کہے میں گھر ہاں تنہا اکلا، ساتھی کوئی لیاویں
میں وچ خرچ خرچ نہ کوئی با جھوں خرچ نہ آویں
دیوا بال لیاویں اوتھوں ہیں وچ سخت اندھیرا
میں وچ فرش فروش نہ کوئی فرش بناویں میرا

## قبر کی پکار

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لذتوں کو توڑنے والی شے کا کثرت سے ذکر کیا کرو، اس لیے کہ قبر ہر روز پکارتی ہے،

"میں تنہائی" اور مسافری کا گھر ہوں، میں کیڑوں اور مٹی کا گھر ہوں۔"

اور جب مومن دفن ہوتا ہے، تو قبر مرحبا کہتی ہے اور کہتی ہے تو میری پشت پر چلنے والوں میں سے سب سے زیادہ محبوب تھا۔ اب تو مجھ میں سما گیا ہے، اب تو میرے برتاؤ کو دیکھ جو میں تیرے ساتھ کرتی ہوں۔ پھر وہ اس کے لیے حدِ نظر تک فراخ ہو جاتی ہے اور اُس کے لیے جنت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

اور جب فاجر و کافر انسان دفن ہوتا ہے، تو قبر اس پر تنگ ہو جاتی ہے اور اُس پر نہایت غضبناک ہو کر کہتی ہے تو میری پشت پر چلنے والوں میں سب سے زیادہ بُرا تھا، تو تو اب میرا برتاؤ اپنے ساتھ دیکھ لے گا، تو قبر اس پر بند ہو جاتی ہے اور اُس کی پسلیاں ایک طرف سے دوسری طرف نکل جاتی ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی بعض انگلیوں کو بعض انگلیوں میں ڈال کر وہ منظر عملی طور پر دکھا کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُس پر ستر اژدھے مقرر فرما دیتا ہے۔ اگر کوئی اُن میں سے زمین پر پھونک مار دے، تو کبھی سبزہ نہ اُگے۔ راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ (ترمذی۔ شرح الصدور ص۶۴)

قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

## برتاؤ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنے کسی قریبی عزیز کے جنازہ کے ساتھ قبرستان میں تشریف لے گئے، لوگ میت کو دفن کرنے میں مصروف تھے اور آپ ایک قبر کے کنارے بیٹھے آنسو بہا رہے تھے۔ عرض کیا گیا اے امیر المومنین! آپ تو میت کے وارث ہیں اور دفن کے وقت یہ علیحدگی کیوں، اس کی وجہ کیا ہے؟ اس پر آپ نے فرمایا، مجھے اس قبرستان سے ایک آواز آئی ہے اور کہا ہے اے عمر بن عبدالعزیز! تو مجھ سے یہ کیوں نہیں پوچھتا کہ میں اپنے آنے والوں کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہوں؟ میں نے کہا کہ اے قبر بتا تو اپنے مکینوں کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے؟ تو قبر نے کہا میں میتوں کے کفن پھاڑ دیتی ہوں۔ بدن کے جوڑ جوڑ کو علیحدہ کر دیتی ہوں، خون چوس کر گوشت کھا لیتی ہوں، یہ کہہ کر عمر بن عبدالعزیز رونے لگے۔

Scanned with CamScanner

اور پھر فرمایا: یہ دنیا کی زندگی بہت تھوڑی ہے اور اس کا دھوکہ بہت بڑا ہے جو خدا اور رسول کی مرضی کے خلاف یہاں عزت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے، وہ آخرت میں ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ غلط ذرائع سے دولت جمع کرنے والا آخرت میں فقیر ہوتا ہے۔ اس دنیا میں رہنے والا جوان بہت جلد بوڑھا ہونے والا ہے اور یہاں زندہ رہنے والا بہت جلد مرنے والا ہے۔ اے لوگو! یہ تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے۔

## کہاں گئے؟

وہ تاجر جنہوں نے بڑے بڑے شہروں کو آباد کیا، نہریں نکالیں، پرشکوہ محلات تعمیر کیے، خوبصورت باغات لگوائے۔ مگر خود چند دن رہنے کے بعد دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔ وہ اپنی دولت و صحت سے دھوکہ کھا گئے، گناہوں میں مبتلا ہو گئے۔ خدا کی قسم وہ لوگ دنیا میں مال کے لحاظ سے قابلِ رشک تھے۔ ہزاروں رکاوٹوں کے باوجود انہوں نے دُنیا کو کمایا، خوب کمایا۔ اس دنیا کے حصول کے لیے ساری قوتیں صرف کر ڈالیں، مگر آخر مٹی کے نیچے جا پہنچے، اونچے اونچے محلوں اور نرم نرم گرم بستروں پر سونے والے زیرِ زمین بے یار و مددگار پڑ گئے۔ آج نہ کوئی غلام ہے نہ خادم۔ افسوس صد افسوس اے انسان! جو آج مرتے وقت اپنے بھائی کی آنکھیں بند کر رہا ہے، کسی مرنے والے کو غسل دے رہا ہے، کسی جنازے کے ساتھ چل رہا ہے، کسی کو قبر کے گڑھے کے حوالے کر رہا ہے، کل یہ سب کچھ تجھے بھی پیش آنے والا ہے۔ خواب کی لذتوں سے دھوکہ میں نہ پڑو، موت تیرے اوپر سوار ہے۔ اپنے سفرِ آخرت کو یاد رکھ۔ اس دنیا کی زندگی میں آخرت کے لیے کوئی پونجی جمع کر۔ مولانا غلام رسول عالم پوری رحمۃ اللہ علیہ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا ہے ؎

دلا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
بغیچے چھوڑ کر خالی زمین اندر سمانا ہے
تیرا نازک بدن بھائی جو لیٹے سیج پھولوں پر
ہووے گا ایک دن مُردار جو کرموں نے کھانا ہے



وہ انسان کتنا سخت دل اور بے خوف ہے جسے اپنی آخرت کی یاد نہیں، بڑے بڑے عابد و زاہد اور مجاہد اس قبر کا ذکر کر کے روتے رہے، اس کی سختیوں سے پناہ مانگتے۔

## پہلی منزل

حدیث شریف میں ہے کہ سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے، تو آنکھوں سے اتنے آنسو چلتے کہ داڑھی تر ہو جاتی اور پھر جب آپ سے اس رونے کی بابت دریافت کیا جاتا تو فرماتے کہ رسول نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے،

"قبرِ آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ اگر اس سے نجات ہو گئی، بعد میں آنے والے منازل اس سے آسان تر ہیں اور اگر اس سے ہی نہ بچ سکا، تو بعد میں آنے والی منزلیں اس سے بھی سخت ہیں۔"

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ وَالْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ (ترمذی۔ ابن ماجہ، مشکوٰۃ) صفحہ ۲۶

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے کوئی منظر قبر سے زیادہ وحشت ناک نہیں دیکھا۔

سامعینِ محترم! قبرستان کو دیکھ کر سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہیں، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آبدیدہ ہو جائیں۔ عثمانِ غنی ذوالنورین جامع قرآن ہم زلفِ علی، دامادِ نبی جس نے ساری زندگی اپنی دولت کو اسلام کے لیے وقف کیے رکھا، ہر مشکل موقع پر اسلام کی خدمت کی حتیٰ کہ جن کی جان بھی راہِ خدا میں کام آگئی۔ قیامت کا روز ہوگا، کسی شہید کا خون، مکہ کی پاک بستی میں گرا ہوگا، تو زمین کا ٹکڑا اس شہید کی شہادت کی گواہی دے گا، کسی کی گواہی بدر کی وادی دے گی، کسی کی گواہی بدر کی سرزمین دے گی، کسی کی گواہی تبوک، خیبر اور حنین کا میدان دے گا۔ اے عثمان! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تیری شہادت کی گواہی اللہ تعالیٰ کا قرآن دے گا، اس لیے کہ تیرے خون کا آخری قطرہ قرآن پر گرا۔

سامعین محترم! عثمانِ غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنتی ہونے کی خبر مخبرِ صادق

Scanned with CamScanner

نے ارشاد فرمائی۔ اس کے باوجود وہ قبر کے منظر کو دیکھ کر روتے اور داڑھی تر ہو جاتی اور ایک ہم ہیں، میت کو لحد میں اتارا جا رہا ہے اور ہم ایک طرف کھڑے بڑے اطمینان سے سگریٹ پی رہے ہیں۔ ہمارے دل کی سختی کا یہ عالم ہے کہ ہم اپنے عزیز بھائی اور باپ کو دفن کر کے گھر پہنچ کر دری بچھا کر بیٹھ جاتے ہیں اور تعزیت کرنے والوں کے لیے حقہ تازہ کرتے ہیں، ایک دو اخبار لا کر رکھ دیئے جاتے ہیں، حقہ پینا، اخبار پڑھنا اور ادھر ادھر کی فضول باتیں کرنا، سیاست بازی میں مشغول ہونا وطیرہ بن گیا ہے، حالانکہ یہ وہ مقام ہے، جہاں پر بیٹھ کر مرنے والے کے لیے دعائے مغفرت اور اپنی آخرت کو یاد کرنا چاہیے۔ جسم سے رُوح کا نکلنا کوئی آسان کام نہیں، موت کوئی معمولی چیز نہیں۔ ایک دن ہم پر بھی یہ وقت آنے والا ہے اور یہ جامِ فنا ہم نے بھی پینا ہے۔

آج اگر کسی شخص کی انگلی کا تھوڑا سا حصہ الگ کیا جائے، تو اس کی تکلیف کتنی ہوتی ہے، تو جس کے سارے جسم سے جان نکالی جائے، اسے کتنی تکلیف ہو گی۔

## موت کی سختی

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں موت کے متعلق پوچھا گیا تو

فَقَالَ جَبْذَاتُ الْمَوْتِ بِمَنْزَلَةِ مِائَةِ ضَرْبَةٍ بِالسَّيْفِ ۔ فرمایا موت کی سختی سو، چوٹ تلوار کی مثل ہے۔ (شرح الصدور ص ۱۲)

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے موت کی سختی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا، موت تین سو تلواروں کے واروں سے شدید ہے۔

حضرت علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ایک ہزار تلوار کی چوٹیں میرے نزدیک بستر پر مرنے سے بہتر ہیں۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے موت کے



متعلق پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا "بیری کے درخت کی شاخ ہر رگ سے لگ گئی ہو اور اور پھر اس کو کوئی کھینچے، یہ موت کی آسان تر تکلیف ہے۔"

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، موت دنیا و آخرت کی سب تکلیفوں سے زیادہ سخت ہے۔ وہ دیگ میں پکا دینے سے زیادہ سخت ہے۔ وہ جسم پر آرے کے چل جانے سے زیادہ سخت ہے۔ وہ قینچیوں سے کتر دینے سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔ اگر مردے قبر سے اٹھ کر مرنے کی تکلیف بیان کریں، تو کوئی بھی شخص دنیا میں لذت سے وقت نہ گزارے، نہ ہی میٹھی نیند سوئے۔

## مُردہ زندہ ہو گیا

سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے چند لوگ قبرستان میں گئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ دو رکعت نوافل ادا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کریں ——— کہ وہ کسی فوت شدہ کو زندہ کر دے جو ہم کو مرنے کی کیفیت بیان کرے، چنانچہ انہوں نے جب ایسا کیا، تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے ایک مُردہ کو زندہ کر دیا۔ وہ کالے رنگ کا ایک شخص تھا اور اُس کی پیشانی پر سجدے کے نشان تھے۔ وہ کہنے لگا، تم نے مجھے کیوں پریشان کیا؟ مجھے فوت ہوتے سو سال گزر چکا ہے۔

فَمَا سَكَنَتْ عَنِّيْ حَرَارَةُ الْمَوْتِ ۔ مگر مرنے کی تکلیف اب تک میرے بدن میں ہے۔ (شرح الصدور ص ۱۲)

ایک اور روایت میں ہے کہ سیدنا کلیم اللہ علیہ السلام نے فرمایا، مرنے کی سختی کا عالم یہ ہے جیسے زندہ بکری کی کھال اتاری جا رہی ہو۔

سامعینِ محترم! انسان بے خوف و خطر اپنے دنیاوی کاموں میں مصروف ہے جیسے اُس نے ہمیشہ ہمیشہ یہاں رہنا ہے۔ اس دنیا میں نفسانی خواہشات کی تکمیل میں ہمہ تن مشغول ہے حرص و ہوس دُنیا کے مال کی فریب کاریوں نے اسے مالک کی حضوری سے دُور کر رکھا ہے۔ اے انسان! ہوش کر۔ وقت بہت تھوڑا ہے، اس میں آخرت کے لیے کوئی پونجی اکٹھی کر جو موت کی سختیوں، قبر کی

Scanned with CamScanner

وحشتوں، حشر کی گرمی کے وقت تیرے کام آسکے۔

**نصیحت** سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میت کو چارپائی پر لٹا کر تین قدم چلا جاتا ہے، تو وہ کلام کرتی ہے۔ انسان و جن کے علاوہ جو چاہے اُس کی بات کو سُن سکتا ہے مرنے والا کہتا ہے، اے میرے دوستو، اے میری میت اُٹھانے والو!

| | |
|---|---|
| لَا تَغُرَّنَّكُمُ الدُّنْيَا كَمَا غَرَّتْنِيْ | دنیا تم کو دھوکے میں نہ ڈال دے جیسے مجھے |
| وَلَا يَلْعَبَنَّ بِكُمُ الزَّمَانُ كَمَا | ڈالا ہے اور زمانہ تم سے کھیل نہ کرے جیسے |
| لَعِبَ بِيْ خَلَّفْتُ مَا تَرَكْتُ | مجھ سے کیا ہے۔ جو کچھ میرے پاس تھا وہ |
| لِوَرَثَتِيْ وَالدَّيَّانُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ | وارثوں کے لیے چھوڑ دیا اور قرض لینے والا |
| يُخَاصِمُنِيْ وَيُحَاسِبُنِيْ | قیامت کے دن مجھ سے جھگڑا کرے گا اور |
| (شرح الصدور صــــ) | حساب کرے گا۔ |

ایک اور روایت میں ہے کہ ملائکہ جنازے کے آگے آگے یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے آگے کے لیے کیا کیا؟ اور لوگ کہتے ہیں کہ اس نے ہمارے لیے کیا چھوڑا۔

سامعینِ محترم! یہ زندگی کا سورج ایک دن غروب ہونے والا ہے، اس کے لیے شباب میں ہی کچھ سامانِ آخرت کے لیے اکٹھا کر لیا جائے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے،

| | |
|---|---|
| اِذَا دُخِلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ مُثِّلَتْ | جب میت قبر میں داخل کی جاتی ہے تو اس |
| لَهُ الشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوْبِهَا (مشکوٰۃ) | کو سورج غروب ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے |

عارف کھڑی شریف اس کی ترجمانی ایسے فرماتے ہیں ؎

لوئے لوئے بھر لے کڑیے جے تدھ بھانڈا بھرناں
شام پئی بن شام محمد گھر جاندی نے ڈرناں



# سَفرِ آخرت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ اَجْمَعِيْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِيْم وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ الْاَمِيْن ○

چار دہاڑے دا ایہہ ساہ، ایہدا کیوں دم بھرنا ایں
جیہڑی دولت نال نئیں جانی اوہ اکٹھی کیوں پیا کرنا ایں
جیہڑی اک دن چھڈنی پینی اوہدی خاطر کیوں مرنا ایں
اعظم جنھے وفا نئیں کرنی، اوہدے نال پیار کیوں کرنا ایں

---

ایہہ دنیا نئیں منزل ساڈی، ساڈے دور دراز بسیرے
تک فلک سب بیٹھاں وسدے ساڈی دنیا ہور اُتیرے
لاہوتی پرواز اساڈی، ساڈے رُتبے بہت اُچیرے
اعظم اصل مقام اور ساڈا جتھے ذات قدیم دے ڈیرے

---

سامعین کرام! میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید میں سے ایک آیتِ مقدسہ تلاوت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

| | |
|---|---|
| وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰکُمْ | اور جو رزق ہم نے تم کو دیا ہے۔ اس میں |
| مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَکُمُ | سے پہلے خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کو موت |
| الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ | آجائے، تو پھر کہے اے میرے رب کہ تو |
| اَخَّرْتَنِیْٓ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ | نے مجھے تھوڑی سی مہلت کیوں نہ دی تاکہ میں |
| فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ | خیرات کرلیتا اور نیکوں میں ہوتا۔ |

(پ ۲۸، ع ۱۴)

اس آیۂ مبارکہ میں اللہ رب العالمین جل وعلا نے تاجدارِ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلاموں سے فرمایا کہ تم ہماری دی ہوئی نعمتیں جان، مال اور اولاد سے خرچ کرو، اس وقت سے پہلے کہ تمہیں موت آجائے۔ پھر تم رب تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کرو، اے اللہ! ہمیں تھوڑی سی مہلت دے دے، زندگی کے چند لمحات اور دے دے تاکہ میں انہیں غنیمت جان کر کچھ خیرات کرلوں اور تیری راہ میں جان و مال پیش کرکے نیکوں میں ہوجاؤں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے اس وقت تو چاہے گا کہ تجھے مہلت دے دی جائے تاکہ کچھ نیک کام کرسکے۔ تو ابھی اس سانس کی دولت کو ضائع نہ کر اور زندگی کے اس قیمتی حصہ میں کوئی نیک عمل اختیار کر تاکہ تیری آخرت بہتر ہوسکے، وگرنہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے:

| | |
|---|---|
| وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ | اور جب کسی کی موت آجاتی ہے تو خدا اس کو |
| اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ | ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو |
| | اللہ اس سے خبردار ہے۔ |

(پ ۲۸ - ع ۱۴)

جب پیامِ اجل آئے گا تو اس وقت ایک ساعت کی بھی مہلت نہیں ملے گی خوش نصیب ہے وہ جس کو عمرِ طویل اور عملِ صالح کی توفیق ملی ہو۔



## بہتر کون

ایک شخص نے حضور سید المرسلین تاجدارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، سب سے بہتر کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| مَنْ طَالَ عُمُرُهٗ وَحَسُنَ عَمَلُهٗ | جس کی عمر لمبی ہو اور عمل اچھا ہو |

(ترمذی، شرح الصدور ص ۳)

پھر عرض کی گئی سب سے برا کون ہے؟ تو فرمایا:

| | |
|---|---|
| طَالَ عُمُرُهٗ وَسَاءَ عَمَلُهٗ | جس کی عمر لمبی ہو اور عمل برا ہو |

## نیک عمل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دو شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے، پھر ان میں سے ایک تو شہید ہوگیا اور دوسرا ایک سال تک زندہ رہا اور پھر فوت ہوگیا۔ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ بعد میں مرنے والا شہید سے پہلے جنت میں داخل ہوگیا۔ صبح کو یہ واقعہ بارگاہِ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں عرض کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| اَلَیْسَ قَدْ صَامَ بَعْدَهٗ | تو کیا اس نے اس کے بعد ایک رمضان کے |
| رَمَضَانَ (ترغیب شرح الصدور ص ۳) | روزے نہ رکھے تھے۔ |

سامعینِ محترم! لمبی عمر ہو اور عمل نیک ہوں، تو یہ بڑی عظمت ہے۔ عمل صالح مالک کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اے کالی کملی والے آقا کے غلام، وقت غنیمت ہے، اس کو ضائع نہ کر۔

سدا نہ باغیں بلبل بولے، سدا نہ موج بہاراں
سدا نہ ماں، پیو، حسن، جوانی، سدا نہ سنگت یاراں

## اذان نہیں آتی

جب مسلمانوں کے گھر بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر پڑھی جاتی ہے کتنے افسوس کی

بات ہے گھر میں بچہ پیدا ہوتا ہے تو آدھی رات کو مولوی صاحب کا دروازہ کھٹکھٹایا جارہا ہے کہ وہ آئیں اور بچے کے کان میں اذان کہیں۔ گھر میں کسی کو اذان نہیں آتی۔

آج میرے جوان کو فلمی گانے تو یاد ہیں، مگر اذان یاد نہیں۔ شادیوں میں برسرِ عام بھنگڑا ڈالنے اور گانے، گانے میں کوئی شرم نہیں آتی، مگر اذان پڑھنے، مصطفےٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت شریف کا پڑھنے کو کہا جائے تو برملا کہہ دیا جاتا ہے کہ مولوی صاحب ہمیں شرم آتی ہے میرے بھائی! تجھے اذان پڑھنے میں جھجک محسوس نہیں ہونی چاہیئے، اس لئے کہ اذان دینا تو شہزادۂ علی اکبر کی سنت ہے، حضرت بلال حبشی، حضرت عبداللہ ابن مکتوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی سنت ہے۔ اذان سے شہید کربلا کی رُوح راضی ہوگی، مصطفےٰ کریم خوش ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی۔

بہرحال جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اُس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر سنائی جاتی ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ اذان اور تکبیر جماعت سے پہلے ہوتی ہے۔ تکبیر اور جماعت کے درمیان کوئی لمبا وقفہ نہیں ہوتا۔ مسلمان کے گھر پیدا ہونے والے بچے کو اذان اور تکبیر سنا کر یہ بتایا جاتا ہے کہ اے دنیا میں آنے والے چند روزہ مسافر! تیری اذان بھی ہو چکی، تیری تکبیر بھی پڑھی جا چکی اور اب جماعت تیار ہے۔ تکبیر اور جماعت کے درمیان تھوڑا سا وقفہ ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا جب میت پر نمازِ جنازہ پڑھی جاتی ہے تو وہاں اذان اور تکبیر نہیں ہوتی، اس لیے کہ وہ تو پہلے ہی پڑھی جا چکی ہے۔

بچہ پیدا ہوتا ہے تو رُوتا ہے، دیکھنے والے خوشیاں مناتے ہیں۔ اے انسان! ایسے عمل اختیار کر، جب تو اس دارِ فانی سے کوچ کرے، تو تیرے دیکھنے والے رو رہے ہوں اور تیرے لبوں پر مسکراہٹ ہو۔

نشانِ مردِ مومن، با تو گویم!
چو مرگ آید تبسم برلبِ اوست



سامعین کرام! زندگی بہت مختصر ہے، نفسانی خواہشات بے شمار ہیں۔ نفسِ امّارہ قدم قدم پر انسان کو برائی کے راستے پر چلنے کے لیے اُکسا رہا ہے۔ شیطان اس کو زندگی کی درازگی اور ہمیشگی کا یقین دلانے کے لیے انتھک کوشش میں مصروف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جوان بے فکری سے گناہ کی زندگی بسر کر رہا ہے کہ اُس کا خیال ہے کہ اُس کی زندگی کا کافی سرمایہ موجود ہے، اُسے بوڑھا ہونے میں زندگی کا کافی حصّہ گزارنا ابھی باقی ہے۔ بوڑھا ناتواں بھی فانی زندگی کی آس و اُمید میں کہتا ہے کہ ابھی نہ جانے کتنی باقی ہے۔ تو اے جوان! تیرا بوڑھا ہونا یقینی نہیں ہے، کیا پتہ کہ کب پیامِ اجل آجائے، یہ تیری جوانی قبر کے حوالے ہو جائے اور تو کفِ افسوس ملتا ہوا اس دارِ فانی سے خالی ہاتھ رخصت ہو جائے۔ موت کے فرشتے کو کسی کی رُوح قبض کرنے کے لیے عمر، جوانی، بڑھاپے کی کوئی پابندی نہیں۔ وہ مالک کے حکم کا پابند ہے۔ جب کسی کی اجل کا وقت آتا ہے تو وہ اپنا فرض ادا کر دیتا ہے۔ وہ اللہ ربّ العزت کے حکم کے مطابق ماں کی گود سے ننھے سے بچے کی رُوح قبض کر لیتا ہے، وہ ہنستے کھیلتے پھول جیسے مسکراتے بچوں کی رُوح قبض کر لیتا ہے۔ وہ بہنوں سے بھائیوں کو جدا کر دیتا ہے۔

## ملک الموت کی آمد

شرح الصدور میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نقل فرمائی ہے کہ جنابِ ملک الموت دن میں تین مرتبہ لوگوں کے چہروں کو دیکھتے ہیں جس کی عمر پوری ہو جاتی ہے، اُس کی رُوح قبض فرما لیتے ہیں اور گھر والے رونے لگتے ہیں، تو ملک الموت دروازے کی چوکھٹ پکڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور فرماتے ہیں، میں نے تمہارا کوئی قصور نہیں کیا، میں تو اللہ تعالیٰ کے حکم کا پابند ہوں نہ میں نے اس کا رزق کھایا اور نہ ہی میں نے اس کی عمر کو کم کیا۔

وَاِنَّ لِیْ فِیْکُمْ لَعَوْدَۃً ثُمَّ عَوْدَۃً حَتّٰی لَآ اُبْقِیَ مِنْکُمْ اَحَدً
اور مجھے تمہارے پاس بار بار آنا ہے حتیٰ کہ تم میں سے کوئی بھی باقی نہ رہے گا۔

اے جوان! اپنی جوانی کو غنیمت جان اور اس میں نیک کمائی کر۔ اور اے بوڑھے! اپنے

بڑھاپے کو سمجھ، یہ بڑھاپا تیری زندگی کے اختتام کا پیغام ہے اور یہ ضعیفی و ناتوانی ملک الموت کے قاصد ہیں۔

## قاصد

شرح الصدور میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت فرمائی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عزرائیل علیہ السلام سے فرمایا کیا تمہارا، کوئی قاصد نہیں، جنہیں تم اپنے آنے سے پہلے بھیج دو تاکہ لوگ ڈر جائیں، تو ملک الموت علیہ السلام نے عرض کیا خدا کی قسم میرے بہت قاصد ہیں، مثلاً بیماریاں، بڑھاپا، کانوں اور آنکھوں کا متغیر ہو جانا، یعنی انسان پر بڑھاپے کا آنا بیماریوں اور تکلیفوں میں مبتلا ہونا، کانوں سے سننے کی قوت کا کمزور ہونا، آنکھوں سے بینائی کا کم ہونا، یہ سب اس بات کا پیام ہیں کہ اجل کا فرشتہ آنے والا ہے۔ بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اُٹھ جاگ فریدا سُتیا تیری داڑھی آیا بھور
تیرا اگا نیڑے آگیا، تیرا پچھا رہ گیا دُور

سامعینِ محترم! انسان کا بوڑھا ہو جانا، بیماریوں کا آنا، ملک الموت کے آنے کا اطلاع نامہ ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ انسان جو مرنے سے پہلے اپنے مالک و خالق کو راضی کر کے اس جہانِ فانی سے رخصت ہوتے ہیں۔ حضرتِ ملک الموت علیہ السلام نے بارگاہِ مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جو لوگ میرے قاصدوں کے پیام پہنچا دینے کے بعد بھی نہیں ڈرتے اور نصیحت حاصل نہیں کرتے، تو میں ان کی رُوح قبض کر کے انہیں کہتا ہوں!

اَلَمْ اَقْدِمْ اِلَیْكَ رَسُوْلًا بَعْدَ رَسُوْلٍ وَنَذِیْرًا بَعْدَ نَذِیْرٍ فَاَنَا الرَّسُوْلُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدِیْ رَسُوْلًا وَاَنَا النَّذِیْرُ لَیْسَ بَعْدِیْ نَذِیْرًا (شرح الصدور صلا)

اے انسان! کیا میں نے تیری طرف پے در پے قاصد نہیں بھیجے اور ایک ڈرانے والے کے بعد دوسرا ڈرانے والا نہیں بھیجا، اب میں وہ آنے والا ہوں جس کے بعد کوئی قاصد نہیں، میں ڈرانے والا ہوں کہ جس کے بعد کوئی ڈرانے والا نہیں۔



سامعینِ محترم! ملک الموت کی شکل و شباہت اور اُس کی ہیبت ناک آواز اگر لوگ سُن لیں، تو حضرتِ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ مرنے والے پر رونے کی بجائے اپنے آپ پر رونے لگ جائیں (شرح الصدور ص۱۸)

ملک الموت کی ڈراؤنی شکل کو دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی برداشت نہ کر سکے

## ملک الموت کی شکل

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا مجھے اپنی وہ صورت دکھاؤ جس میں تم کفار و فجار کی رُوحوں کو قبض کرتے ہو تو ملک الموت نے عرض کیا کہ آپ دیکھنے کے متحمل نہیں ہو سکیں گے۔ آپ کے اصرار پر ملک الموت نے کہا آپ اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیجئے۔ پھر کہا اچھا اب میری طرف دیکھئے۔ اب جو دیکھا تو ایک سیاہ شخص جس کے سر میں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے اور کانوں میں سے بھی آگ نکل رہی تھی۔ یہ حال دیکھ کر آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ اب جو دیکھا تو آپ اپنی پہلی شکل میں موجود تھے۔ آپ نے پھر ملک الموت سے فرمایا اگر کافر کو فقط تمہاری شکل دیکھنے کی ہی تکلیف برداشت کرنی ہو تو یہی بہت بڑی سزا ہے۔

حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اب مجھے اپنی وہ شکل دکھایئے جس میں مومنین و صالحین کی ارواح قبض کرتے ہو۔ فرشتے نے کہا ذرا منہ دوسری طرف کیجیے۔ اب جو آپ نے دیکھا، تو آپ کے سامنے ایک حسین و جمیل نوجوان کھڑا تھا، جس کا جسم مہک رہا تھا جس کا لباس سفید تھا۔ فرمایا اگر مومن کو بوقتِ وصال تیری یہ شکل ہی دکھا دی جائے تو اُس کے لیے یہی کافی ہے۔ (شرح الصدور ص۱۸)

سامعینِ محترم! آپ نے سماعت فرمایا کہ ملک الموت علیہ السلام نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اپنی دونوں حالتیں دکھا دیں کہ وہ اللہ کے دوستوں کی ارواح کس شکل میں قبض کرتے ہیں اور دشمنانِ خدا کی رُوحوں کو کس شکل میں قبض کرتے ہیں۔

بعض لوگ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ پڑھ کر کہتے ہیں کہ سب نے مرنا ہے کیا بُرے کیا نیک، کیا ولی کیا غوث، کیا قطب، کیا ابدال اور کیا نبی و رسول سبھی نے موت کا پیالہ پیا اور پینا ہے اور وہ سب کے . . مرنے کو برابر جانتے ہیں، تو یاد رکھو موت کا ذائقہ ہر نفس نے چکھا اور چکھے گا، مگر اس دارِ فانی سے رُخصتی کا حال سب کا ایک جیسا نہیں ہوتا۔ کچھ بدنصیب وہ ہیں، جن کی رُوح بڑی سختی سے قبض ہوتی ہے اور کچھ صاحبِ عظمت وجلال اور بلند پایہ ایسی ہستیاں ہیں، جن کی رُوح بڑی آسانی اور پُر وقار طریقہ سے قبض ہوتی ہے اور ملک الموت علیہ السلام بھی اُن کے مطیع و فرماں بردار ہوتے ہیں اور بغیر اُن کی اجازت کے اُن کی رُوحِ پُر فتوح کو قبض نہیں کرتے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

### آنکھ پھوڑ دی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے ملک الموت لوگوں کے پاس کھُلّم کھُلّا آیا کرتے تھے، لیکن جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے تھپیڑ مار کر اُس کی ایک آنکھ پھوڑ ڈالی، تو وہ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے اللہ تعالیٰ تیرے بندے موسیٰ علیہ السلام نے میری آنکھ پھوڑ دی ہے۔ اگر وہ مقرب نہ ہوتے تو میں اُن پر سختی کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جاؤ میرے بندے سے کہو کہ وہ اپنا ہاتھ بیل کی پیٹھ پر رکھ دیں، اُن کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آجائیں گے، ہر بال کے بدلے اُن کی عمر میں ایک سال کا اضافہ کر دیا جائے گا۔ ملک الموت نے یہ پیغام دے دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ عرض کیا موت! فرمایا اگر موت ہی ہے تو پھر ابھی سے رُوح قبض کر لو۔ چنانچہ ملک الموت علیہ السلام نے اُن کو سُونگھا تو اُن کی رُوح قبض ہوگئی۔ ادھر حضرت عزرائیل علیہ السلام کو بارگاہِ خداوندی سے آنکھ دوبارہ عطا ہوگئی۔ بس اُس دن کے بعد حضرت عزرائیل علیہ السلام چھُپ کر آنے لگے اور بارگاہِ نبوت میں بلا اجازت حاضر نہ ہوتے۔ (شرحِ الصدور صـ۲۰)



### رُوحِ خلیل علیہ السلام

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرشتوں نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ! تیرے بندے ابراہیم علیہ السلام کو موت سے بہت ڈر لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ان سے کہہ دو کہ جب دوستوں کو ملے ہوئے عرصہ گزر جاتے تو ایک دوسرے کے مشتاق ہو جاتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب یہ اطلاع ملی تو عرض کی مولا کریم میں تیری ملاقات کا مُشتاق ہوں۔

فَاَعْطَاهُ رَيْحَانَةً فَشَمَّهَا فَقُبِضَ فِيْهَا رُوْحُهٗ
پس ایک پھول انہیں عطا کیا اور ابراہیم نے اُس کو سُونگھا اور اُس کے سونگھنے میں ہی رُوح قبض ہوگئی۔ (شرح الصدور صـ۲۰)

### رُوحِ داؤد علیہ السلام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام بڑے باغیرت تھے، جب گھر سے باہر تشریف لے جاتے، تو دروازوں کو تالے لگا کر جاتے تاکہ کوئی گھر میں داخل نہ ہوسکے۔ ایک دن واپس تشریف لائے تو دیکھا گھر میں ایک شخص کھڑا ہے۔ آپ نے پوچھا تم کون ہو؟ اُس نے کہا: میں وہ ہوں جو شاہوں سے نہیں ڈرتا، کوئی حجاب میرے لیے حجاب نہیں۔ داؤد علیہ السلام نے فرمایا، واللہ تم ملک الموت ہو، میں تم کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ آپ نے کمبل کو اوڑھا اور آپ کی رُوح قبض ہوگئی۔

(شرحِ الصدور صـ۲۰)

### رُوحِ سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے روز حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضرِ خدمت ہوئے اور مزاج پُرسی کی تو آپ نے فرمایا کہ میں بے چین اور مغموم ہوں، اتنے میں ملک الموت علیہ السلام نے حاضری کی اجازت طلب کی۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ ملک الموت حاضری کی اجازت طلب کرتے ہیں

آپ سے پہلے اُس نے کسی سے اجازت طلب نہیں کی اور نہ ہی آپ کے بعد کسی سے اجازت چاہیں گے۔ آپ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ وہ حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے کھڑے ہوئے اور عرض کی اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں آپ کی فرمانبرداری بجالاؤں اگر آپ فرمائیں تو آپ کی رُوح قبض کرلوں اگر نہ چاہیں تو نہ قبض کروں۔ آپ نے فرمایا: اے ملک الموت کیا تم اس پر مامور ہو؟ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ آپ نے فرمایا ملک الموت تم اللہ تعالیٰ کا حکم بجالاؤ، چنانچہ انہوں نے رُوح قبض کرلی۔ (شرح الصدور صنہ۲۰)

## ولی کی رُوح

حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ملک الموت میرے دوست کے پاس جاؤ اور اُسے لے کر آؤ۔ اس لیے کہ میں نے اُسے رنج و راحت دونوں طرح آزمایا ہے اور اُسے اپنی رضا کے مطابق پایا۔ میں چاہتا ہوں کہ اُسے دُنیا کے غموں سے نجات بخشوں، تو ملک الموت پانچ سو ملائکہ کی جماعت کے ہمراہ چلتے ہیں۔ اُن کے ساتھ جنتی خوشبو والے کفن اور پھولوں کی شاخیں ہوتی ہیں، جن سے طرح طرح کی خوشبوئیں آتی ہیں اور یہ بیسیوں رنگوں کی ہوتی ہیں۔ اُن کے پاس مشک میں لپٹا ہوا سفید ریشم ہوتا ہے، تو ملک الموت فرشتوں کے ہمراہ بیٹھ جاتے ہیں۔ ہر فرشتہ اپنا ہاتھ اُس کے ایک ایک عضو پر رکھ لیتا ہے اور مشک میں بسے ہوئے ریشم کو اُس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھ دیا جاتا ہے اور دروازہ جنت کی طرف کھول دیا جاتا ہے۔ اب اُس کے دل کا میلان جنت کی طرف ہوتا ہے۔ کبھی ازواجِ مطہرہ کی جانب، کبھی لباس کی طرف اور کبھی پھلوں کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ جیسے روتے ہوئے بچے کا دل گھر والے بہلاتے ہیں، اسی طرح اُس کا دل بہلایا جاتا ہے۔ اس کی جنتی ازواج اس وقت خوش ہورہی ہوں گی، اُس کی رُوح قالب میں پھڑکنے لگتی ہے۔ فرشتہ کہتا ہے اے پاک نفس! اچھے درختوں کے گھنے سائیوں میں چلتے ہوئے پانیوں کی طرف چل۔



## شفقت

ملک الموت ولی اللہ پر ماں سے زیادہ شفقت کرتا ہے، وہ جانتا ہے کہ یہ روح اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہے، تو وہ اس روح پر نرمی کرکے خدا تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے، پس اُس کی رُوح اس طرح نکالی جاتی ہے جس طرح آٹے سے بال۔ آپ نے فرمایا ادھر اُس کی رُوح نکلتی ہے۔ ادھر تمام فرشتے کہتے ہیں:

سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (پ۱۴-ع۹)

سلامتی ہو تم پر بدلہ تمہارے صبر کا تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا۔

دوسرے مقام پر فرمایا

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ۝ (پ۲۷ - ع۱۶)

اگر مومن ہے، تب تو راحت اور خوشبوئیں ہیں اور پُر نعمت جنتیں ہیں۔

## مُبارکبادی

جب ملک الموت اُس کی رُوح نکالتے ہیں، تو رُوح جسم کو مبارک باد دیتی ہے اور کہتی ہے:

تو مجھ کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف جلدی جلدی لے جاتا تھا اور گناہوں سے دُور رکھتا تھا، تو آج تجھے مبارک ہو کہ تو نے خود بھی نجات پائی اور مجھے بھی نجات دلائی۔ چنانچہ جسم بھی رُوح کو یہی کچھ کہتا ہے۔

اور زمین کے وہ حصے جن پر نیک بندہ عبادت کرتا تھا، وہ اُس کے لیے روتے ہیں اور ہر وہ آسمانی دروازہ جس سے اُس کا عمل خیر اوپر جاتا تھا اور جس دروازے سے اُس پر رزق نازل ہوتا تھا، چالیس روز تک روتا ہے۔

جب اس نیک بندے کی رُوح نکل جاتی ہے، تو پانچ سو فرشتے اُس کے پاس کھڑے ہوجاتے ہیں۔ جب انسان کو پہلو پر لٹایا جاتا ہے، تو فرشتے اسے پہلے ہی لٹا دیتے ہیں اور انسانوں کے کفن سے پہلے ہی اسے کفن پہنا دیتے ہیں اور اُن کی خوشبو سے پہلے خوشبو لگا دیتے

Scanned with CamScanner

ہیں اور اُس کے گھر سے لے کر قبر کے دروازے تک فرشتوں کی دونوں طرف دو قطاریں کھڑی ہو جاتی ہیں اور اُس کے لیے استغفار کرتی ہیں۔ اس وقت شیطان اس قدر زور سے چیخ کر اپنے لشکر سے کہتا ہے کہ خرابی ہو تمہارے لیے، ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس بندے نے کیسے نجات پائی، وہ کہتے ہیں یہ تو گناہوں سے بچا ہوا ہے۔" (شرح الصدور)

سامعینِ محترم! انسان کی روح جب قفسِ عنصری سے پرواز کر جاتی ہے، تو مومن کو غسل دینا، اس کا جنازہ پڑھنا، اُس کو دفن کرنا اہلِ اسلام پر لازم اور ضروری ہے۔ غور کر لے مسلمان وہ وقت کیسا مشکل ہوگا، جب مرنے والے کے کپڑے اتار لیے جاتے ہیں۔ انسان جو میری میری کرتا زندگی کی سرحد پار کر جاتا ہے، آج کتنا بے بس ہے نہ مال اس کا رہا، نہ جائیداد نے اس کا ساتھ دیا، حتیٰ کہ تن کے کپڑے بھی اتار لیے گئے۔ اگر چاندی کا ایک چھلہ بھی انگلی میں ہو تو وہ بھی اتار لیا جاتا ہے۔ اب غسّال اسے غسل دینے میں مصروفِ کار ہوتا ہے تو یہ اس کو پہچانتا ہے، مگر اُس کو کچھ کہہ نہیں سکتا۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الصدور شریف میں حدیث نقل فرمائی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت اپنے غسل دینے والے، اٹھانے والے، کفن دینے والے اور قبر میں اتارنے والے کو پہچانتی ہے۔

سامعینِ محترم! میت کو غسل دے کر کفن پہنا کر نمازِ جنازہ پڑھنے کے بعد قبر میں منوں مٹی تلے دفن کر دیا جاتا ہے۔ اُس کے دنیاوی زندگی کے دوست عزیز رشتہ دار اسے تنِ تنہا قبر میں لٹا کر اور مٹی ڈال کر واپس گھر لوٹ جاتے ہیں۔

سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰی عَنْهُ اَصْحَابُهٗ اِنَّهٗ یَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ (بخاری، مشکوٰۃ ص۲۴، ج۱ ص۱۷۸)

بندے کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی لوٹتے ہیں، تو وہ ان کے جوتوں کی آہٹ بھی سنتا ہے۔



## نکیرین

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میت کو دفن کیا جاتا ہے تو اُس کے پاس دو سیاہ رنگ والے، نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں۔ ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص۲۵)

سامعینِ کرام! یہ دو فرشتے ہر قبر میں، ہر مرنے والے کے پاس حساب کے لیے آتے ہیں، تو آپ کو معلوم ہے کہ ایک وقت میں ہزاروں انسان قبروں میں دفن کیے جاتے ہیں اور یہ ہر ایک کے پاس پہنچتے ہیں۔ تو اگر نکیرین ایک وقت میں ہزاروں مقامات پر حاضر ہو سکتے ہیں، تو ـــــــ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ایک وقت میں متعدد مقامات پر حاضر ہو سکتے ہیں۔

حضراتِ گرامی! حضور سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبر میں آنے والے فرشتوں کے سوالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ نکیرین مرنے والے سے پوچھتے ہیں

فَیَقُوْلَانِ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ؟ فَیَقُوْلُ رَبِّیَ اللّٰهُ۔ فَیَقُوْلَانِ لَهٗ مَا دِیْنُكَ؟ فَیَقُوْلُ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ۔ فَیَقُوْلَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْكُمْ؟ فَیَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (مشکوٰۃ ص۲۵)

تو اس سے کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ تو اس سے کہتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ یہ صاحب کون ہیں جو تم میں بھیجے گئے ہیں؟ تو وہ کہتا ہے یہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

سامعینِ محترم! آج دنیا میں کسی امتحان کا پرچہ طالب علم کو امتحان سے پہلے حاصل ہو جائے تو وہ امتحان میں سو فیصد نمبر حاصل کر لیتا ہے اور اگر امتحان لینے والے بورڈ کو پتہ چل جائے کہ یہ پرچہ امتحان سے پہلے ہی امتحان دینے والوں کے پاس پہنچ گیا ہے تو وہ منسوخ ہو جاتا ہے ـــ یہ صدقہ ہے حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کہ قبر میں ہونے والے امتحان

کے سوالات ہمیں پہلے بتا دیئے گئے ہیں اور اللہ رب العزت نے ان سوالوں کو تبدیل نہیں فرمایا۔ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں امتحان کے سوال بھی بتا دیئے اور جواب بھی سکھا دیئے ہیں اور اب جو امتحان کی تیاری نہ کرے، اُس جیسا بدنصیب کون ہو سکتا ہے؟

مومن جب نکیرین کے سوالات کے درست جواب دے دیتا ہے، تو منکر نکیر کہتا ہے تو نے سچ کہا۔ پھر اُس کو قبر میں رکھ کر چاروں طرف سے فراخ کر دیں گے۔ پھر اُس سے کہیں گے کہ ذرا اوپر دیکھ، اب جو دیکھے گا تو جنّت کا دروازہ کھلا ہو گا، منکر نکیر کہیں گے کہ اے اللہ کے ولی تیرا جنّت میں یہ مقام ہے، اس لیے کہ تو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کیا کرتا تھا۔

## راحت

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخدا مومن کو اس وقت ایسی فرحت ہو گی کہ اسے کبھی نہیں بھولے گا، اب اُسے کہا جائے گا کہ نیچے کی جانب دیکھ، تو جہنم کی طرف ایک دروازہ کھلا ہو گا۔ وہ دونوں فرشتے کہیں گے اے اللہ کے ولی، تو نے اس سے نجات پالی۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهٗ لَتَصِلُ اِلٰى قَلْبِهٖ فَرْحَةٌ لَا تَرْتَدُّ اَبَدًا وَيُفْتَحُ لَهٗ سَبْعَةٌ وَّسَبْعُوْنَ بَابًا اِلَى الْجَنَّةِ وَيَاْتِيْهِ رِيْحُهَا وَبَرْدُهَا حَتّٰى يَبْعَثُهُ اللّٰهُ مِنْ قَبْرِهٖ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اُس کو ایسی خوشی ہو گی، جو کبھی ختم نہ ہو گی۔ اُس کے لیے جنّت کے ستتر دروازے کھول دیئے جائیں گے اور جنّت کی ٹھنڈک اور خوشبوئیں آئیں گی۔ یہاں تک کہ اُس کو حشر کے دن قبر سے اُٹھایا جائے گا۔

(شرح الصّدور ص ۲۴)

## استقبال

ملک الموت اُس کی رُوح آسمان پر پہنچاتے ہیں، تو جبریل علیہ السلام اُس کا استقبال کرتے ہیں اور ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ ہوتے ہیں



ہر فرشتہ اُس کو بشارت دیتا ہے۔

جب ملک الموت اُس کی رُوح کو عرش کے پاس پہنچاتے ہیں، تو وہ خدا تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں سجدہ ریز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرماتا ہے:

اِنْطَلِقْ بِرُوْحِ عَبْدِيْ فَضَعْهُ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ وَّمَاءٍ مَّسْكُوْبٍ۔

میرے بندے کی رُوح کو لے کر سرسبز شاداب درختوں اور بہتے ہوئے پانی میں رکھ دو۔

## اعمال کا ساتھ

جب اُسے قبر میں رکھا جاتا ہے، تو نماز اس کے دائیں طرف آتی ہے اور روزے اُس کے بائیں طرف اور قرآن و ذکر اُس کے سر کے پاس اور اُس کا نمازوں کی طرف چلنا، قدموں کی طرف آتا ہے اور صبر قبر کے گوشہ میں آتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ عذاب کو بھیجتا ہے، تو نماز کہتی ہے کہ پیچھے ہٹ جاؤ۔ یہ تمام زندگی تکالیف برداشت کرتا رہا، اب آرام سے لیٹا ہے۔ اب عذاب بائیں طرف آتا ہے تو روزے یہی جواب دیتے ہیں۔ سر کی جانب آتا ہے تو یہی جواب ملتا ہے، پس عذاب کسی جانب سے بھی اس کے پاس نہیں پہنچ پاتا، جس راہ سے جاتا ہے اللہ کریم کے ولی کو محفوظ پاتا ہے، پس عذاب واپس چلا جاتا ہے۔ اس وقت صبر تمام اعمال سے کہتا ہے کہ میں اس لیے نہیں بولا کہ اگر تم سب عاجز ہو جاتے، تو میں بولتا، لیکن

فَاَنَا ذُخْرٌ لَّهٗ عِنْدَ الصِّرَاطِ وَذُخْرٌ لَّهٗ عِنْدَ الْمِيْزَانِ۔

میں اب پُل صراط اور میزان پر اس کے کام آؤں گا۔

(شرح الصّدور ص ۲۴)

## رُوحِ بد

پھر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ رب العزت ملک الموت سے فرمائے گا کہ اب میرے دشمن کے پاس جاؤ اور اُسے لے کر آؤ، میں نے اُس کے رزق میں کشادگی کی اور نعمتوں سے سرفراز کیا، لیکن وہ میرے شکر سے ہمیشہ انکار کرتا رہا۔

Scanned with CamScanner

پس آج اُس کو لا دے تاکہ اُس سے ناشکری کا انتقام لوں۔ پس ملک الموت اُس کے پاس بدترین شکل میں پہنچتے ہیں، اُن کی بارہ آنکھیں ہوتی ہیں اور جہنمی کانٹوں کی سلاخیں ہوتی ہیں، ان کے ہمراہ پانچ سو فرشتے ہوتے ہیں۔ ان کے پاس نحاس ہوتا ہے، جہنم کی چنگاریاں اور بھڑکتے ہوئے کوڑے ہوتے ہیں، تو ملک الموت یہ خاردار سلاخیں اس طرح مارتے ہیں کہ ہر کانٹا جڑ تک اس شخص کے رگ و پے، میں داخل ہو جاتا ہے۔ پھر ان سلاخوں کو سختی سے موڑتے ہیں اور اُس کی رُوح اُس کے قدموں اور ناخنوں سے نکلتی ہے۔ اس وقت اللہ کے دشمن پر بیہوشی کا عالم طاری ہو جاتا ہے اور اس کے فرشتے، اُس کی پیٹھ اور چہرے پر کوڑے مارتے ہیں اور مارتے مارتے اُس کے حلق تک آتے ہیں، پھر وہ نحاس اور چنگاریاں اس کی ٹھوڑی کے نیچے بچھا دی جاتی ہیں۔ پھر ملک الموت فرماتے ہیں،

اے ملعون جان! بادِ سموم، گرم پانی اور گرم سائے کی طرف آ۔

**سختی** جب ملک الموت رُوح نکال لیتے ہیں تو روح جسم سے کہتی ہے اے جسم اللہ تجھ کو میری جانب سے بدترین سزا دے کیونکہ تو مجھے معصیت کی طرف تیزی سے لے جاتا تھا اور نیکی سے پیچھے رکھتا تھا۔ تو خود بھی ہلاک ہوا اور مجھے بھی ہلاکت میں ڈالا۔ جسم رُوح سے بھی اسی طرح کہتا ہے۔ زمین کا وہ حصہ جن پر وہ رہا کرتا تھا، اس کو لعنت کرتے ہیں۔ ابلیس کا لشکر ابلیس کے پاس جا کر اس کو خوشخبری دیتا ہے کہ انہوں نے ایک آدم زاد کو جہنم رسید کرا دیا ہے۔ جب اس کو قبر میں رکھا جاتا ہے، تو اس کی قبر تنگ ہو جاتی ہے اور اس کی ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف نکل جاتی ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اُس کے پاس سیاہ سانپ بھیجتا ہے جو ڈسنا شروع کر دیتا ہے۔ دو فرشتے آکر اس سے دریافت کرتے ہیں:

مَنْ رَّبُّكَ۔ مَا دِيْنُكَ۔ مَنْ نَبِيُّكَ؟

وہ کہتا ہے:



هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ     میں نہیں جانتا۔

فرشتے کہتے ہیں کہ تو نے جاننا چاہا ہی کب تھا؟ پھر وہ اُس کو ایسا گرز مارتے ہیں کہ قبر میں چنگاریاں اڑتی ہیں اور پھر کہتے ہیں ذرا اوپر دیکھ۔ جب اُوپر دیکھتا ہے تو جنت کا دروازہ نظر آتا ہے اور کہتے ہیں اگر تو اطاعتِ خداوندی کرتا، تو تیرا یہ مقام ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بخدا اُس وقت اُس کے دل میں ایسی حسرت پیدا ہوتی ہے جو کبھی ختم نہ ہوگی۔ پھر جہنم کا دروازہ کھول کر دکھایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اے اللہ کے دشمن! نافرمانیوں کی وجہ سے اب تیرا یہ مقام ہے اور ستتر دروازے جہنم کے کھول دیئے جاتے ہیں جن سے گرم ترین بادِ سموم آتی ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ (شرح الصدور، صہ ۲۵)

---

# ایصالِ ثواب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ ۝ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ ۝

دلا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
بغیچے چھوڑ کر خالی زمیں اندر سمانا ہے
ترا نازک بدن بھائی جو لیٹے سیج پھولوں پر
ہوئے گا ایک دن مُردار جو کرموں نے کھانا ہے
اجل کے روز کو کر یاد کر سامان چلنے کا
زمیں کے فرش پر سونا اینٹوں کا سرانہ ہے
فرشتہ روز کرتا ہے منادی چار کونوں پر
محلاں اُچیاں والے ترا گور میں ٹھکانہ ہے
کہاں وہ ماہِ کنعانی کہاں تختِ سلیمانی
گئے سب چھوڑ اے فانی اگر نادان دانا ہے
عزیزا یاد کر وہ دن جو ملک الموت آوے گا نہ جاوے ساتھ تیرے کو اکیلا تو نے جانا ہے



معزز سامعین حضرات! اللہ تبارک وتعالیٰ جلَّ وعلاؔ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ کا تاج اس کے سر پر رکھا۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ کی اسے اچھی صورت بخشی، اس کے قلب کو اپنی جلوہ گاہ بنایا، اسے ایمان کی دولت بخشی، مومن کامل کا ہر لمحہ شان والا صفات باری تعالیٰ کا مظہر ہے۔ علامہ اقبال قلندر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان
گفتار میں کردار میں، اللہ کی بُرہان!
یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن!!
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن
قہاری و غفاری و قدوسی وجبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مُسلمان

سامعین محترم! پانی اگر دریا میں اپنی حدود کے اندر رہے تو یہ رحمت ہے، اگر حدود سے باہر نکل آئے تو زحمت بن جاتا ہے،

پانی دریا کے اندر رواں رہے تو نفع بخش ہے۔ اگر باہر نکل آئے تو طوفان بن جاتا ہے، اسی طرح انسان اگر اپنے مالکِ حقیقی کی قائم کردہ حدود و قیود کے اندر رہے تو یہ اللہ کی بُرہان بن جاتا ہے۔ اشرف المخلوقات انسان بن جاتا ہے، اور اگر مالک کی حدوں کو توڑ دے تو شیطان بن جاتا ہے۔

اللہ رب العزت نے انسان کو اچھی صورت بخشی، تو جب یہ خالقِ دو جہاں کا مطیع و فرمانبردار بنتا ہے تو اس کی زیارت کے لیے ملائکہ کرام آتے ہیں اور اگر یہ نافرمان ہو جائے تو خود انسان بھی اس سے نفرت کرتے ہیں۔

اللہ نے انسان کو نعمتیں اور بلندیاں بخشیں، اور اگر یہ مالک کی خوشنودی و رضا کے

Scanned with CamScanner

خلاف ہو جائے تو مالک فرماتا ہے، ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ، فرمانبردار کیلئے جنّت اور لقائے یار ہے اور نافرمان کا ٹھکانہ جہنم، اور وہ ذلیل و خوار ہے۔

سامعینِ محترم! انسان انس سے بنا ہے، انسان وہ ہے جو اپنے خالق سے محبت کرے اور اس کی اطاعت بھی کرے، پھر اُس کی مخلوق سے پیار اور اُن کے حقوق کی رعایت بھی کرے۔

جو انسان مالک حقیقی کا وفادار نہیں اور اُس کی مخلوق کے ساتھ اس کا رشتہ استوار نہیں، وہ بندہ خدا کے بندوں میں شمار نہیں۔

انسان کو جب سے بنایا گیا ہے۔ اس کے حالات نے کئی مرتبہ کروٹیں لیں۔ اس پر متعدد دفعہ عروج و زوال آتا رہا، یہ کئی دفعہ اپنے خالق و مالک کو بھولتا رہا، یہ اپنے مرتبے اور ناموس کے خلاف کام کرنے پہ اتر آتا رہا، اس نے بارہا اپنے خالق و مالک سے بغاوت کی، جب بھی اس نے اپنے خالق حقیقی سے تعلق توڑا کفر و ضلالت کے گڑھے میں گرا، اللہ نے اس کو راہِ راست صراط مستقیم پر گامزن کرنے کیلئے اپنے نبیوں اور رسولوں کو مبعوث فرمایا۔

حضور سیدِ دو عالم، محسنِ انسانیت، معلّم کائنات، ہادیٔ دوجہاں کی آمد سے قبل انسان گمراہی کے عمیق گڑھوں میں گر چکا تھا،

ایک بھائی دوسرے بھائی کا دشمن، ایک قوم کی دوسری قوم سے لڑائی، ایک قبیلہ کے لوگ دوسرے قبیلے والوں سے برسرِ پیکار اور ایک انسان دوسرے انسان کو غلام بنا کر اس سے جانوروں کی طرح کام لیتا تھا، گورے رنگ والا خود کو کالے رنگ والے سے افضل جانتا تھا، ذاتی اغراض کی خاطر دوسرے کی عزت آبرو کو تباہ کرنا کوئی عیب نہ سمجھا جاتا تھا انسان کی درندگی کا یہ عالم تھا کہ خود اپنے ہاتھوں سے اپنی بچیوں کو زندہ درگور کرنا باعث فخر ہوتا تھا۔



غرضیکہ کونسی برائی تھی جو اپنے عروج پر نہ پہنچ چکی تھی، اسی عالم میں رحمتِ دو عالم آفتابِ نبوّت کا ظہور ہوا، جس کی نور بخش کرنوں نے ظلمت کدہ کو نورانیت بخش دی، تاریک دلوں میں نورِ ایمان کی شمع روشن فرمائی، ایک مومن دوسرے مومن کا بھائی بن گیا۔

دنیا میں بے شمار، لاتعداد مذاہب میں اُن کے پیشواؤں نے اپنے ماننے والوں کو اتفاق و اتحاد کا درس دیا۔ مگر جو نقشہ اتفاق و اتحاد، محبت و یگانگت کا اسلام اور ہادیٔ اسلام نے پیش کیا، اس کی مثال کائناتِ عالم میں نہیں ملتی۔

حضور سیدِ دو عالم نے جو رشتۂ محبت و اخوت اپنے ماننے والوں کے درمیان پیدا کیا وہ صرف ظاہری حیات تک محدود نہیں۔ بلکہ مومن کا مومن کے ساتھ وہ تعلق پیدا کر دیا گیا ہے جو مرنے کے بعد بھی ختم نہیں ہوتا۔

سامعینِ محترم! ہماری جب ایک دوسرے سے ملاقات ہوتی ہے تو ایک مومن دوسرے مومن بھائی سے کہتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، اس کا مطلب ہے اے میرے بھائی تجھ پر سلامتی ہو، تجھ پر اللہ کی رحمت ہو۔ تیری خیر ہو۔ اور اسی طرح مومن جب کسی مومن کی قبر پر جاتا ہے تو بھی یہ کہتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ، اے وہ ہمارے بھائیو! جو قبروں میں ہو، تم پر سلام ہو، تمہاری خیر ہو۔

سامعینِ محترم! یہ ہے اس رشتۂ اخوت و محبت کی ایک جھلک، جو ہادیٔ دوجہاں نے اپنے غلاموں میں پیدا فرمایا ہے۔ کہ مومن اگر کسی زندہ بھائی سے ملے تو پھر بھی دعا کرے کہ تیری خیر ہو اور کسی فوت شدہ مومن بھائی کی قبر پر جائے تو پھر بھی یہ کہے تیری خیر ہو۔

سامعینِ محترم! کتنے سخت دل ہیں وہ لوگ جو اپنے آقا و مولا کی تعلیم کو بھول چکے ہیں۔ اور اپنے فوت شدگان کیلئے دعائے خیر نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو مومن ہیں وہ اپنے سابقہ فوت شدہ مومن بھائیوں کیلئے دعائے خیر کرتے ہیں۔

قرآن کریم میں ارشادِ خداوندی ہے۔

Scanned with CamScanner

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ ۝ (پ۲۸-ع۱۴)

اور ان سے بعد میں آنے والے لوگ یہ دعا مانگتے ہیں کہ اے پروردگار ہمارے تو ہماری بھی بخشش فرما اور ہمارے اُن بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے سلامتیٔ ایمان کے ساتھ چلے گئے ہیں۔

مومن اپنے مومن بھائی کیلئے خیر طلب کرتا ہے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

فَاِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَآءَ ۝ ابن ماجہ صفحہ ۱۰۹، مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۶، ابوداؤد صفحہ ۱۰۰ ج ۱

پس جب تم میت پر نماز پڑھ چکو تو اس کے بعد خاص کر میت کیلئے دعا مانگو۔

اسی لیئے اہلسنّت وجماعت نمازِ جنازہ کے بعد میت کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا مانگتے ہیں اور اسی طرح جو شخص بھی میت کے پسماندگان کے پاس اس کے غم میں شریک ہونے کیلئے آتا ہے وہ بھی فوت شدہ کیلئے دعائے خیر کرتا ہے۔

وہ دعائے خیر چاہے تیسرے روز کی جائے، ساتویں روز کی جائے، دس دن کے بعد کی جائے، چالیس روز کے بعد یا کر کی جائے یا جب بھی فرصت ہو کی جائے۔ یقیناً یہ دعا مرنے والے کیلئے سامانِ بخشش اور ترقیٔ درجات کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

اسی طرح ہم اپنے فوت شدہ کے لئے قرآن پاک کی تلاوت، درود شریف، کلمہ شریف اور دوسرے اوراد و وظائف پڑھ کر کھانا لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں، اس کا ثواب مرنے والے کی روح کو بھیجتے ہیں۔ اس ایصالِ ثواب کی مجلس کو قل خوانی، فاتحہ خوانی، دسواں، چالیسواں، محفلِ ختم شریف کہا جاتا ہے۔

کچھ لوگ نہ جانے ان محافل کو، جن میں مرنے والے کیلئے ایصالِ ثواب، دعائے خیر کی جاتی ہے، کو بدعت اور بعض تو حرام تک کہہ جاتے ہیں۔ آیئے! ضد، ہٹ دھرمی اور تعصب کی عینک کو آنکھوں سے اتار کر سماعت فرمایئے، کہ کیا مرنے والے کی طرف



سے کچھ صدقہ خیرات کیا جائے، قرآن شریف پڑھ کر بخشا جائے تو کیا مرنے والے کو اس کا نفع پہنچتا ہے یا نہیں؟

## سامانِ بخشش

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْا لَهُ۔ (مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۳۲)

جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل منقطع ہوجاتے ہیں مگر تین عمل، صدقہ جاریہ اور وہ علم جس سے نفع حاصل کیا جائے اور صالح بیٹا جو اس کے لئے دعا مانگتا رہے۔

سامعین محترم! اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد جو نیکیوں کا دفتر ہوتا ہے، اس کو بند کردیا جاتا ہے، اس میں پھر کوئی نیکی کا اندراج نہیں ہوتا، مگر تین ایسی نیکیاں ہیں جو مرنے کے بعد بھی نیکیوں کے دفتر میں لکھی جاتی ہیں۔ جن میں سے ایک صدقہ جاریہ ہے۔ یعنی مرنے والا کوئی ایسی نیکی کرگیا جو باقی رہی۔ مثلاً مسجد تعمیر کرگیا، پُل بنا گیا کنواں لگوا گیا، اس کے مرنے کے بعد وہ مسجد قائم رہی، پُل سے مخلوقِ خدا گذرتی رہی، کنوئیں سے لوگ پانی پیتے رہے۔ تو جیسے اُسے اپنی زندگی میں ثواب ملتا تھا۔ مرنے کے بعد بھی ملتا رہے گا۔

اسی طرح اگر کوئی مرنے والا کسی کو ایسا فن یا ہنر سکھا گیا، جس سے وہ سیکھنے والا فائدہ حاصل کرتا رہا تو مرنے والے کو اس کا بھی اجر و ثواب ملتا رہے گا

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ نیک بچہ جو اپنے مرنے والے باپ کے لئے دعا مانگے تو اس کا نفع بھی فوت شدہ کو پہنچتا رہتا ہے۔

قربان جاؤں رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت پر کہ آپ نے مومنوں کی بخشش

کیلئے کتنے سامان پیدا فرما دیئے ہیں۔ شاعر کہتا ہے۔

بن کے خیر الوریٰ آگئے مصطفےٰ
ہم فقیروں کی بہتری کیلئے
اک طرف بخششیں اک طرف رحمتیں
کیسے کیسے ہیں انعام امتی کے لیے

## حسنات کا خزانہ

سیدنا ابو سعید خدری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا۔

يَتْبَعُ الرَّجُلَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْحَسَنَاتِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُوْلُ اَنّٰى هٰذَا فَيُقَالُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ (رواہ الطبرانی فی الاوسط شرح الصدور ص۱۲۷)

یوم قیامت ایک شخص کی نیکیاں پہاڑوں کی شکل ہونگی، وہ عرض کرے گا یہ مجھے کہاں سے مل گئیں، تو اُسے کہا جائے گا، یہ تیرے بیٹے کی دعائے مغفرت ہے جو وہ تیرے لیئے کرتا تھا۔

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنّٰى لِيْ هٰذِهٖ فَيَقُوْلُ بِدُعَاءِ وَلَدِكَ۔ (شرح الصدور ص۱۲۷)

تحقیق اللہ رب العزت ایک نیک بندے کو جنت میں بلند مقام کریگا۔ وہ عرض کریگا اے اللہ مجھے یہ مقام کہاں سے ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ تیرے بچے کی تیرے حق میں دعا کی برکت ہے۔

## غلام آزاد

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دورِ مقدس میں ایک شخص عاص بن وائل فوت ہوگیا۔ اُس نے مرتے وقت وصیت کی کہ اُس کے مرنے کے بعد اُس کی طرف سے سو غلام آزاد کیئے جائیں، چنانچہ جب وہ مرگیا تو اُسکے ایک بیٹے ہشام نے اپنے حصے کے پچاس غلام آزاد کردیے اور دوسرے بیٹے عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ



میں اپنے حصے کے پچاس غلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر آزاد نہیں کرونگا۔ چنانچہ وہ دربارِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، آقا میرا والد فوت ہوچکا ہے۔ اس نے وصیت کی تھی کہ اُس کے مرنے کے بعد سو غلام آزاد کیے جائیں اور میرے بھائی نے اپنے حصے کے پچاس غلام آزاد کردیے ہیں اور میرے حصے کے پچاس رہ گئے ہیں۔ آقا! اگر میں اپنے باپ کیلئے اُس کی وصیت کے مطابق اپنے حصے کے پچاس غلام آزاد کردوں تو کیا میرا باپ جو کہ فوت ہوچکا ہے، اس کو کوئی نفع پہنچے گا؟ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال سن کر ارشاد فرمایا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ عَنْهُ اَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ اَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهُ ذٰلِكَ (مشکوٰۃ ص۳۶)

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر وہ مسلمان ہوتا تو پھر تم اُس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ دیتے یا اُس کی طرف سے حج کرتے تو وہ اُسے پہنچتا۔

سامعین محترم! مسلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ عالیہ سے معلوم ہوا کہ مرنے والے کی طرف سے صدقہ کیا جائے، حج کیا جائے یا غلام آزاد کیے جائیں تو اُس کا ثواب پہنچتا ہے لیکن پہنچتا صرف مسلمان کو ہے۔ اب جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے فوت شدگان کو ثواب نہیں پہنچتا، ختم خوانی، فاتحہ خوانی کا ثواب ہمارے مرنے والوں کو کچھ نفع نہیں دیتا۔ نہ معلوم کہ وہ اپنے مرنے والوں کو کیا سمجھتے ہیں اس لیئے کہ مسلمانوں کو تو اس کا ثواب پہنچتا ہے۔

## اُم سعد کا کنواں

حدیث شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے مقدس زمانہ میں آپ کے ایک غلام سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ کا انتقال ہوگیا۔ انہوں نے حضور سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

Scanned with CamScanner

| | |
|---|---|
| اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ صَدَقَةٍ اَفْضَلُ، قَالَ اَلْمَآءُ ،فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ (مشکوٰۃ ص۱۶۹) | میری ماں، اُمِّ سعد کا انتقال ہو گیا ہے، تو اس کیلئے کونسا صدقہ افضل ہے۔ فرمایا پانی تو حضرت سعد نے کنواں کھدوایا اور کہا یہ اُمِّ سعد کیلئے ہے |

اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا کہ مرنے والے کے ایصال ثواب کیلئے اگر لوگوں کو پانی پلایا جائے تو وہ مرنے والے کیلئے بخشش اور ترقیٔ درجات کا موجب ہے۔ تو اب اگر کوئی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کی سبیل لگائے تو وہ یقیناً ایک اچھا تحفہ ہے جو امام عالی مقام کے حضور پیش کیا جاتا ہے۔

اس سے ایک اور مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ اگر حضرت سعد اس کنوئیں کے متعلق یہ فرمائیں کہ یہ اُمِّ سعد کا کنواں ہے یعنی ان کے ایصالِ ثواب کیلئے ہے تو جائز ہے۔ اسی طرح جب ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ غوثِ اعظم کی نیاز ہے، یہ اُن کے نام کا کھانا ہے یعنی ان کے ایصالِ ثواب کیلئے ہے تو وہ حرام نہیں ہوتا۔

اگر غوثِ اعظم کے نام کے کھانے کو اور امام حسین کی سبیل کو حرام کہو گے تو پھر اُمِّ سعد کے کنوئیں کے متعلق تمہارا کیا فتویٰ ہوگا؟

کچھ لوگ ختم شریف کے کھانے کو اس لیے بھی نفع بخش نہیں سمجھتے کہ اس میں سے صاحب خانہ اور اس کے دوست رشتہ دار کھا لیتے ہیں کہتے ہیں میاں تم نے کھانا پکایا اور خود کھا لیا تو مرنے والے کو اس سے کیا نفع پہنچے گا؟

تو اس مسئلہ کو آسان طریقہ سے یوں سمجھ لیجئے۔ کہ ایک شخص نے مسجد میں کنواں کھدوایا اور نیت یہ کی کہ اس کا ثواب میرے فلاں فوت شدہ کو پہنچے۔ اب وہ کنواں مسجد میں ہے اس میں سے لگوانے والا بھی پانی پیتا ہے۔ وضو کرتا ہے اس کے کئی رشتہ دار اور دوست بھی پانی سے وضو کرتے ہیں تو کیا کنواں لگوانے والا اگر خود اس کنوئیں سے پانی لے لے تو ثواب میں کوئی کمی آ جائے گی۔ یقیناً ایک عقل سلیم کا مالک یہی کہے گا کہ اس کنوئیں سے اگر



لگوانے والے نے پانی لے لیا تو اس کے ثواب میں کمی نہیں آئے گی۔

اسی طرح اگر ایصالِ ثواب کیلئے کھانا پکایا جائے اور اُس میں سے غربا میں تقسیم کیا جائے دوست احباب کو کھلایا جائے تو اس سے مرنے والے کو پورا ثواب ملتا ہے حضرت سعد نے جو کنواں والدہ کے نام کا لگوایا ظاہر بات ہے کہ اس سے غنی بھی پانی پیتے ہوں گے فقیر بھی اور حضرت سعد بھی۔

بہرحال حدیثِ پاک سے ثابت ہوا کہ مرنے والے کی طرف سے کسی کو پانی پلایا جائے تو اس کا نفع فوت شدہ کو پہنچتا ہے تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ پانی کا ثواب پہنچتا ہے تو کھانے کا ثواب بھی پہنچتا ہے اور قرآن کی تلاوت، ذکر اذکار کا ثواب بھی مرنے والے کو پہنچتا ہے۔

## تخفیفِ عذاب

بخاری شریف میں ہے کہ حضور سید المرسلین رحمۃ للعالمین کا گذر دو قبروں سے ہوا تو عالم ما کان و ما یکون صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو گناہ کبیرہ کے سبب عذاب ہو رہا ہے۔ ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا۔

سامعین محترم! یہ دونوں گناہ گار اپنے گناہوں کے سبب گرفتارِ عذاب تھے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے عذاب کو ملاحظہ فرما رہے تھے جبھی تو فرمایا کہ انہیں عذاب ہو رہا ہے اور اپنی زندگی میں انہوں نے جو گناہ کئے تھے وہ بھی آپ نے بتا دیا۔ تو اب یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر سے باہر ہوں تو اندر کے حالات جانتے ہیں اور اگر قبر کے اندر جلوہ گر ہوں تو انہیں باہر کا بھی علم ہوتا ہے، اسی لیے حضرت حسن رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بندہ مر جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے
بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

سامعینِ محترم! سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ جو دو قبروں والے عذاب میں گرفتار ہیں ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور ایک چغلخوری کیا کرتا تھا۔ حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا کہ یہ دو گناہ ایسے ہیں کہ جن کے سبب عذابِ قبر ہوتا ہے، اتنے بڑے گناہ ہونے کے باوجود ہم ان سے اجتناب نہیں کرتے

ایک گناہ تو مردوں میں عام ہے یعنی کئی نوجوان پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتے۔ اور ایک گناہ ایسا ہے جو عورتوں میں زیادہ ہے یعنی چغلخوری، عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ ایک بات کسی عورت سے سُنی اور آگے کردی اور ساتھ کہہ دیا آگے نہ بتانا اسی طرح وہ عورت یہ بات آگے سُنا دیتی ہے اور ساتھ ہی یہ کہہ دیتی ہے کہ تم آگے بات نہ کرنا۔ اسی طرح ساری آبادی تک یہ بات پہنچ جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ اللہ رب العزت ہر قسم کی برائی سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے، بالخصوص چغلخوری سے ہر مومن مرد عورت کو بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سامعینِ محترم! حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دو قبروں میں عذاب دیکھا تو،

| | |
|---|---|
| ثُمَّ اَخَذَ جَرِيْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِيْ كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً | پھر آپ نے کھجور کی سبز شاخ کو لیا اور اسکے دو حصے فرمائے اور پھر ہر ایک کی قبر پر ایک ایک گاڑ دیا۔ |

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے آپ کے اس عمل کو دیکھا تو عرض کیا۔

| | |
|---|---|
| قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا | یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے ایسا کیوں کیا؟ |

اس پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| فَقَالَ لَعَلَّهٗ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا (بخاری صفحہ ۱۸۲، مشکوٰۃ صفحہ ۴۲) | آپ نے فرمایا جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہوں گی عذاب میں تخفیف رہے گی۔ |



حضراتِ گرامی! اس ارشادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر غور کیجئے کہ آپ نے دو قبروں پر ہری شاخیں لگانے کے بعد فرمایا۔ اس سے قبر والوں کے عذاب میں اس وقت تک تخفیف ہو گی جب تک یہ خشک نہ ہونگی، اس کی وجہ یہ تھی کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہے

| | |
|---|---|
| سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ | ہر چیز اللہ کی تسبیح پڑھتی ہے۔ |

یہ شاخیں جب تک ہری رہیں گی، اللہ کا ذکر کریں گی اور اس سے صاحبِ قبر کو نفع پہنچے گا۔ اسی لیے آپ نے دیکھا ہو گا کہ میت کو قبر میں دفن کرنے کے بعد قبر پر ہری شاخ لگائی جاتی ہے اور قبر پر پھول ڈالے جاتے ہیں۔ اس کی اصل یہ حدیث پاک ہے۔

تو اب مقامِ غور ہے کہ ایک درخت کی ٹہنی اللہ کا ذکر کرے تو اُس کے ذکر کی برکت سے قبر والوں کا عذاب کم ہو۔ تو کیا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرے، قرآن پڑھے، اُس سے قبر والے کو نفع نہ پہنچے گا۔ یقیناً اس کا نفع قبر والے کیلئے موجبِ بخشش و بلندیٔ درجات ہو گا۔

## جُنیدؒ بغدادی کا مُرید

دیوبندیوں کے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب "تحذیر الناس" میں لکھا ہے۔

"حضرت جنیدؒ کے کسی مُرید کا رنگ یکایک متغیر ہو گیا، آپ نے سبب پوچھا تو برائے مکاشفہ اُس نے کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں، حضرت جُنید نے ایک لاکھ پچھتر ہزار مرتبہ کلمہ پڑھا تھا، یوں سمجھ کر کہ بعض روائتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدۂ مغفرت ہے، اپنے جی میں اُس مُرید کی ماں کو بخش دیا اور اُس کو اطلاع نہ کی۔ مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ نوجوان ہشاش بشاش ہے، آپ نے پھر سبب پوچھا، اُس نے عرض کیا کہ اپنی والدہ کو جنت میں دیکھتا ہوں"۔ (تحذیر الناس صفحہ ۳۸)

حضراتِ گرامی! قرآن و احادیث سے اس بات کا پختہ ثبوت ملتا ہے کہ فوت شدگان

کے ایصالِ ثواب کیلئے ان کی بخشش و مغفرت اور بلندیٔ درجات کیلئے ہمارا دُعا کرنا اُن کیلئے خیرات کرنا، نفلی عبادات کرنا، قرآن کی تلاوت کرنا ان کے لیئے نفع بخش ہے۔

اس عمل کو گناہ یا حرام سمجھنا، قرآن وحدیث اور سلف صالحین کے اقوال و آراء کے خلاف ہے۔

اللہ رب العزت کی بارگاہِ مُعلّٰی میں دُعا ہے کہ وہ ہماری اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اُمت کی بخشش فرمائے۔

آمین ۔ بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ۔ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ ٥

Scanned with CamScanner